السنیۃ الانیفہ
فی
فتاویٰ افریقہ
اعلیٰ حضرت مولانا
شاہ محمد احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
مکتبہ نوریہ رضویہ ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

اعلیٰ حضرت مولانا
شاہ محمد احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد
041-626046

تزئین واہتمام

سیّد حمایت رسول قادری

نام کتاب----------- فتاوٰی افریقہ

مؤلف------------ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

کمپوزنگ----------- محمد حسین 0300-9414815

پروف ریڈنگ ______ محمد رب نواز سیالوی فاضل دار العلوم نوریہ رضویہ گلبرگ فیصل آباد

صفحات ------------ 176

تاریخ اشاعت ------ اگست ۲۰۰۴ء

تعداد -------------- 1100

مطبع ------------ اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر ------------ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

قیمت-------------- -/80 روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد فون: 626046

فہرست مضامین

اَلسَّنِیَّۃُ الاینقہ فی فتاوٰی افریقہ

۱۳۳۶ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبِ سنت عدو بدعت خادم الاولیاء عبد المصطفٰے جناب الحاج زائر اسمٰعیل میاں بن حاجی امیر میاں شیخ صدیقی حنفی قادری کاٹھیاواری سلمہ الملک الباری نے کچھ مسائل کے سوال بریلی دار الافتائے تمام ہندوستان و دیگر اقطار عالم میں جنوبی افریقہ مقام بھوتا بھوٹی برٹش باسوٹولینڈ سے تین بار بھیجے جن کے جواب دیے گئے اب حسب فرمائش صاحب موصوف ان کا مجموعہ نفع برادرانِ دینی کے لئے مع ترجمہ[1] طبع کیا جاتا ہے مولیٰ تعالیٰ حاجی صاحب موصوف کو محبت دینی و برکات دینی و دنیوی اور زائد فرمائے آمین۔ سوالات بار اوّل ۲۳ صفر ۱۳۳۶ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں

مسئلہ اوّل: زید سوال کرتا ہے کہ خدا نے مرد کو عورتوں کا حکم دیا دو دو تین تین چار چار کا عورت کو کیوں حکم نہیں ملا کہ تم دو دو تین تین چار چار مرد کرو یہ سوال کرنے والے کو شرع کیا حکم کرتی ہے۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے ان اللہ لایأمر بالفحشاء بیشک اللہ عزوجل بے حیائی کا حکم نہیں فرماتا ایک عورت پر دو مردوں کا اجتماع صریح بے حیائی ہے جسے انسان تو انسان جانوروں میں بھی جو سب سے خبیث تر ہو یعنی خنزیر وہی روا رکھتا ہے۔ حرمت زنا کی حکمت نسب کا محفوظ رکھنا ہے ورنہ پتا نہ چلے کہ بچہ کس کا ہے اگر عورت سے دو مردوں کا

---

[1] صاحب موصوف کی یہ بھی تاکید ہے کہ جو عربی عبارتیں فتوے میں منقول ہوں ان کا ترجمہ بھی کر دیا جائے اندر جن کا ترجمہ خود فتوے میں تھا وہ تھا ہی جن کا نہ تھا حاشیہ میں زیادہ کیا گیا ترجمہ صرف عبارات منقولہ کا چاہئے عالمانہ تحقیقات جن کی ضرورت عوام بھائیوں کو نہیں نہ ہر ایک کی سمجھ کے لائق وہ یونہی بہتر ہیں۔ خربوزہ نجورتر ابفالیز چہ کار ۱۲

نکاح جائز ہو تو وہی قباحت کہ زنا میں تھی یہاں بھی عائد ہو۔ معلوم نہ ہو سکے کہ بچہ دونوں میں سے کس کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ایسا سوال صریح گمراہی ہے زید اگر نرا جاہل بے ادب نہیں تو بد دین ہے بد دین نہیں تو نرا جاہل بے ادب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲: ایک شخص زانی نے عورت کافرہ کو اسلام قبول کروا کے نکاح کیا وہ مرد مسلمان ہے اب وہ عورت حاملہ ہے مگر اسی مرد کا جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ اگرچہ حاملہ اسی مرد سے ہے جب بھی نکاح جائز نہیں ہے اور شاہد و گواہ و حاضران محفل کے نکاح ٹوٹ جاتے ہیں۔ مجموعہ خانی جلد ثانی ص۳۹ در ہدایہ وکافی آوردہ است عورتیں حربیہ در دارِ اسلام آمد بران عورت عدت لازم نشود خواہ اسلام اور در دار حرب آوردہ باشند خواہ نیاوردہ باشد وایں قول امام اعظم ست رحمۃ اللہ علیہ ونزدیک امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ عدت لازم شود و باتفاق علما بر کنیز کے کہ در تاخت گیرند عدت لازم نیست فاما استبرا لازم ست و اگر حربیہ کہ دار سلام آمدہ است وحاملہ تا آنزماں کہ فرزند نزاید نکاح نکند دیگر روایت از امام آنست کہ نکاح درست ست اگر حاملہ باشد فامانزدیکی باآن عورت شوہر نکند تا آنزماں کہ فرزند نزاید چنانچہ اگر عورت راازز نا حمل ماندہ است خواستن آورداست ونزدیکی کردن روانیست تا آنزماں کہ فرزند نزاید و اگر یکی از میاں زن وشوہر مرتد شد فرقت میاں ایشاں واقع شود فاما طلاق واقع نشود وایں قول امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ ونزدیک و امام محمد اگر مرد مرتد شدہ است فرقت واقع شود بطلاق و اگر زن مرتد شدہ است فرقت واقع شود بے طلاق پس اگر مرد مرتد شدہ است و بازن نزدیکی کردہ باشد تمام مہر برمرد لازم شود اگر نزدیکے نکردہ است چیزے از مہر لازم نشود ونفقہ نیز لازم نشود اگر خود از خانہ مرد بیرون آمدہ باشد و اگر خود از خانہ مرد بیرون نیامدہ باشد نفقہ برمرد لازم شود۔

الجواب: جسے زنا کا حمل ہو والعیاذ باللہ تعالیٰ وہ عورت شوہر دار نہ ہو اس سے زانی وغیر زانی ہر شخص کا نکاح جائز ہو فرق اتنا ہے کہ غیر زانی کو اس کے پاس جانے کی اجازت نہیں جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اور جس کا حمل ہو وہ نکاح کرے تو اسے قربت بھی جائز۔

درمختار میں ہے صَحَّ[۱] نکاحُ حُبْلٰی مِن زِنَا وَاِنْ حَرُمَ وَ طوْءھا وَ دَوَاعِیْہٖ حَتّٰی تَضعَ لِئَلَّا یُسْقِی مَاؤُہٗ زَرْعَ غَیْرَہٗ اِذَا الشَّعْرَ یُنبتُ مِنْہُ وَلو فکحھا الزانی حَل لَہٗ وَطْؤھا اتفاقًا زید کا قول محض غلط ہے اور اس کا کہنا اگرچہ حاملہ اسی مرد سے ہے جب بھی نکاح جائز نہیں شریعت پر افترا ہے بلکہ صحیح و مفتی بہ یہ ہے کہ اگرچہ حمل دوسرے کا ہو جب بھی نکاح جائز ہے اور اس کا کہنا کہ شاہد و حاضران محفل کے نکاح ٹوٹ جاتے ہیں افترا برافترا ہے۔ مجموعہ خالی ہے جو عبارت اس نے نقل کی صراحۃً اس کے خلاف ہے کہ اگر عورت راز زنا حمل ماندہ است خواستن ونزدیکی کردن روا نیست تا آنکہ نزاید اور وہ جو اسی سے نقل کیا کہ حربیہ کہ در دارالاسلام آمدہ است وحاملہ تا نزاید نکاح نکند یہ اس میں ہے کہ حربی کافر کی حاملہ عورت دارالاسلام میں آکر مسلمان ہوگئی نہ کہ حمل زنا میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۳: اگر مرد یا عورت کافر نے اسلام قبول کیا اور عمر بھر میں نماز کا سجدہ نہیں کیا آیا ایسے شخص کے جنازے کی نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: بیشک اس کے جنازے کی نماز فرض ہے اور بیشک اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کریں گے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں الصلٰوۃُ واجبۃ علیکم علی کل مسلم یموت براکان اوفاجرا وان ھو عمل الکبائر ہر مسلمان کے جنازے کی نماز تم پر فرض ہے چاہے نیک ہو یا بد اگرچہ اس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں[۲] رواہ ابو داؤد وابو یعلٰے والبیھقی۔
فی سننہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح علی اصولنا پنجگانہ نماز اس پر فرض تھی اس نے شامتِ نفس سے ترک کی جنازہ مسلم کی نماز ہم پر فرض ہے ہم اپنا فرض کیوں چھوڑیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۴: زید سوال کرتا ہے کہ اکثر عربستان میں لڑکیوں کے ختنہ کرنے کا رواج ہے اور ہند میں کیوں رواج نہیں۔

---

[۱] ترجمہ جسے زنا کا حمل ہو اس سے نکاح درست ہے اگرچہ اسے ہاتھ لگانا بوسہ لینا حرام ہے جبتک بچہ پیدا نہ ہولے یہ اس لئے کہ دوسرے کی کھیتی کو پانی دینا نہ ہو اس لئے کہ بال اس سے اگتے ہیں اور اگر خود زانی نے اس سے نکاح کیا تو وہ بالاتفاق اس سے صحبت کر سکتا ہے۔ [۲] ترجمہ اس حدیث کو ابوداؤد اور ابو یعلی اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابو ہریرہ سے اس سند کے ساتھ روایت کیا جو ہمارے اصول پر صحیح ہے ۱۲

الجواب : لڑکیوں کے ختنے کا کوئی تاکیدی حکم نہیں اور یہاں رواج نہ ہونے کے سبب عوام اس پر ہنسیں گے طعنہ کریں گے اور یہ ان کے گناہ عظیم میں پڑنے کا سبب ہوگا اور حفظ دین مسلمان پر واجب ہے لہٰذا یہاں اس کا حکم نہیں اشباہ میں ہے لا یسن اختانها وانما هو مکرمة منيّة المفتي پھر غمز العیون میں ہے[۱] وانما کان الختان فی حقها مکرمة لا نه یزید فی اللذة درمختار میں ہے ختان[۲] المراة لیس سنة بل مکرمة للرجال وقيل سنة جزم به البزازی فی وجیزه الحدادی فی سراجه و قال فی الهندية عن المحیط اختلف الروايات فی ختان النساء ذکر فی بعضها انه سنة هکذا حکی عن بعض المشائخ و ذکر شمس الائمة الحلوانی فی ادب القاضی للخصاف ان ختان النساء مکرمة ورأيتنی کتبت علیه ای فیکون مستحبا و هو عند الشافعية واجب فلا یترك ما اقله الاستحباب مع احتمال الوجوب لکن الهنود لا یعرفونه ولوفعل احدیلو مونه و یسخرون به فکان الوجه ترکه کیلا یهتلی المسلمون بالا استهزاء بامر شرعی وهذ النظیر ما قال العلما ینبغی للعالم ان لا یرسل العذبة علی ظهره وانکان سنة اذا کان الجهال یسخرون منه و یشبهونه بالذنب فیقعون فی شدید الذنب هذا اواحتج البزازی علی استنانه بان لوکان مکرمة لم تختتن الخنثی لاحتمال اتکون امراة ولکن لا کالسنة فی حق الرجال اه وتعقبه العلامة ش فقال ختان الخنثی لاحتمال کونه رجلا و ختان الرجل لا یترك فلذا کان سنة احتیاطا ولا یفید ذلك سنیته للمرأة تامل اه و کتبت فی ما علقت علیه اقول کان ثمشی هذا لولم یختتن منها الاالذکرا اذلا معنی لختان الفرج قصدا الی الختان لا حتمال الرجولية وقد صرح فی السراج ان الخنثی تختتن من کلا

---

[۱] ترجمہ عورت کا ختنہ سنت نہیں وہ تو صرف ایک بہتری کی بات ہے ۱۲ [۲] ترجمہ عورت کا ختنہ ایک بہتری یوں ہوا کہ اس سے لذت بڑھ جاتی ہے ۱۲ [۳] ترجمہ عورت کا ختنہ سنت نہیں بلکہ مردوں کی خاطر ایک بہتری کی بات ہے اور یہ قول ضعیف ہے کہ سنت ہے درمختار کا ترجمہ ختم ہوا آگے مفتی کے عالمانہ مباحث ہیں کسی کتاب کی عبارت نہیں جس کا ترجمہ ہو ۱۲۔

الفرجين ولا شك ان النظر الى العورة لا تباح لتحصيل مكرمة اه لكن هذا هو نص الحديث فقد اخرج احمد عن والدابى المليح والطبرانى فى الكبير عن شداد بن اوس وكابن عدى عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهم بسند حسن حسنة الامام السيوطى ان النبى صلى الله عليه وسلم قال الختان سنة للرجال ومكرمة للنساء اقول ولا يندفع الاسكال بما فعل الامام البزازى فانه ان فرض سنة فليست كل سنة يباح لها النظر الى العورة و مسها الاترى ان الاستنجاءِ بالماء سنة ولا يحل له كشف العورة فان لم يجد ستراوجب عليه تركه و انما ابيح ذلك فى ختان الرجل لا نه من شعائر الاسلام حق لو تركه اهل بلدة قاتلهم الامام كما فى فتح القدير والتنوير و غير هما وليس هذا منها فان الشعار يظهرو الخفاض مأمور فيه بالاكفاء فسقط الاحتجاج ولا مخلص الافى قصرختانِهَا على الذَّكَرِ خلافا لما فى السراج الاان يحمل على ما اذا ختنت قبل ان تراهق والله تعالىٰ اعلم على الذكر خلافا لما فى السراج الا ان يحمل على ما اذا اختنت قبل ان تراهق والله تعالىٰ اعلم۔

مسئلہ۵: گھی گرم تھا اس میں مرغی کا بچہ گرا اور فوراً مر گیا یہ گھی کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: گھی ناپاک ہو گیا بے پاک کئے اس کا کھانا حرام ہے۔ پاک کرنے کے تین طریقے ہیں ایک یہ کہ اتنا ہی پانی اس میں ملا کر جنبش دیتے رہیں یہاں تک کہ سب گھی اوپر آ جائے اسے اتار لیں اور دوسرا پانی اسقدر ملا کر یونہی کریں پھر اتار کر تیسرے پانی سے اس طرح دھوئیں اور اگر گھی سرد ہو کر جم گیا ہو تو تینوں بار اس کے برابر پانی ملا کر جوش دیں یہاں تک کہ گھی اوپر آ جائے اتار لیں اقول بلکہ جوش دینے کی پہلی ہی بار حاجت ہے پھر تو گھی رقیق ہو جائیگا اور پانی ملا کر جنبش دینا کفایت کرے گا۔

قال[1] فی الدررلو تَنَجَّسَ الدھن یصب علیه الماء فیغلی فیعلوا الدّھن الماء فیرفع بشئی ھکذا ثلاث مرات اه وھذا عندابی یوسف خلافا لِمُحَمّد وھوا وسع و علیه الفتوی کما فی شرح الشیخ اسمعیل عن جامع الفتاوی و قال فی الفتاوی الخیریة لفظة فیغلے ذکرت فی بعض الکتب والظاھر انھا من زیادۃ الناسخ فانالم نرمن شرط التطھیر الدھن الغلیان مع کثرۃ النقل فی المسألة اوالتلبغ لھا الا ان یرادبه التحریك مجازا فقد صرح فی مجمع الروایة و شرح القدوری انه یصب علیه مثله ماء و یحرك فتأمل اه اویحمل علی ما اذا اجمد الدھن بعد تنجسه ثم رأیت الشارح صرح بذلك فی الخزائن فقال والدھن السائل یلتمی فیه الماء والجامد یغلی به حتی یعلوا الخ دوم ناپاک گھی جس برتن میں ہے اگر جمنے کی طرف مائل ہو گیا ہو آگ پر پگھلا لیں اور ویسا ہی پگھلا ہوا پاک گھی اس برتن میں ڈالتے جائیں یہاں تک کہ گھی سے بھر کرابل جائے سب گھی پاک ہو جائے گا جامع الرموز میں ہے[2] المائع کالماء والدبس وغیر ھما طھارته باجراءٍ مع جنسه مختلطا به سوم دوسرا گھی پاک لیں اور مثلاً تخت پر بیٹھ کر نیچے ایک خالی برتن رکھیں اور پرنالے کے مثل کسی چیز میں وہ پاک گھی ڈالیں اس کے لبیدہ ناپاک گھی اسی پرنالے میں ڈالیں یوں کہ دونوں کی دھاریں ایک ہو کر پرنالے سے برتن میں گریں اسی طرح پاک و ناپاک دونوں گھی ملا کر ڈالیں یہاں تک کہ سب ناپاک گھی پاک گھی سے

---

[1] ترجمہ دُر میں فرمایا تیل ناپاک ہو جائے تو اس پر پانی ڈال کر جوش دیں جب تیل اوپر آ جائے کسی چیز سے اٹھا لیں تین بار ایسا ہی کریں انتہے اور یہ برخلاف امام محمد مذہب امام ابو یوسف ہے اور یہی زیادہ آسان ہے اور اسی پر فتوے ہے جیسا کہ شرح شیخ اسمعیل میں جامع الفتاوی سے ہے اور فتاوی خیریہ میں فرمایا جوش دینے کا ذکر بعض کتابوں میں ہے اور ظاہر ایہ کاتب کی زیارت ہے کہ ہم نے نہ دیکھا کہ کسی نے تیل پاک کرنے کے لئے جوش دینا شرط کیا ہو حالانکہ بکثرت کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے اور ہم نے خوب تلاش کیا۔ مگر یہ کہ بطور مجاز جوش دینے سے جنبش دینا مراد ہو کہ مجمع الروایہ و شرح قدوری میں تصریح فرمائی کہ تیل ناپاک ہو جائے تو اس پر اس کے برابر پانی ڈال کر جنبش دیں لہٰذا اس مقام میں غور چاہیے انتہی یا جوش دینے کا حکم خاص اس صورت میں رکھا جائے کہ تیل ناپاک ہونے کے بعد جم گیا ہو پھر میں نے دیکھا کہ صاحب درمختار نے خزائن میں اس کی تصریح کی کہ فرمایا بہتے تیل میں پانی ڈالیں اور جمے ہوئے کو پانی ڈال کر جوش دیں یہاں تک کہ تیل اوپر آ جائے آخر عبارت تک[2] ترجمہ بہتی چیز جیسے پانی اور انگور کا شیرہ وغیرہ ان کی پاکی یوں ہے کہ ان کی جنس کے ساتھ انہیں ملا کر بہادیں۔

ایک دھار ہو کر برتن میں پہنچ جائے سب پاک ہو گیا خزانہ میں ہے انا مان ماء احدھما طاھر والاخر نجس فصبامن مکان عال فختلطافی الھواء ثم نزہ طھر کلہ پہلے طریقہ میں پانی سے گھی کو تین بار دھونے میں گھی خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور دوسرے طریقہ میں ابل کر تھوڑا گھی ضائع جائے گا تیسرا طریقہ بالکل صاف ہے مگر اس میں احتیاط بہت درکار ہے کہ برتن میں ناپاک گھی کی کوئی بوند نہ پاک سے پہلے پہنچے نہ بعد کو گرے نہ پرنالے میں بہاتے وقت اس کی کوئی چھینٹ اڑ کر پاک گھی سے جدا برتن میں گرے ورنہ برتن میں جتنا پہنچا یا اب پہنچے گا سب ناپاک ہو جائیں گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶: مقتدی امام کے تابع ہے کہ امام مقتدی کے تابع حنفی امام کو شافعی مقتدی کے واسطے سورہ فاتحہ پڑھنے کے لیے ٹھہرنا چاہے یا نہیں زید کہتا ہے ٹھہرنا چاہئے۔

الجواب: حنفی امام کو ہرگز جائز نہیں کہ سورہ فاتحہ پڑھ کر اپنے مقتدی شافعی کے خیال سے اتنی دیر ساکت رہے کہ وہ مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ لے ایسا کرے گا تو گنہگار ہوگا اور نماز خراب و ناقص ہوگی اسے پوری کر کے دوبارہ پھر پڑھنا واجب ہوگا کہ ضم سورت یعنی الحمد شریف کے بعد بلا فاصلہ سورت ملانا واجب ہے اس واجب کے قصداً ترک سے گنہگار ہوگا اور نماز کی اصلاح سجدہ سہو سے بھی نہ ہو سکے گی کہ یہ بھول کر نہیں قصداً ہے لہٰذا نماز پھیرنی واجب ہو گی۔ ردالمحتار میں ہے لوقرأھا ای الفاتحہ فی رکعة من الاولین مرتین وجب سجود السھو لتاخیر الواجب ھو السورة کما فی الذخیرة وغیرھا وکذا لوقرأ اکثرھا ثم اعادھا کما فی الظھیریة[1] اسی میں ہے لتأخیر الواجب و ھو السورة عن محلہ لِفصلہ بین الفاتحہ والسورة باجنبی[2] علاوہ بریں اس میں حکم شرع کی تغییر ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انما جعل الامام لیؤتم بہ امام تو صرف اس لئے مقرر ہوا ہو کہ اسکی پیروی کی جائے نہ یہ کہ امام مقتدی کے فعل کا پابند کیا جائے یا تو[3] فان فیہ قلب الموضوع زید کہ کہتا ہے امام ٹھہرنا چاہیے یا تو جاہل محض ہے اور کسی

---

[1] ترجمہ اگر پہلی یا دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ دو بار پڑھی سجدہ سہو واجب ہوگا کہ واجب یعنی سورت کی تاخیر ہوئی اسی طرح ذخیرہ وغیرہ میں ہے یو ہیں اگر اس کا زیادہ حصہ پڑھ کر پھر دوبارہ پڑھا جیسا کہ فتاوی ظہیریہ میں ہے[2] ترجمہ اس لئے کہ اس میں واجب کہ سورت تھی اپنے محل سے پیچھے ہٹ گئی کہ فاتحہ و سورت میں ایک بیگانہ چیز کا فاصلہ ہو گیا[3] اس لیے کہ اس میں قرارداد شریعت کا پلٹ دینا ہے۔۱۲

شافعی المذہب یا غیر مقلد سے سنی سنائی کہتا ہے یا خود غیر مقلد ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷: ولدالزنا کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ولد الزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان۔

الجواب: جب وہ مسلمان ہے اس کے جنازے کی نماز پڑھنی فرض ہے اور مسلمانوں کے مقابر میں اسے دفن کرنا بیشک جائز ہے اگرچہ اس کی ماں یا باپ یا دونوں کافر ہوں۔ جواب سوال سوم میں اس کی حدیث گزری بلکہ یہ اور بھی اولٰے کہ ولدالزنا ہونے میں اس کا اپنا کوئی قصور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸: مسلمان کو کھڑے ہوکر پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے بلند مکان پر جائز ہے۔

الجواب: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ اور سنت نصاری ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من الجفاء ان یبول الرجل قائما بے ادبی و بدتہذیبی ہے یہ کہ آدمی کھڑے ہوکر پیشاب کرے [۱] رواہ البزار بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی پوری تحقیق مع ازالۂ اوہام ہمارے فتاوی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹: بعد فراغت جائے ضرور کے کاغذ سے استنجا پاک کرنا جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے ریل گاڑی میں درست ہے۔

الجواب: کاغذ سے استنجا کرنا مکروہ وممنوع وسنتِ نصاریٰ ہے کاغذ کی تعظیم کا حکم ہے اگرچہ سادہ ہو اور لکھا ہوا ہو تو بدرجہ اولیٰ۔ درمختار میں ہے کہ کرہ [۲] تحریما بشیٔ محترم ردالمختار میں ہے یدخل [۳] فیہ الورق قال فی السراج قیل انہ ورق الکتابۃ و قیل

---

[۱] ترجمہ اسی بزار نے بسند صحیح بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ۱۲ [۲] ترجمہ کسی احترام والی چیز سے استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے ۱۲ [۳] ترجمہ اس ممانعت میں ورق بھی آ گیا سراج میں ہے کسی نے کہا لکھنے کا ورق کسی نے کہا درخت کا ورق یعنی پتا اور دونوں مکروہ ہیں اپنی اور اسے بحر وغیرہ میں مقرر رکھا اور پتے میں علت یہ ہے کہ وہ جانوروں کا چارہ ہے نیز چکنا ہے تو نجاست دور نہ کرے گا بلکہ پھیلائے گا حال کاغذ بھی یہی ہے کہ وہ بھی چکنا ہے اور قیمتی بھی اور شریعت میں اس کی حرمت بھی ہے کہ وہ علم لکھنے کا آلہ ہو اس لیے تاتارخانیہ میں اس کی وجہ یہ فرمائی کہ کاغذ کی تعظیم دین کے ادب میں ہے اور ہمارے مذہب میں منقول ہوا ہے کہ حرفوں کی تعظیم ہے اگرچہ جدا جدا لکھے ہوں اور بعض قاریوں کا بیان ہے کہ حروف تہجی ایک قرآن ہے کہ ہود علیہ الصلوۃ والسلام پر اترا۔

ورق الشجر وایهما کان فانه مکروه اه واقره فی البحر وغیره والعلة فی ورق الشجر کونه علفاللدواب و نعومته فیکون ملوثا غیر مزیل وکذا ورق الکتابیة للصَّفالِةْ و تقومه ولا احترام ایضاء لکونه الة کتابة العلم و لذاعلا فی التاترخانیهٔ بأن تعظیم من ادب الدین و نقلوا عندنا ان للحروف حرمة ولو مقطعة وذکر بعض القراء ان حروف الهجاءِ قرآن انزلت علی هود علیه الصلاة والسلام اور ریل کا عذر صرف زید ہی کو لاحق ہوتا ہے مسلمانوں کو کیوں نہیں ہوتا کیا ڈھیلے یا پرانا کپڑا نہیں رکھ سکتے۔ ہاں سنت نصاریٰ کا اتباع منظور ہو تو یہ قلب کا مرض ہے دوا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰: مسلمان کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ منہ میں آوے کیا حکم ہے زید کہتا ہے ٹرکیس لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے ہیں۔

الجواب: مونچھیں اتنی بڑھانا کہ مونہہ میں آئیں حرام وگناہ وسنت مشرکین ومجوس ویہود ونصاریٰ ہے رسول اللہ ﷺ اعلیٰ درجے کی حدیث صحیح میں فرماتے ہیں احفوا الشوارب و اعفوا الحی ولاتشبهوا بالیهود رواه الامام الطحاوی عن انس بن مالك ولفظ مسلم عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنهٔ جزوا الشوارب وارخوا اللحی وخالفوا المجوس مونچھیں کتر کر خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ یہودیوں اور مجوسیوں کی صورت نہ بنو فوجی جاہل ترکوں کا فعل حجت ہو یا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱: ولدالزنا کی ماں بالغ بچہ ہونے سے پہلے ایمان لائے تو وہ بچہ بھی مسلمان ٹھہرے گا یا نہیں۔

جواب: ہاں وہ بچہ مسلمان ٹھہرے گا[۱] فان الولد یَتبَعُ خیر الابوین دِینًا ہاں اگر وہ سمجھ والا ہو کر کفر کرے تو کافر ہوگا[۲] فان ردة صبیِ العاقل صحیحة عندنا کمافی التنویر وغیرہ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱] ترجمہ نابالغ بچہ ماں باپ میں جس کا دین دوسرے کے دین کی نسبت سے اچھا سمجھا جائے بچہ اسی کے دین پر مانا جائے گا[۲] اس لئے کہ سمجھدار بچہ اگر بعد اسلام کفر کرے گا ہمارے نزدیک وہ مرتد ہوگا جیسا کہ تنویر الابصار وغیرہ میں ہے

مسئلہ ۱۲: مردوں کے درمیان ایک عورت کا انتقال ہوا اور عورتوں کے درمیان ایک مرد کا انتقال ہوا اس صورت میں غسل میت کو کون دے۔

الجواب: میت اگر عورت یا مشتہاۃ لڑکی ہے اور وہاں کوئی عورت نہیں تو دس گیارہ برس کا لڑکا اگر نہلا سکے اگرچہ دوسرے کے بتانے سے یا کوئی کافرہ عورت ملے اور بتانے کے موافق نہلا سکے تو اس سے نہلوائیں ورنہ کوئی محرم تیمم کرائے یا اگر میت کنیز تھی شوہر یا کوئی اجنبی ویسے ہی تیمم کرادے اور کنیز نہ تھی اور کوئی محرم نہیں تو شوہر اپنی ہاتھوں پر کپڑا چڑھا کر بے آنکھیں بند کئے تیمم کرائے اور شوہر بھی نہ ہو تو اجنبی مگر آنکھیں بھی بند کرے اور اگر میت مرد یا ہوشیار لڑکا ہے اور وہاں کوئی مرد نہیں تو اگر میت کی زوجہ ہے کہ ہنوز حکم زوجیت میں باقی اور اسے مس کرسکتی ہو وہ نہلائے وہ نہ ہو تو سات آٹھ برس کی لڑکی اگر نہلا سکے اگرچہ سکھانے سے یا کوئی کافر ملے اور بتانے کے مطابق غسل دیں سکے تو ان سے نہلوایا جائے ورنہ جو عورت میت کی محرم یا کسی کی شرعی کنیز ہو وہ اپنے ہاتھوں سے یونہی تیمم کرائے اور آزاد و نامحرم ہے تو کپڑا لپیٹ کر مگر رو و دست میت پر نگاہ سے یہاں ممانعت نہیں[1] ھکذا فی الفتاوی الرضویۃ والدلائل فیھا واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۱۳: اگر ایک مرد نے ظاہر عورت کو بغیر نکاح کے گھر میں رکھا ہے کیا اس شخص کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر بالفرض اس پر زنا ثابت بھی ہو جب بھی زانی کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے کہ ذبح کے لئے دین سماوی شرط ہے اعمال شرط نہیں اور اتنی بات پر کہ گھر میں رکھا ہے۔ اور ہمارے سامنے نکاح نہ ہوا نسبت زنا کر بھی نہیں سکتے یہ نص قطعی قرآن مجید حرام شدید ہے بلکہ اگر گھر میں بیبیوں کی طرح رکھتا ہو اور بیبیوں کا سا برتاؤ برتتا ہو تو ان کو زوج و زوجہ ہی سمجھا جائے گا اور ان کی زوجیت پر گواہی دینی حلال ہوگی اگرچہ ہمارے سامنے نکاح نہ ہوا کما[2] فی الھدایۃ والدر المختار والھندیۃ وغیرھا۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۱۴: قربانی کرنا واجب ہے اگر کسی شخص نے ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق

---

[1] ترجمہ اس طرح فتاوی رضویہ میں ہے اور دلائل اسی میں مذکور ہیں ۱۲ [2] جیسا کہ ہدایہ درمختار و عالمگیری غیرہا کتابوں میں ہے۔

کے بعد اور نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ قربانی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: دیہات میں نماز عید جائز نہیں قربانی اگر گاؤں میں طلوع صبح کے بعد ہو سکتی ہے اگرچہ شہری اپنی قربانی وہاں بھیجدی ہو اور اگر قربانی شہر میں ہو جہاں نماز عید واجب ہے تو لازم ہے کہ بعد نماز ہو اگر نماز سے پہلے کر لی قربانی نہ ہوئی اگرچہ قربانی دیہاتی کی ہو کہ اس نے شہر میں کی درمختار میں ہے[1] اول وقتها بعد الصلاة ان ذبح فی مصر ای بعد ا سبق صلاة عيد ولو قبل الخطبة لكن بعد ها احب (و بعد طلوع فجر يوم النحرِ ان ذبح فی غيره) والمعتبر مكان الاضحية لامكان من عليه فحيلة مصری ارادا لتعجيل ان يخرجها لخارج المصر فيضحى بها اذا طلع الفجر مجتبى۔ والله تعالٰی اعلم

مسئلہ ١٥: قربانی کے تین حصے کرنا۔ ایک حصہ خود کا دوسرا خویش و اقارب کا تیسرا مسکینوں کا اگر مساکین لوگ اہل اسلام میں سے نہیں ہیں تو اس حصہ کا کیا حکم ہے اگر کسی شخص نے قربانی کی اور تین حصے نہیں کیے اور خود ہی گھر میں کھا لیے آیا یہ قربانی درست ہے یا نہیں۔

الجواب: تین حصے کرنا صرف استحبابی امر ہے کچھ ضروری نہیں۔ چاہے سب اپنے صرف میں کر لے یا سب عزیزوں قریبوں کو دیدے یا سب مساکین کو بانٹ دے یہاں اگر مسلمان مسکین نہ ملے تو کسی کافر کو اصلا نہ دے کہ یہ کفار ذمی نہیں تو ان کو دینا قربانی ہو خواہ کوئی صدقہ اصلا کچھ ثواب نہیں رکھتا درمختار میں ہے[2] امام الحربی ولو مستأ منا فجميعُ الصدقات لا تجوزله اتفاقا بحرعن الغاية وغيرها بحر الرائق

---

[1] ترجمہ قربانی اگر شہر میں کی جائے تو شہر میں سب سے پہلی نماز عید ہو چکنے کے بعد اس کا وقت ہے اگرچہ خطبہ سے پہلے ہو ہاں خطبہ کے بعد بھی ہونا زیادہ پسند ہے اور اگر شہر کے سوا گاؤں وغیرہ میں کریں تو دسویں تاریخ کے پو پھٹتے ہی اس کا وقت آ جاتا ہے اور اس میں اس جگہ کا اعتبار ہے جہاں وہ قربانی ہو قربانی والے کی جگہ کا لحاظ نہیں تو جو شہر میں ہے اور چاہے کہ نماز سے پہلی قربانی کر لو اس کا طریقہ یہ ہے کہ قربانی شہر سے باہر بھیجدے وہاں صادق ہوتے ہی قربانی کر دی جائے یہ مجتبے میں ہے۔

[2] ترجمہ جو کافر ذمی نہیں اگرچہ امان لے کر دار الاسلام میں آیا تو باتفاق ائمہ اسے کسی قسم کا صدقہ خیرات دینا جائز نہیں اسے بحرالرائق میں غایہ شرح ہدایہ وغیرہ سے نقل فرمایا ١٢

میں معراج الدرایہ شرح ھدایہ سے ہے اصلته لا تکون براً شرعاً ولذالم یخر التطوع الیه فلم یقع قربة۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مسائل بار دیگر)

مسئلہ ۱۶: مولانا صاحب آپ کی طرف سے جواب سوال یازدہم میں ہاں وہ بچہ مسلمان ٹھہرے گا اور مولانا مولوی صاحب محمد بشیر صاحب کی طرف سے جواب ملا ہے کہ اگر وہ بچہ کی ماں کافر ہے تو نابالغ بچہ بھی کافر ہے مولانا صاحب کا جواب [۲] پیش نظر ہے۔

الجواب: کرم فرمایا۔ مولوی محمد بشیر صاحب نے یہ جس سوال کا جواب دیا ہے وہ میرے ان مسائل میں سوال یازدہم نہیں بلکہ سوال ہفتم ہے۔ سوال یازدہم یہ تھا ولدالزنا کی ماں بالغ بچہ ہونے سے پہلے ایمان لائے تو وہ بچہ بھی مسلمان ٹھہریگا یا نہیں۔ اس کا میں نے یہ جواب دیا ہے کہ ہاں وہ بچہ مسلمان ٹھہرے گا ہاں اگر سمجھ والا ہو کر کفر کرے تو کافر ہوگا اس سوال کا یہی جواب ہے اور وہ سوال جس کا جواب مولینا موصوف نے دیا وہ سوال ہفتم یہ تھا ولدالزنا کے جنازے کی نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں والدالزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان اس کا جواب میں نے یہ دیا تھا جب وہ مسلمان ہے اس کے جنازے کی نماز پڑھنی فرض ہے اور مسلمانوں کی مقابر میں اسے دفن کرنا بیشک جائز ہے اگرچہ اس کی ماں یا باپ یا دونوں کافر ہوں اس سوال کا یہی جواب ہے جو فقیر نے گزارش کیا اور جب وہ مسلمان ہے یہ شرط اس خیال سے لگائی کہ اگر ناسمجھ ہے اور ماں کافرہ یا سمجھ والا ہو کر خود اس نے کفر کیا تو نہ اس کے جنازے کی نماز ہوسکتی ہے نہ مسلمانوں کے مقابر میں دفن ہوسکتا ہے کہ اب وہ مسلمان نہیں فتاوے مولوی عبدالحی سے جو مطلق حکم نقل فرمایا گیا کہ بالغ ہونے سے پہلے ماں کا تابع ہے ماں کافرہ ہے تو نابالغ بچہ بھی کافر ماں مسلمان تو بچہ بھی مسلمان یہ حکم اگر فتاوی مذکورہ میں یونہی مطلق ہے تو محض غلط ہے یہ حکم

---

[۱] ترجمہ: غیر ذمی کافر کا کچھ دینا شرعاً نیکی نہیں ولہذا اسے نفل خیرات دینا بھی جائز نہیں تو اس میں کچھ ثواب نہیں ۱۲ [۲] وہ جواب یہ ہے سوال ولدالزنا کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ولدالزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان جواب ولدالزنا نابالغ ہونے کے بعد ایمان لایا تو تجہیز مسلمانوں کی طرح ہوگی اور اگر کافر رہا تو کافر کی طرح دفن کیا جائے گا اور بالغ ہونے سے پہلے ماں کے تابع ہے اس کا نسب ماں سے ہے زانی باپ سے نہیں ماں کافرہ ہے تو نابالغ بچہ بھی کافر ماں مسلمان تو بچہ بھی مسلمان واللہ اعلم (فتاوی مولانا عبدالحی)

صرف اس وقت تک ہے کہ بچہ نا سمجھ ہے سمجھ دار ہونے کے بعد اگر وہ نابالغی ہی میں اسلام لائے گا بیشک مسلمان ہے اگرچہ ماں باپ حلالی بچہ کے دونوں کافر ہوں اور اس عمر میں نابالغ کفر کرے گا بیشک کافر ہے اگرچہ ماں باپ دونوں مسلمان ہوں واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۷: جواب سوال سیزدہم میں زانی کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے زید کہتا ہے کیسے جائز ہو زانی پر غسل چالیس روز تک نہیں اترتا ہے کیا زید کا قول سچا ہے اور زانی کا غسل اترتا ہے یا نہیں۔

الجواب: زید نے محض غلط کہا زانی کے ظاہر بدن کی طہارت اول ہی بار نہانے سے فوراً ہو جائیگی ہاں قلب کی طہارت توبہ سے ہوگی اس میں چالیس دن کی حد باندھنی غلط ہے چالیس برس توبہ نہ کرے تو چالیس برس طہارت باطن نہ ہوگی۔ اور غسل نہ اترنے کو ذبیحہ ناجائز ہونے سے کیا علاقہ۔ طہارت شرط ذبح نہیں جب کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی درست ہے بلکہ وہ جن کا غسل فی الواقع کبھی نہیں اترتا یعنی کافران کتابی ان کے ہاتھ کا ذبیحہ سب کتابوں بلکہ خود قرآن عظیم میں حلال فرمایا ہے "طعام الذین اوتو الکتب حل لکم" کتابیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے اور کفار کا کبھی غسل نہ اترنا اس لئے کہ غسل کا ایک فرض تمام دہن کے پرزے پرزے کا حلق تک دھل جانا ہے دوسرا فرض ناک کے دونوں نتھنوں میں پوسے نرم بانسے تک پانی چڑھنا۔ اول اگرچہ ان سے ادا ہو جاتا ہے جبکہ بے تمیزی سے مونہہ بھر کر پانی پئیں مگر دوم کے لئے پانی سونگھ کر چڑھانا درکار ہے جسے وہ قطعاً نہیں کرتے بلکہ آج لاکھوں جاہل مسلمان اس سے غافل ہیں جس کے سبب ان کا غسل نادرست اور نمازیں باطل ہیں نہ کہ کفار امام ابن امیر الحاج حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں[۱] فی المحیط نص محمد فی السیر الکبیر فقال و ینبغی لکافر اذا اسلم

---

[۱] ترجمہ محیط میں ہے کہ امام محمد نے سیر کبیر میں نص فرمایا کہ جو کافر مسلمان ہو اسے غسل جنابت سے نہیں نہاتے اور نہانے کا طریقہ نہیں جانتے انتہی ذخیرہ میں ہے بعض کافر تو سرے سے یہی نہیں جانتے کہ جنابت کے بعد نہانے کا حکم ہے اور بعض اتنا تو جانتے جیسے کفار قریش کہ سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلاۃ والسلام سے نسلاً بعد نسل ان کے یہاں غسل جنابت چلا آیا مگر وہ نہانے کی کیفیت نہیں جانتے نہ کلی کریں نہ ناک میں پانی ڈالیں حالانکہ یہ دونوں فرض ہیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ انکا فرض ہونا۔ بہترے اہل علم پر مخفی رہا پھر کافروں کی کیا حقیقت تو سب کفار کا حال وہی ہے جس کی طرف امام محمد نے اشارہ فرمایا کہ یا تو جنابت کا غسل ہی نہ کریں گے یا کریں تو کرنہ جانیں گے بہر حال بعد اسلام انہیں نہانے کا حکم دیا جائے گا کہ جنابت باقی ہو اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ وہ جو بعض مشائخ نے بعد اسلام نہانے کو مستحب لکھا ہے وہ صرف اس کافر کیلئے ہے جو ابتک کبھی جنب نہ ہوا انتہی مثلاً بلوغ سے پہلے اسلام لے آیا۔

ان یغتسل غسل الجنابۃ لان المشرکین لا یغتسلون من الجنابۃ ولا یدرون کیفیۃ الغسل اھ و فی الذخیرۃ من المشرکین من لا یدری الاغتسال من الجنابۃ و منھم من یدری کقرشی فانھم توارثوا ذٰلِکَ من اسمعیل علیہ الصلاۃ والسلام الا انھم لا یدرون کیفیتہ لا یتمضمضون وَلَایستَنشقونَ وھما فرضان الا تری ان فرضیۃ المضمضۃ وَالاستنشاق خفیت علی کثیر من العلماء فکیف علی الکفار فحال الکفار علی ما اشار الیہ فی الکتاب اما ان لا یغتسلوا من الجنابۃ اویغتسلون ولکن لا یدرون کیفیتہ وای ذلک کان یؤمرون بالاغتسال بعد الاسلام لبقاء الجنابۃ وبہ بتبین ان ما ذکر بعض مشائخنا ان الغسل بعد الاسلام مستحب فذلک و فیمن لم یکن اجنب اھ مختصرا ہاں یہ اور بات ہے کہ بحال جنابت بلاضرورت ذبح نہ چاہے کہ ذبح عبادت الٰہی ہو جس سے خاص اس کی تعظیم چاہی جاتی ہے پھر اس میں تسمیہ وتکبیر ذکر الٰہی ہے تو بعد طہارت اولیٰ ہے اگرچہ ممانعت اب بھی نہیں درمختار میں ہے ؎لا یکرہ النظر الی القرآن لجنب کما لا تکرہ ادعیۃ ای تحریما والا فالو ضوء لمطلق الذکر مندوب وترکہ خلاف الاولی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۸: زید کہتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں ہر کتاب اور ہر خط میں لکھتے ہیں راقم عبد المصطفےٰ ﷺ خدا جل جلالہ کے سوا دوسرے کا عبد کیسے بن سکتا ہے فقیر نے جواب دیا بھائی یہاں عبدالمصطفےٰ ﷺ سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ غلام مصطفےٰ ﷺ نہ کہ بندہ۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے وانکحو الا یامی منکم والصلحین من عبادکم واماْئکم ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا کہ تم میں جو عورتیں بے شوہر ہوں انہیں بیاہ دو اور تمہارے بندوں اور تمہاری باندیوں میں جو لائق ہوں ان کا نکاح کرو۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسہ صدقۃ مسلمان پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم اور باقی سب صحاح میں ہے

؎ ترجمہ قرآن مجید پر نگاہ کرنا جب کو مکروہ نہیں جیسے دعائیں پڑھنا مکروہ نہیں یعنی مکروہ تحریمی ورنہ ناجائز نہیں ورنہ وضو تو ہر ذکر کیلئے مستحب ہے اور اس کا ترک خلاف اولیٰ۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجمع صحابہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر علانیہ برسر منبر فرمایا کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کنت عبدہ و خادمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں حضور کا بندہ تھا اور حضور کا خدمتگار تھا یہ حدیث وہابیہ کے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے دادا اور زعم طریقت میں پردادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں بحوالہ ابو حنیفہ و کتاب الریاض النضرہ لکھی اور اس سے سند لی اور مقبول رکھی۔ مثنوی شریف میں قصہ خریداری بلال رضی اللہ عنہ ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کیا۔

گفت مادو بندگان کوئے تو　　　کردمش آزاد ہم برروئے تو

اللہ عزوجل فرماتا ہے قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا انه هو الغفور الرحیم اے محبوب تم اپنی تمام امت سے یوں خطاب فرماؤ کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخشدیتا ہے بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں

بندۂ خود خواند احمد دررشاد　　　جملہ عالم را بخواں قل یعباد

طرفہ یہ کہ وہابیہ حال کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب بھی جب تک مسلمان کہلاتے تھے حاشیہ شمائم امدادیہ میں قرآن کریم کا یہی مطلب ہونے کی تائید کر گئے کہ تمام جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ ہے۔ اب گنگوہی اصطباغ پا کر شاید اسے ہر شرک سے بدتر شرک کہیں گے حالانکہ ہر شرک سے بدتر شرک کے مرتکب خود گنگوہی صاحب ہیں براہین قاطعہ میں صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک مانا ہے جس کا بیان علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ مسمے بہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین میں اور اس مسئلہ عبدالمصطفٰے کی تمام تفصیل ہمارے رسالہ بذل الصفا بعبد المصطفیٰ میں ہے اے مسکین عبداللہ بمعنی خلق خدا وملک خدا تو ہر مومن و کافر ہے مومن وہی ہے جو عبدالمصطفٰے ہے امام الاولیا و مرجع العلماء حضرت سیدنا سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں من لم یر نفسه فی ملك النبی

صلی اللہ علیہ وسلم لا یذوق حلاوۃ الایمان جواپنے آپ کو نبی ﷺ کا مملوک نجانے ایمان کا مزہ نہ چکھے گا۔آخر نہ دیکھا جب اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کا نور سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا اور اسی نور کی تعظیم کیلئے تمام ملائکہ کرام علیہم الصلوۃ والسلام کوسجدہ کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا ابلیس لعین نے نہ کیا کیا وہ اس وقت عبداللہ ہونے سے نکل گیا اللہ کا مخلوق اللہ کا مملوک نہ رہا حاشایہ تو ناممکن ہے بلکہ نور مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم کو نہ جھکا عبدالمصطفیٰ نہ بنالہٰذا مردود ابدی وملعون سرمدی ہوا۔آدمی کو اختیار ہے چاہے عبدالمصطفیٰ بنے اور ملائکہ مقربین کا ساتھی ہو یا اس سے انکار کرے اور ابلیس لعین کا ساتھ دے والعیاذباللہ رب العلمین واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹: زید کہتا ہے کہ مولانا صاحب احمد رضا خان تمہید ایمان میں ہر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے تو کیا مولوی صاحب کا خدا جل جلالہ نہیں ہے۔

الجواب: جاہل اپنی جہالت یا حق کی عداوت سے اعتراض کے لئے مونہہ کھول دیتا ہے اورنہیں جانتا یا پرواہ نہیں کرتا کہ اس کا اعتراض کہاں کہاں پہنچا انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین وخود حضور سید العلمین وقرآن عظیم سب پر اعتراض ہوا ﷺ علی المصطفیٰ وعلیہم وبارک وسلم یہاں سینکڑوں آیات واحادیث ہیں بطور نمونہ چند ذکر کریں آیت ا۔فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام اپنے رب سے اپنی قوم کی شکایت میں عرض کرتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا تمہارا رب بہت بخشنے والا ہے تم اس سے معافی چاہو کیا معاذ اللہ وہ نوح علیہ السلام کا رب نہیں آیت ۲ ویقوم استغفر واربکم ثم توبوا الیہ سیدنا ہو وعلیہ الصلوۃ والسلام نے کفار عاد سے فرمایا اے میری قوم تم اپنے رب سے بخشش چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ۔کیا معاذ اللہ وہ ہود (علیہ الصلوۃ والسلام کا رب نہیں) آیت ۳۔قال ربکم و رب ابائکم الاولین سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرعون کو بتایا کہ اللہ وہ ہے جو تمہارا رب ہے اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا کیا معاذ اللہ موسےٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا رب نہیں آیت ۴۔انہیں نے قوم سے فرمایا اعجلتم امر ربکم تمہارے رب کا حکم آنے والا تھا تم نے اس کا انتظار نہ کیا۔آیت ۵۔واذ قال موسےٰ

لقومه يقوم انكم ظلمتم انفسكم باتخاذكم العجل فتوبوا الی بارئكم فاقتلوا انفسكم ذلكم خير لكم عند بارئكم اور یاد کرواے محبوب جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا اختیار کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے خالق کی طرف توبہ کرو۔ اپنی جانیں قتل کرو یہ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے لئے بھلا ہے۔ کیا معاذ اللہ وہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا خالق نہیں آیت ۶۔ انی امنت بربكم فاسمعون حبیب بخار ﷺ نے اپنی قوم کے کفار سے کہا میں تمہارے رب پر ایمان لایا میری بات سنو۔ کیا انکا رب نہ تھا اوراس کہنے پر داخل جنت کئے گئے قيل ادخل الجنة آیت ۷۔ قالو معذرة الی ربكم ولعلهم يتقون . نجات پانے والے خاموش رہنے والوں سے بولے کہ ہم جو نافرمانوں کو گناہ سے منع کرتے ہیں اس لئے کہ تمہارے رب کے حضور ہمارے لیے عذر ہو اور یوں کہ شاید یہ لوگ ڈریں۔ کیا انکا رب نہ تھا اور نجات انہوں نے پائی جنہوں نے تمہارا رب کہا تھا کہ انجينا الذين ينهون عن السوء الآیه ہم نے ان کو نجات دی جو بدی سے منع کرتے تھے۔ آیت ۸۔ انی قد جئتكم باية من ربكم سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا میں تمہارے رب کے پاس سے نشانی لیکر آیا ہوں کیا معاذ اللہ ان کا رب نہیں۔ آیت ۹۔ حتى اذا فزع عن قلوبهم قالوا ما ذا قال ربكم قالوا الحق وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكبير . جب آسمانوں پر وحی اترتی اور ملائکہ پر غشی چھا جاتی ہے جب اس سے افاقہ ہوتا ہے جبریل امین وغیرہ سے پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا تو وہ کہتے ہیں حق فرمایا اور وہی بلند بڑائی والا کیا وہ ان فرشتوں کا رب نہیں آیت ۱۰۔ وَنادى اصحب الجنة اصحب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعد ربكم حقا قالوا نعم بہشتیوں نے دوزخیوں کو پکار کر کہا کہ ہم نے تو پالیا جو ہمارے رب نے ہمیں سچا وعدہ دیا تھا کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے تمہیں سچا وعدہ دیا بولے ہاں۔ یہاں غالباً معترض کو یہ سوجھے گی کہ بہشتیوں نے دو رب مانے ایک رب اپنا جس کا وعدہ انہوں نے سچ پایا دوسرا رب دوزخیوں کا جس کے وعدے کا حال ان سے پوچھ رہے ہیں کہ ہمارے رب کا وعدہ تو

سچا ہوا تم اپنے رب کے وعدے کی خبر کہو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظم۔
حدیث صحاح ستہ میں جریر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انکم سترون ربکم کما ترون ھذا القمر لا تضامون فی رؤیتہٖ بیشک تمہارے رب کا تمہیں دیدار ہوگا۔ جیسے اس چاند کو سب بے مزاحمت دیکھ رہے ہیں حدیث ۲۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قال ربکم انا اھل ان اتقی فلا یجعل معی الہ فمن اتقی ان یجعل معی الھا فانا اھل ان اغفرلہ تمہارا رب فرماتا ہے میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈریں کسی کو میرا شریک نہ کریں۔ پھر جو اس سے بچا تو میں اس کا اہل ہوں کہ اس کی مغفرت فرماؤں حدیث ۳۔ ابوداؤد و نسائی بسند صحیح بریدہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لا تقولو اللمنافق سید فانہ ان یکن سید افقدا سخطتم ربکم عزوجل منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہوا تو بیشک تمہارے رب کا تم پر غضب ہوا حدیث ۴۔ ابوداؤد و ترمذی بافادہ تحسین و تصحیح امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا ان ربك و تعالی لیعجب من عبدہ قال رب اغفرلی ذنوبی بیشک تمہارا رب اپنے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے جب بندہ کہتا ہے الٰہی میرے گناہ بخشدے حدیث ۵۔ بیہقی جابر رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں بارھویں ذی الحجہ کو خطبہ فرمایا اس میں ارشاد فرمایا یھا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد اے لوگو تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ ایک حدیث ۶۔ امام احمد و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قال ربکم لوان عبادی اطاعونی لا سقیتھم المطر باللیل وَلَاطَلَعَتْ علیھم الشمس بالنھار ولما اسمعتھم صوت الرعد یعنی تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے اگر میرے بندے میری فرمانبرداری کرتے تو میں رات کو انہیں بارش دیتا اور دن کو کھول دیتا اور انہیں بادل کی گرج نہ سناتا۔ حدیث ۷۔ صحیح ابن خزیمہ میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے سلخ شعبان کو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ فرمایا اور اس میں رمضان مبارک کے فضائل و رغائب ارشاد کیے از انجملہ فرمایا واستکثروافیہ من اربع

خصال خصلتين ترضون بهما ربكم و خصلتين لا غنى بكم عنهما فاما الخصلتان اللتان ترضون بهما ربكم فشهادة ان لااله الا الله وتستغفر ونه وَاما الخصلتانِ لاغنى بكم عنهما فتسألون الله الجنة وتعوذون به من النار۔ اس مہینے میں چار باتوں کی کثرت کرو دو باتیں وہ جن سے تمہارا رب راضی ہو اور دو کی تمہیں ہر وقت ضرورت وہ دو جن سے تمہارا رب راضی ہو کلمہ شہادت و استغفار ہیں اور دو جن کی تمہیں ہمیشہ ضرورت ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور دوزخ سے اس کی پناہ چاہو حدیث ۸۔ طبرانی کبیر میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان لربكم فى ايام دهركم نفحات فتعرضوا لهالعل ان يصيبكم نفحة منها فلا تشقون بعدها ابدا بیشک تمہارے رب کے لئے تمہارے دنوں میں کچھ خاص تجلیاں ہیں ان کی جستجو کرو شاید تم پر ان میں سے کوئی تجلی ہو جائے تو کبھی بدبختی نہ آنے پائے حدیث ۹۔ امام احمد عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے راوی میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کچھ مسائل پوچھے از انجملہ یہ کہ سب سے بہتر ہجرت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان تهجر ما كره ربك یہ کہ جو بات تمہارے رب کو ناپسند ہے اس سے کنارہ کرو۔ حدیث ۱۰۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے حضور اقدس ﷺ نے بدر کے دن سرداران کفار قریش سے چوبیس کی لاشیں ایک ناپاک گندے کنویں میں پھنکوادیں اور عادت کریمہ تھی کہ جو مقام فتح فرماتے وہاں تین شب قیام فرماتے جب بدر میں تیسرا دن ہوا ناقہ شریفہ پر کجاوہ کسنے کا حکم دیا اور خود مع اصحاب اکرام اس کنویں پر تشریف لے گئے اور ان کافروں کو نام بنام مع ولدیت پکار کر فرمایا کہ اے فلاں بن فلاں ايسركم انكم اطعتم الله ورسوله فانا وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعدربكم حقا کیوں کیا اب تمہیں خوش آتا ہے کہ کاش اللہ و رسول کا حکم مانا ہوتا ہم نے تو پایا جو ہمارے رب نے ہمیں سچا وعدہ دیا کیا تمہیں بھی ملا جو تمہارے رب نے سچا وعدہ تم سے کیا۔ یہ دسویں حدیث دسویں آیت کی مثل ہے۔ رہا یہ کہ کس جگہ ہمارا رب کہنا زیادہ مناسب ہوتا ہے اور کس جگہ تمہارا رب کہنا یہ فن بلاغت و معرفت مقتضائے

حال سے متعلق ہے جاہل معترضین کے سامنے اس کا ذکر فضول۔ تھوڑی تمیز والا اپنے باہمی محاوروں میں اتنا دیکھ سکتا ہے کہ اگر ایک شخص کے بعض بیٹے نافرمان ہوں اور فرمانبردار بیٹا انہیں ہدایت کرے تو یوں ہیں کہے گا کہ بھائیو یہ تمہارے باپ ہیں۔ دیکھو تمہارے باپ کیا فرماتے ہیں اس وقت یہ کہنے کا موقع نہیں کہ دیکھو یہ میرے باپ ہیں اس کی نظیر وہی ہے جو ابھی حدیث پنجم میں گزری کہ اے لوگوں تمہارا باپ ایک ہے یعنی آدم علیہ الصلاۃ والسلام اس وقت انہیں اپنا باپ نہ فرمایا حالانکہ عالم صورت میں بیشک وہ حضور اقدس ﷺ کے باپ ہیں اگر چہ عالم معنی میں حضور اقدس ﷺ آدم و عالم سب کے باپ ہیں ولہٰذا مدخل امام ابن الحاج مکی میں ہے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام جب حضور اقدس ﷺ کو یاد کرتے یوں کہتے یا ابنی صورۃ وَاَبَایَ معنی اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ ﷺ وعلیہ وعلی الانبیاء واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۔ مولود شریف شرف الانام کے آخر میں جناب سید حاجی محمد شاہ میاں ابن سید ابا میاں ساکن جام نگر ملک کاٹھیاوار لکھتے ہیں کہ اس ملک میں اکثر لوگ مسائل ضروری سے بالکل ناواقف ہیں اور جوار دوخواں ہیں وہ بھی فقہ کی کتابوں سے دور بھاگتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ فرائض کا جاننا فرض ہے اور جو شخص ضروری مسائل سے آگاہ نہیں اس کی امامت اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں مولنا صاحب اگر اس مسئلہ کی یہی صورت ہے تو اکثر لوگ نماز کے فرائض سے ناواقف ہیں اور ذبح کرتے ہیں تو یہ کھانا تو حرام ہوا

الجواب: ہر کام کیلئے اتنے مسائل کا جاننا ضروری ہوتا ہے جس قدر اس کام کے صحت و فساد و حلت و حرمت سے متعلق ہیں ذبح کیلئے نماز کے فرائض جاننا کچھ ضروری نہیں جیسے نماز کیلئے ذبح کے شرائط جاننے کی حاجت نہیں پھر ان کا نہ جاننا کبھی تو مطلقاً اس کام کے بطلان کا موجب ہوتا ہے جبکہ جاننا شرط ہو جیسے کوئی شخص نماز پڑھے اور یہ اسے نہ معلوم ہو کہ نماز فرض ہے یا ظہر کی نماز پڑھی اور یہ معلوم نہیں کہ وقت ہو گیا ہے شک کی حالت میں پڑھی نماز نہ ہوگی اگر چہ واقع میں وقت ہو گیا ہو اور کبھی ان کا نہ جاننا اسوقت موجب فساد و حرمت ہوتا ہے جبکہ نہ جاننے کے باعث عمل میں نہ آئیں اور اگر عمل میں آ جائیں اگر چہ

بے جانے تو کام ٹھیک ہوگیا جیسے غسل میں ناک کا پورا نرم بانسا اندر سے دھل جانا فرض ہے اگر پانی وہاں تک نہ پہنچا غسل نہوگا نماز باطل ہوگی عمر بھرنا پاک رہے گا اور اگر اتفاقاً پانی وہاں تک بلاقصد چڑھ گیا کہ اس سب جگہ کو دھو گیا غسل ہوگیا اگر چہ اسے اس فرض کی خبر نہ تھی۔ ذبح میں جو شرطیں ہیں مثلاً تسمیہ جسے تکبیر کہتے ہیں اور چار رگوں میں سے تین کٹ جانا ان میں اختلاف ہے بعض ان کو قسم اوّل سے کہتے ہیں یعنی ان کا جاننا ضروری ہے ان کے طور پر شرف الانام کی وہ تحریر صحیح ہے اور راجح یہ ہے کہ انکا واقع ہوجانا ضرور ہے اگر چہ اسے ان کی شرطیت کا علم نہ ہو اس طور پر وہ قول صحیح نہیں ذبیحہ اسوقت نادرست ہوگا کہ قصداً تکبیر نہ کہے یا تین سے کم رگیں کٹیں اور اگر تکبیر کہی اور رگیں کٹ گئیں ذبیحہ حلال ہوگیا اگر چہ یہ شخص ذبح کے ضروری مسائل سے آگاہ نہ ہو درمختار میں ہے [۱] شرط کون الذابح یعقل التسمیۃ و الذبح ردالمحتار میں ہے [۲] اوفی الھدایۃ ویضبط واختلف فی معناہ فی العنایۃ قیل یعنی یعقل لفظ التسمیۃ وقیل یعقل ان حل الذبیحۃ بالتسمیۃ ویعلم شرائط الذبح من فری الاوداج والحلقوم اھ و نقل ابو السعود عن مناھی الشرنبلالیۃ ان الاول الذی ینبغی العمل بہ لان التسمیۃ شرط فیشترط حصولہ لا تحصیلہ اھ وھکذ ظھرلی قبل ان اراہ مسطورا ویؤیدہ ما فی الحقائق والبزازیۃ لوترك التسمیۃ ذاکرا لھا غیر عالم بشرطیتھا فھو فی معنے الناسی اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[۱] ترجمہ شرط ہے کہ ذبح کرنے والا تکبیر اور ذبح کو جانتا ہو [۲] ترجمہ اس کے ساتھ ہدایہ میں ضبط کا لفظ پڑھایا یعنی یہ خوب سمجھ کر دلنشیں کرلیا ہو اور اس میں علما کو اختلاف ہوا عنایہ میں ہے۔ بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ لفظ تکبیر معلوم ہو بعض نے کہا یہ بھی جاننا شرط ہے کہ ذبیحہ بے تکبیر حلال نہیں ہوتا اور یہ بھی جاننا کہ ذبح میں ان ان رگوں کا کٹنا شرط ہے انتہی علامہ ابوالسعود نے علامہ شرنبلالی سے نقل کیا کہ پہلے ہی قول پر عمل کرنا چاہے اس لئے کہ تکبیر ایک شرط ہے اور شرائط کا ہوجانا کفایت کرتا ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ بالقصد انہیں جان کر حاصل کیا جائے انتہی اس لکھا ہوا دیکھنے سے پہلے خود مجھے بھی یہی ظاہر ہوا تھا اور اس کا موید ہو کتاب حقائق وفتاوی نازیہ کا یہ مسئلہ کہ اگر یہ نہ جانتا تھا کہ تکبیر کہنا شرط ہو اس لئے بے تکبیر ذبح کیا تو وہ ایسا ہے جیسے بھول کر تکبیر نہ کہی انتہی ۱۲

مسئلہ ۲۱ تا ۲۳: اسلام کی چوتھی بنیاد زکوٰۃ دینا سوائے قرض کے ساڑھے باون تولہ چاندی جس عاقل و بالغ کے پاس ہو یا اتنی ملکیت سوائے گھر رہنے کے اور لباس اور ضروری اسباب اور جانور سواری کے ہو اس پر ہر برس سو روپے پر اڑہائی زکوٰۃ ہے۔ زید کہتا ہے کہ اگر زیور عورت کو ایک سے لیکر دس ہزار کا ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے یہ ضروری زیور ہے۔ ہاں جو زیور ڈبل ہو اس پر زکوٰۃ ہے اس طرح سے لباس کا مولانا صاحب یہ قول زید کا حق ہے یا برخلاف شرع کے ہے ۲۲ اور شرع میں حد کہاں تک ہے گھر اور لباس اور ضروری اسباب اور جانور سواری کا ۲۳ اگر سوائے گھر کے اور مکان ہے تو اس پر زکوٰۃ کیا قیمت سے نکالیں گے یا اس کے کرایہ پر۔

الجواب: زید غلط کہتا ہے زیور اصلاً ضروری و حاجت اصلیہ نہیں اگر سونے یا چاندی کا ایک چھلا یا ایک تار بھی ہو ضرور زکوٰۃ میں شامل کیا جائے گا جبکہ دین وغیرہ حاجات اصلیہ سے فارغ ہو در مختار میں ہے[۱] اللازم فی مضروب کل منہما ومعمولہ ولو تبرا اوحلیا مطلقا مباح الاستعمال اولاولو للتجمل لانہما خلقا اثمانا فیز کیہما کیف کانا ربع عشر زیور پر زکوٰۃ فرض ہونے میں بکثرت احادیث آئی ہیں اور یہ کہ جس زیور کی زکوٰۃ نہ دی جائے اسی شکل کا زیور نار جہنم کا بنا کر پہنایا جائے گا۔ مکان و لباس و اسباب و سواری میں لوگوں کی حاجتیں مختلف ہوتی ہیں کسی کو چار گز کی کوٹھڑی کافی ہے کسی کو قلعہ درکار ہے وعلیٰ ہذا القیاس پھر ہے یہ کہ زکوٰۃ صرف تین باتوں پر ہے اوّل سونا چاندی اور نوٹ اور شلنگ اور اکنیاں اور پیسے بھی جب تک بازار میں چلیں اسی میں داخل ہیں۔ دوم تجارت کیلئے جو مال خرید ا اگرچہ مٹی ہو سوم چرائی پر چھوٹے ہوئے اونٹ گائے بھینس بھیڑ بکری دنبہ سب کے نر ہوں خواہ مادہ اور امام کے نزدیک گھوڑی بھی نیز گھوڑا اگر جوڑا ہو ان کے سوا کسی شے پر زکوٰۃ نہیں اگرچہ لاکھوں روپے کے دیہات مکانات موتی جواہر ہوں۔ ہاں گاؤں مکانوں کے محصول یا کرائے کے روپوں اشرفیوں پیسوں نوٹوں کو شامل مال زکوٰۃ کیا جائے گا۔ سواری کے جانور پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی سواری کا جانور

---

[۱] چاندی سونا پترا دن یا سکہ یا کوئی برتن وغیرہ بنا ہوا خواہ زیور چاہے اس کا استعمال جائز ہو یا نہ ہو خواہ محض آرائش کیلئے ہو ہر طرح ان پر چالیسواں حصہ لازم ہے کہ وہ پیدائشی ثمن ہیں تو کیسے ہی ہوں (ان کی زکاۃ دینا)۔

موجود ہونا کچھ وجوب زکوٰۃ کی شرط نہیں۔ زکوٰۃ چوتھی بنا نہیں بلکہ تیسری ہے کہ روزوں سے مقدم اور نماز کے بعد ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴: پانچویں بنا حج بیت اللہ کا عمر میں ایکبار کرنا فرض باقی مستحب ہے اگر آنے جانے کا خرچ ہو اور اس کے آنے تک اس کے بال بچوں کے لئے نفقہ بھی ہو اور راستہ امن کا ہو اور قزاقوں کا غلبہ نہ ہو۔ مسئلہ دیوانے اور بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور قیدی پر حج فرض نہیں اور زادراہ ہوتے ہوئے جو شخص حج ادا نہ کرے ایسوں کے حق میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں عَنْ عَلِّی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَنْ مَّلَکَ زَادًاوَّرَاحِلَۃً تُبَلِغُہٗ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلَا عَلَیْہ اَنْ یَّمُوْتَ یَھُوْدِیًّا اَوْنَصْرَانِیًّا یعنی روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے جو کوئی مالک ہوا زادِ راہ اور خرچ اور سواری کا کہ پہنچا دے اس کو مکہ معظمہ تک باوجود اس کے حج نہ کیا پس فرق نہیں اس پر یہ کہ وہ مرے یہودی یا نصرانی ہو کر زید کہتا ہے جب لبیک کا آواز نہیں ہوا تو کیسے حج کو آدمی چلا جا سکتا ہے خداوند کریم جل جلالہ نے زادراہ کر دیا تو یہ لبیک کا آواز نہیں تو اوپر گزری حدیث شریف حضور اقدس ﷺ کی کیا جھوٹی ہے زید کے نزدیک۔

الجواب: زید جاہلانہ حجتیں کرتا ہے لبیک نہ کہنا کس کا قصور ہے اُسی کا تو ہے جس نے اللہ کے خلیل علیہ الصلاۃ والتسلیم کو اللہ کے حکم سے اللہ کے گھر کی طرف ندا فرماتے اپنے باپ کی پُشت میں سنا اور منظور نہ کیا لبیک نہ کہا اسی نے کہنے اور پیدا ہو کر اس پر قائم رہنے اور باوصف قدرت کبھی حج نہ کرنے کی یہ سزا ہے کہ معاذ اللہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر۔ زید اگر حدیث کو جھٹلائے گا آیت کریمہ کو کیا کرے گا وہاں بھی حج کی فرضیت ارشاد فرما کر صاف فرما دیا ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے مسئلہ یہ ہے کہ جو حج کو خدا کا فرض نہ جانے وہ حقیقتاً کافر ہے اور جو باوصف قدرت حج کو نہ جائے وہ کفران نعمت کرتا ہے پھر اگر قادر تھا اور حج کا قصد ہی نہ کیا یہاں تک کہ مر گیا تو یہ حکم کو معاذ اللہ ہلکا جاننے کا پہلو ہے اور اس پر خاتمہ بد ہونیکی

وعید ہے پھر جسے چاہے وعید سے بچالے کہ وعیدیں سب مقید بمشیت ہیں ویغفر مادون ذلك لمن یشاء واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵ تا ۳۰: میت کو کفن دیا جاتا ہے اور کفنی پر آب زمزم چھڑک کر اور خاک شفا سے کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھنا اور بعد نماز جنازہ ۲۶ اور بعد نماز جنازہ قبر میں میت کو اتار کر سورہ اخلاص کی مٹی دینا اور ۲۷ بعد میت کے مونھہ کی طرف عہد نامہ عربی لکھ کر قبر میں دیوار میں رکھنا ۲۸ اور بعد قبر بند کر کے قبر کو گول حلقہ باندھ کر سورہ مزمل پڑھنا ۲۹ اور فاتحہ پڑھ کر لوگ دور جاویں اس کے بعد قبلہ رو ہو کر اذان دینا اور ۳۰۔ گھر سے جنازہ لیکر روانہ ہوتے وقت حضور اقدس ﷺ کی نعت میں قصائد اردو یا عربی پڑھنا یہ فعل کار خیر ہے یا نہیں اور اس سے میت کو خداوند کریم جل جلالہ کی طرف سے رحمت کا حصہ ملتا ہے یا نہیں اور زید کہتا ہے یہ درست نہیں ہے۔

الجواب: کفن پر کلمہ طیبہ یا عہد نامہ لکھنے کی اجازت آئی۔ درمختار میں ہے۔ کتب علی جبھۃ المیت اوعمامۃ اوکفنہ عھدنامہ یرجی ان یغفر اللہ تعالیٰ للمیت. یعنی میت کی پیشانی یا عمامے یا کفن پر عہد نامہ لکھیں تو امید ہے کہ اللہ عزوجل اس میت کی مغفرت فرمائے حلبی علی الدر میں ہے المعنے ان یکتب شیء مما یدل انہ علے العھدالازلی الذی بَیْنَہٗ و بین ربہ یوم اخذ المیثاق من الایمان والتوحید والتبرك باسمائہ تعالیٰ و نحوذلك یعنی وہی خاص دعا ہونا کچھ ضرور نہیں جو عہد نامہ کہلاتی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز لکھیں جو اس عہد پر قائم رہنے کی دلیل ہو جو اللہ عزوجل نے اس سے روز الست لیا تھا کہ اسے ایک جاننا اور ایمان پر قائم رہنا اور یہ کہ بندہ اسمائے الٰہیہ اور ان کے قریب اور معظم کلمات سے برکت لینے والوں سے ہے انتھے یعنی یہ خود بھی دلیل ایمان ہے اس مسئلہ کی کامل تفصیل و تحقیق جمیل ہمارے رسالے الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن میں ہے ۲۷۔ اور اولیٰ یہ ہے کہ عہد نامہ یا شجرہ طیبہ قبر میں طاق بنا کر اُس میں رکھیں کہ میت کے بدن سے اگر کچھ رطوبت نکلے تو اس سے محفوظ ہی رہے۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے یہ طاق قبر کے سرہانے بتایا اور فقیر کے نزدیک دیوار

قبلہ میں ہونا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میت کے رو برو پیش نظر رہے شاہ صاحب موصوف کے رسالہ فیض عام میں ہے۔

سوال: شجرہ در قبر نہادہ خواہد شد یا نہ واگر نہادہ خواہد شد ترکیب آں عنایت شود

الجواب: شجرہ در قبر نہادن معمول بزرگان ست لیکن ایں را دو طریق ست اوّل اینکہ بر سینہ مردہ دروں کفن یا بالائے کفن گزارند ایں طریق را فقہا منع میکنند و میگویند کہ از بدن مردہ خون وریم سیلان میکند و موجب سوئے ادب باسمائے بزرگان۔ مشو دو طریق دوم این ست کو جانب سر مردہ اندرون قبر طاقچہ بگوارند و دران کاغذ شجرہ رانہند سورہ اخلاص کی مٹی دینا بھی نام الٰہی و کلام الٰہی سے تبرک ہے اور اسی میں داخل ہے جو ابھی حلبی درمختار سے منقول ہوا کہ والتبرک باسماۂ تعالیٰ ۲۸ سورہ مزمل قرآن کریم ہے اور قرآن کریم نور و ہدی و دفع بلا و موجب نزول رحمت و ہزاران ہزار برکت اور گرد قبر حلقہ باندھنے میں حرج نہیں مگر اس کا لحاظ ضرور ہے کہ کسی پہلی قبر پر پاؤں نہ پڑے۔ قبر پر پاؤں رکھنا بے مجبوری محض ناجائز ہے یہاں تک کہ علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے عزیز کے گرد اور مسلمانوں کی قبریں ہو گئیں کہ یہ ان کی قبروں پر پاؤں رکھے بغیر اپنے عزیز کی قبر تک نہیں جا سکتا تو وہاں تک جانے کی اجازت نہیں دور ہی سے فاتحہ پڑھے درمختار میں ہے[ا] یکرہ المشے فی طریق ظن انہ محدث حتی اذا لم یصل الی قبرہ الابرط ء قبر ترکہ اور حلقہ باندھ کر سب پڑھیں تو ضرور احسن ہے مگر اس حالت میں لازم ہوگا کہ سب آہستہ پڑھیں قرآن مجید میں منازعت کہ سب اپنی اپنی آواز پڑھیں اور ایک دوسرے کی نہ سنیں ناجائز و حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے واذا قری القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور بالکل چپ رہو اس امید پر کہ رحمت کئے جاؤ۔

۲۹۔ لوگوں کی واپسی کا انتظار تلقین میں ہے کہ اکثر اوقات نکیرین سوال کیلئے اسوقت آتے ہیں جب لوگ دفن سے واپس جاتے ہیں کہ مقصود امتحان ہے اور امتحان تنہائی میں زیادہ ہے جب تک مجمع قبر کے گرد ہے میت کا دل انہیں دیکھ کر قوی رہے گا لہٰذا تنہائی دیکھ کر آتے ہیں وحسبنا اللہ و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

[ا] ترجمہ قبرستان کے جس راستے کی نسبت گمان غالب ہو کہ یہ نکالا گیا ہو اس میں چلنا ممنوع ہو یہاں تک کہ اگر کسی قبر تک

دوسری قبر پر پاؤں رکھکر جانا پڑے تو اسے ترک کرے ۱۲

اذان میں اس انتظار کی حاجت نہیں بلکہ دفن کرتے ہی معا ہونی چاہیے کہ اس سے مقصود دفع وحشت و دفع شیطان ونزول رحمت وحصول اطمینان ہے اس کی تحقیق کامل ہمارے رسالہ ایذان الاجر فی اذان القبر میں ہے جنازے کے ساتھ کلمہ شریف یا درود شریف یا نعت شریف پڑھنا کوئی حرج نہیں رکھتا یہ سب ذکر الٰہی ہیں اور حدیث صحیح کا ارشاد ہے مامن شئ الحی من عذاب الله من ذکر الله کوئی چیز ذکر الٰہی کے برابر عذاب الٰہی سے بچانے والی نہیں یہ سب ذکر رسول اللہ ﷺ ہیں اور اجلہ ائمہ سے ماثور ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة یعنی رسول الله صلی الله علیه وسلم کے فرمانبردار غلاموں کا جہاں ذکر آتا ہے وہاں رحمت الٰہی اترتی ہے فرسول الله صلی الله علیه وسلم رأس الصلحین پھر حضور پرنور تو حضور پُرنور ہیں صالحین انہیں کے فرمانبرداری کے سبب صلاح سے معمور ہیں۔ اس مسئلے کی تحقیق ہمارے فتاویٰ میں ہے وہاں بفضلہ تعالیٰ ازالہ اوہام ہے وباللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم افعال مذکورہ کی نسبت زید کا دعویٰ کہ یہ درست نہیں اگر بر بنائے وہابیت ہے تو وہابیت خود بیدینی وضلالت ورنہ مقاصد شرع سے جہالت ہے جس بات سے اللہ ورسول جل وعلا و ﷺ نے منع نہ فرمایا یہ اسے منع کرنے والا کون ۔ یہ مباحث بارہا طے ہو لئے اور طریقہ سلامت وہ ہے جو امام اجل عارف باللہ ناصح فی اللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے کتاب مستطاب البحر المورود وفی المواثیق والعهواد میں فرمایا کہ اخذ علینا العهودان لا نمکن احدا من الاخوان ینکر شیاء مما اتبدع المسلمون علی وجه القربة الی الله تعالٰی ورءٗ هٗ حسنا فان کل ما اتبدع علی هذا الوجه من توابع الشریعة ولیس هو من قسم البدعة المذمومةِ فی الشرع یعنی ہم سے عہد لئے گئے ہیں کہ اپنے کسی دینی بھائی کو اسکی قدرت نہ دیں کہ وہ کسی ایسی چیز کا انکار کرے جو مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کے لیے نئی پیدا کی ہو اور اسے اچھا جانا ہو کہ جو کچھ اس طرح پر نیا پیدا ہوتا ہے وہ سب شریعت کے توابع سے ہے اور وہ اس بدعت سے نہیں جس کی شرع میں مذمت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱ تا ۳۳: جہاں سب مسلمان برادران اتفاق کے ساتھ ایک جگہ نماز کے لئے مقرر کریں اور مسلمانوں کا قبرستان بھی وہاں قائم کرلیں اور اس جگہ میں گورنمنٹی کچہری نہیں ہے اور جمعہ وعیدیں کی نماز بھی وہاں قائم کریں اور پیش امام مقرر کریں اور ایک مکان عبادتگاہ کے نام سے بنایا جاوے وہاں۔ جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اور یہ جگہ کے سوادور یا نزدیک میں مسجد بھی نہیں اور میت ہو جائے تو وہ بھی ۵۰ یا ۶۰ میل سے یہاں مقابر میں دفن کیا جاتا ہے اور جنگل ہے مثلاً بھوٹا بھوٹی ہے۳۲ اور بعضے علما فرماتے ہیں کہ بعد نماز جمعہ چار رکعت احتیاطی بعد الجمعہ پڑھیں لیکن ہر رکعت پر پڑھیں کیا حکم ہے اس صورت میں شرع سے اور جو پڑھیں ان کو منع کیا جائے یا نہیں۔

الجواب: جمعہ وعیدین کی صحت و جواز کے لئے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے مذہب میں شہر شرط ہے اور شہر کی صحیح تعریف یہ ہے کہ وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دوامی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی حاکم با اختیار ایسا ہو کہ مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے اگرچہ نہ لے غنیہ شرح منیہ میں ہے [1] صرح فی التحفۃ عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ بلدۃ کبیرۃ فیھا سکک واسواق ولھا رساتیق و فیھا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشتہ و علمہ اوعلم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث وھذ اھوالاصح اور یہیں سے ظاہر کہ مراد اسلامی شہر ہے ورنہ مثلاً اگر بت پرستوں کا کوئی شہر ہو جس کا بادشاہ بھی بت پرست اور دس لاکھ کی آبادی سب بت پرست چار پانچ مسلمان وہاں تاجرانہ جائیں اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کریں ان پر وہاں جمعہ قائم کرنا فرض ہو جائے جبکہ بادشاہ مانع نہ آتا ہو اس کے لئے شرع مطہر سے کوئی ثبوت نہیں عمومات قطعاً مخصوص ہیں اور ظاہر الروایۃ میں حدود مصر یقیناً اسلامی سے خاص اور روایت نادرہ جسے آجکل ناواقفوں نے بے سمجھے ذریعہ پامالی مذہب کر رکھا ہے اس میں بھی امام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لفظ یہ ہیں

[1] ترجمہ تحفۃ الفقہاء میں امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تصریح ہے کہ شہر وہ بڑی آبادی ہے جس میں متعدد محلے اور بازار ہوں اور اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں شہر کا حاکم ہو کہ اپنی شوکت اور اپنے یا دوسرے کی علم کے ذریعہ سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لینے پر قادر ہو لوگ اس کے یہاں نالشیں رجوع کرتے ہوں اور یہی تعریف سب سے زیادہ صحیح ہو۔

جو امام ملک العلماء نے بدائع پھر امام ابن امیر الحاج نے حلیہ میں ذکر فرمائے کہ [1] اذا اجتمع فی قریۃ من لا یسعھم مسجد واحد بَنٰی لھم جامعا ونصب لھم من یصلی بھم الجمعۃ روشن ہے کہ بنی اور نصب کی ضمیریں سلطان الاسلام کی طرف ہیں اور اسی پر وہ حدیث ناطق جس سے ہمارے علما بالاتفاق استدلال کرتے آئے کہ [2] لہ امام عادل اوجائر تو غیر اسلامی شہر محل جمعہ نہیں و من ادعی خلافہ فعلیہ البیان اسلامی بستی وہ ہے جس کی عام آبادی فی الحال مسلمان آزاد یا زیر سلطنت اسلامی ہے یا پہلے ان دو حالتوں سے ایک پر تھی اب غلبہ کفار ہوا مگر اس کے چاروں طرف اسلامی غلبہ ہے یا یہ بھی نہیں تو جب سے اب تک بعض شعائر اسلام بلا مزاحمت جاری ہیں اگر چہ بادشاہ و حکام سب نامسلم ہوں یہ اس نفیس تفصیل کا خلاصہ ہے جو ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کی کہ مقامات چوبیس قسم میں ان میں سے سولہ قسمیں اسلامی ہیں اور آٹھ غیر اسلامی بالجملہ اسلامی بستی اگر پرگنہ ہو اور اس میں کوئی ذی اختیار حاکم مسلم خواہ غیر مسلم ہو وہیں جمعہ وعیدین فرض وواجب اور وہیں ان کی ادا صحیح و جائز ورنہ نہیں درمختار میں ہے [3] یکرہ تحریما لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ جہاں یقیناً معلوم ہو کہ یہ شرائط نہیں پائے جاتے وہاں جمعہ پڑھنا جائز ہی نہیں اور اس کے بعد ظہر نہ پڑھی تو فرض کے تارک ہوئے اور اکیلے اکیلے پڑھی تو واجب کے تارک رہے ایسی جگہ کے لئے چار رکعت احتیاطی کا حکم نہیں۔ ہاں جہاں ان شرائط کے اجتماع میں شک وشبہہ ہو یا اور باعث سے صحت جمعہ میں اشتباہ ہو وہاں خواص کے لیے چار رکعت ہیں خالص اس نیت سے کہ پچھلی وہ ظہر جو میں نے پائی اور ادا نہ کی اور یہ رکعتیں چاروں بھری ہوں یعنی الحمد کے بعد سب میں سورت پڑھے۔ عوام کو اس کی بھی حاجت نہیں کما بینہ فی ردالمحتار وحققناہ فی فتاونا پھر جہاں ہمارے مذہب میں جمعہ نہیں اور عوام پڑھتے ہوں وہاں اپنا طریقہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو منع نہ کیا جائے کہ آخر نام الٰہی لیتے ہیں جو بعض ائمہ کے طور پر صحیح آتا ہے مگر

---

[1] ترجمہ جب کسی بستی کی آبادی اتنی ہو جائے کہ ایک مسجد میں نہ سمائے تو سلطان اسلام ان کے لیے مسجد جامع بنائے اور ان کے لئے امام مقرر کرے جو ان کو جمعہ پڑھائے۔ ١٢ [2] ترجمہ اس کے لئے مسلمان والی ہو عادل خواہ ظالم [3] ترجمہ مکروہ تحریمی ہے کہ ایسے کام میں مصروفی ہے جو شرعاً صحیح نہیں اس لئے کہ شہر شرط صحت ہے۔ ١٢

خود شریک نہ ہوں کہ ہمارے مذہب میں جائز نہیں کما فی الدر المختار وَ فِیْہِ حَدِیْث عن اَمِیْرِ الْمُؤمِنِیْنَ عَلِی کَرَمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ وَاللّٰہ تَعَالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۴: جمعہ کے روز سلطان المسلمین کے لئے خطبہ میں دعا مانگنا فرض ہے تو مثلاً اتنی دعا مانگی جائے تو درست ہے یا نہیں اَللّٰھُمَّ عِزِّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِمَامِ الْعَادِلِ نَاصِرِ الْاِسْلَامِ وَالْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ: زید کہتا ہے نہیں درست سلطان المعظم کا نام لے کر دعا مانگنا چاہے۔

الجواب: سلطان اسلام کے لئے خطبہ میں دعا فرض نہیں ایک مستحب ہے اور وہ اتنی دعا سے کہ سوال میں لکھی بیشک حاصل ہے زید کا اسے نادرست کہنا محض غلط و باطل ہے بلکہ درمختار میں ہے[۱] ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القھستانی خاص نام کی ضرورت ان شہروں میں ہے جو سلطان کی سلطنت میں ہیں کہ سکہ وخطبہ شعار سلطنت ہے ردالمحتار میں ہے[۲] اَلدُّعاء للسُّطَانِ عَلَی الْمَنَابِرِ قَدْ صَارَالان مِنْ شِعَارِ السَّلْطنۃِ فَمَنْ تَرَکَہٗ یخشے علیہ الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵، ۳۶: خطبہ جمعہ عربی باترجمہ اردو پڑھنا درست ہے یا نہیں اور پہلا خطبہ پڑھ کر منبر پر بیٹھنا اور دعا مانگنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: خطبہ میں عربی کے سوا اور زبان کا ملانا مکروہ وخلاف سنت ہے لِاَنَّہٗ عَلٰی خِلَافِ المتوارثِ مِنْ لَّدُنِ الصَحَابۃِ رَضِیَ اللّٰہ تعالیٰ عنھم وقد حققناہ فی فتاونا پہلا خطبہ پڑھکر منبر پر تین آیتیں پڑھنے کے قدر بیٹھنا سنت ہے اور اس میں امام کو دعا مانگنے کی اجازت ہے درمختار میں ہے[۳] لیس خطبتان خفیفتان بجلسۃ بینھا بقدر ثلاث ایات علی المذھب و تارکھا مسئے علی الاصح واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[۱] ترجمہ خطبہ میں خلفائے راشدین اور حضور اقدس ﷺ کے دونوں عم مکرم کا ذکر مستحب ہے سلطان کی دعا کچھ مستحب نہیں ہاں قہستانی نے اسے جائز کہا [۲] منبروں پر سلطان کیلئے دعا اب سلطنت کا داب ہوگئی اسے جو نہ کرے اس پر غضب سلطان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ [۳] مسنون ہے کہ دو ہلکے خطبے پڑھے اور ان کے بیچ میں بقدر تین آیت کے بیٹھے یہی مذہب ہے اور اس جلسہ کا ترک بد ہے یہی صحیح تر ہے

مسئلہ ۳۷: وتر کے بعد سجدے میں سر رکھے اور سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ پانچ مرتبہ کہے تب سر اٹھاوے اور ایک بار آیۃ الکرسی پڑھے اور پھر دوسری بار سجدے میں جاوے اور پانچ مرتبہ پر سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ کہے اس کا ثبوت شرح میں ہے یا نہیں اور اکثر بزرگان دین یہ وظیفہ ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔

الجواب: یہ فعل فقہا کے نزدیک مکروہ ہے اور حدیث جو اس میں ذکر کی جاتی ہے محدثین کے نزدیک باطل و موضوع ہے غنیہ مسائل شتے میں ہے[۱] قد علم مما صرح به الزاهدی کراهة السجود بعدالصلاة بغير سبب واماما فی التاتارخانية عن المضمرات ان النبی صلی الله عليه وسلم قال مامن مومن ولا مومنة يسجد سجدتين يقول فی سجوده خمس مرات سبوح قدوس رب الملئكة والروح ثم يرفع رأسه ويقرؤ اية الكرسی مرة ثم يسجد و يقول خمس مرات سبوح قدوس رب الملئكة والروح والذی نفس محمد بيده لا يقوم من مقام حتی يغفر الله له واعطاه ثواب مائة حجة ومائة عمرة واعطاه الله ثواب الشهداء و بعث اليه الف ملك يكتبون له الحسنات وكأنما اعتق مائة رقبة و استجاب الله له دعاء و يشفع يوم القيمة فی ستين من اهل النار واذ امات مات شهيدا فحديث موضوع باطل لا اصل له ولا يجوز العمل به الخ ردالمحتار میں ہے [۲] رايت من يواظب عليها بعد صلاة الوتر ويذكران لها اصلاو سند افذكرت له ماهنا فتركها الخ اقول

---

[۱] ترجمہ زاہدی کی تصریح سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد بے سبب سجدہ مکروہ ہے اور وہ جو تاتارخانیہ میں مضمرات سے حدیث ہے کہ جو مسلمان مرد یا عورت دو سجدے کرے ایک سجدے میں پانچ بار سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح کہے پھر سر اٹھا کر آیۃ الکرسی ایک بار پڑھے پھر سجدہ کرے اور پانچ بار وہی کہے قسم اس کی جس کے قبضے قدرت میں محمد ﷺ کی جان اقدس ہے وہ وہاں سے اٹھنے نہ پائیں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کردے گا اور اسے سو حج اور سو عمرے کا ثواب شہیدوں کا اجر دے گا اور ایک ہزار فرشتے اس کی نیکیاں لکھنے کو بھیجے گا اور گویا اس نے سو غلام آزاد کیے اور اللہ عزوجل اس کی دعا قبول فرمائے گا اور روز قیامت ساٹھ جہنمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا اور جب مرے گا شہید مرے گا یہ حدیث موضوع و باطل و بے اصل ہے اور اس پر عمل جائز نہیں۔۱۲ [۲] میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ ہمیشہ وتر کی بعد یہ سجدہ کرتا اور اسکے لئے اصل و سند بتاتا تھا میں نے اس سے فقہ کی یہ عبارت ذکر کی تو اس نے وہ فعل چھوڑا۔۱۲

تحقیق یہ ہے کہ فقہا کے نزدیک یہ سجدہ خود مکروہ نہیں بلکہ مباح ہے مگر ایک خارجی اندیشہ کے سبب کہ جاہل اسے سنت یا واجب نہ سمجھنے لگیں مکروہ کہتے ہیں تو جب تنہائی میں ہو کوئی وجہ کراہت نہیں درمختار میں ہے [1] تکرہ بعد الصلاۃ لان الجھلۃ یعتقد و نھا سنۃ اوواجبۃ وکل مباح یؤدی الیہ فمکروہ یہ اصل عبارت زاہدی معتزلی کی مجتبٰی شرح قدوری کی ہے اسی سے غنیہ پھر درمختار نے لی اور حدیث کا موضوع ہونا کام کو ممنوع نہیں کردیتا طحطاوی علی الدرمین ہے [2] الموضوع لا یجوز العمل بہ بحال ای حیث کان مخالفا لقواعد الشریعۃ اما لوکان دخلا فی اصل عام فلا مانع منہ لا لجعلہ حدیثا بل لدخولہ تحت الاصل العام۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۸: زید ایمان لایا اور ختنہ نہیں بیٹھا اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں زید کہتا ہے کھانا درست نہیں ہے۔

الجواب: بلاشبہ درست ہے زید کا کہنا غلط ہے یہاں تک کہ ہمارے ائمہ کے نزدیک اس کا ذبیحہ مکروہ بھی نہیں ہاں اسے ختنہ کا حکم ہے اگر بوجہ کمال ضعیفی اس سے عاجز نہ ہو کریگا تو سنت مؤکدہ وشعار اسلام کا تارک رہے گا مگر اس سے ذبیحہ میں کوئی نقصان نہیں آتا درمختار میں ہے [3] شرط کون الذابح مسلما اوکتابیا ولو امرأۃ اوصبیا اواقلف اواخوس ردالمحتار میں ہے [4] ذکرہ احترازا عما روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما انہ کان یکرہ ذبیحتہ بلکہ ایک روایت میں خود اس کے لئے یہ وسعت ہے کہ جوان آدمی آپ اپنا ختنہ کرسکے تو کرے ورنہ ممکن ہو تو ایسی عورت سے نکاح کرے یا ایسی کنیز شرعی خریدے جو ختنہ کرسکے یہ بھی نہ ہوسکے تو اسے ختنہ معاف ہے علمگیری میں ہے

---

[1] ترجمہ نماز کے بعد بے سبب سجدہ مکروہ ہے کہ جاہل اسے سنت یا واجب سمجھنے لگیں گے اور جو مباح اس طرف لیجائے وہ مکروہ ہے۔ [2] ترجمہ حدیث موضوع پر کس طرح عمل جائز نہیں یعنی جب اس میں وہ بات ہو جو قواعد شرع کے خلاف ہے اور اگر کسی عام اصل شرعی کے نیچے داخل ہو تو منع نہیں نہ اسے حدیث ٹھہرا کر بلکہ اس لئے کہ اصل عام کے نیچے داخل ہے۔ [3] ترجمہ شرط ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا کتابی ہو اگرچہ عورت یا بچہ یا بے ختنہ یا گونگا ۱۲ [4] ترجمہ بے ختنہ کا ذبیحہ جائز ہونے کی تصریح اس روایت سے بچنے کے لئے کردی جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آئی کہ وہ اس کا ذبیحہ مکروہ جانتے تھے ۱۲

[1] الشیخ الضعیف اذا اسلم ولا یطیق الختان ان قال اهل البصر لا یطیق یترك کذافی الخلاصة قیل فی ختان الکبیر اذا امکن ان یختتن نفسه فعل والالم یفعل الا ان یمکنه ان یتزوج اویشتری ختانة فتختننه و ذکر الکرخی فی الجامع الصغیر و یختننه الحمامی کذافی الفتاوے العتابیة والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹: ایک شخص مرد یا عورت مسلمان ہے اور اس نے اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ دیا یا پھانسی کھا کر حرام موت مر گیا اب اس صورت میں اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسلمان مقابر میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے نہیں نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرنا اگر زید کا قول سچا ہے تو حضور کی طرف سے جواب سوال سوم میں ہے بیشک اس کے جنازے کی نماز فرض ہے اور بیشک اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کریں گے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں الصلاة واجبة علیکم علی کل مسلم یموت برا کان اوفاجر اوان عمل الکبائر ہر مسلمان کے جنازے کی نماز تم پر فرض ہے چاہے نیک ہو یا بد اگرچہ اس نے کبیرہ گناہ کیے ہوں رواه ابوداؤد ابو یعلی والبیهقی فی سنة عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه بسند صحیح علی اصولنا۔

الجواب: زید کا قول صحیح نہیں فتویٰ اس پر ہے کہ اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی اور زید کا کہنا کہ مقابر مسلمین میں دفن نہ کیا جائے محض باطل اور اپنے جی سے حکم گڑھنا ہے درمختار میں ہے۔[2] من قتل نفسه عمدا یغسل ویصلی علیه به یفتے۔ والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۰: اہل اسلام اگر دسترخوان یا پلاٹ پر جوتی سمیت کھانا کھاوے تو اس کا کیا حکم ہے۔

---

[1] ترجمہ کمزور بوڑھا صاحب مسلمان ہوا اور ختنہ کی طاقت نہ رکھے اگر نگاہ والے کہدیں کہ ہاں اسے طاقت نہیں تو ختنہ چھوڑ دیا جائے گا یہ خلاصہ میں ہے بالغ کے ختنے میں کہا گیا کہ آپ اپنا ختنہ کر سکے تو کرے ورنہ نہ کرے مگر ہاں اگر کوئی عورت ختنہ کر سکے اور وہ اس سے نکاح پر راضی ہو یا کنیز ہے اور یہ اسے خرید سکے تو ایسا کرے اور امام کرخی نے شرح جامع صغیر میں فرمایا کہ بالغ کا ختنہ بھی نائی کرے یہ فتاوی عتابیہ میں ہے ۱۲ [2] ترجمہ جو قصداً خودکشی کرے اسے غسل دیں اور اس کی نماز پڑھیں اسی پر فتویٰ ہے ۱۲

الجواب: کھانا کھاتے وقت جوتا اتار لینا سنت ہے دارمی وطبرانی وابو یعلی وحاکم بافادہ تصحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اذا اکلتم الطعام فاخلعو انعالکم فانہ اروح لاقدامکم وانھا سنۃ جمیلۃ جب کھانا کھانے بیٹھو تو جوتے اتار لو کہ اس میں تمہارے پاؤں کے لئے زیادہ راحت ہے اور یہ اچھی سنت ہے شرعۃ الاسلام میں ہے یخلع نعلیہ عند الطعام کھاتے وقت جوتے اتار لے جوتا پہنے کھانا اگر اس عذر سے ہو کہ زمین پر بیٹھا کھا رہا ہے اور فرش نہیں جب تو صرف ایک سنت مستحبہ کا ترک ہے اس کے لئے بہتر یہی تھا کہ جوتا اتار لے اور اگر میز پر کھانا ہے اور یہ کرسی پر جوتا پہنے تو یہ وضع خاص نصاریٰ کی ہے اس سے دور بھاگے اور رسول اللہ ﷺ کا وہ ارشاد یاد کرے۔ من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے[1] رواہ احمد و ابو داؤد و ابو یعلی و الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر و فی الاوسط عن حذیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم کلاھما بسند حسن واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۴۱: زید اگر تلاوت قرآن یا کوئی حدیث کی کتاب یا وعظ نصیحت کرتا ہو اور خود سگریٹ یا حقہ پیتا ہو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: تلاوت قرآن عظیم میں سگار یا حقہ پینا یا پان یا کوئی چیز کھانا بے ادبی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں طیبوا افواھکم بالسواک فان افواھکم طریق القرآن اپنے مونھ مسواک سے ستھرے رکھو کہ تمہارے مونہہ قرآن عظیم کا راستہ ہیں [2] رواہ ابو مسلمہ الکشی عن ابو ضین بن عطاء مرسلا والسجری فی الابانۃ عنہ عن بعض الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم یونہی حدیث کا درس دیتے یا سبق لیتے یا باہم دور کرتے یا وعظ کہتے یا مجلس میلاد مبارک پڑھتے وقت حقہ سگار تمبا کو مطلقاً خلاف ادب ومعیوب ہے، ہاں اگر درس ووعظ کیلئے نہیں بیٹھا ویسے ہی احباب واصحاب میں باتیں کر رہا ہے اس میں حسب معمول حقہ وغیرہ پیتا ہے اور کسی سے کوئی بات خلاف شرع واقع

---

[1] یہ حدیث احمد وابوداؤد وابو یعلی نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں عبداللہ بن عمر سے اور معجم اوسط میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی دونوں کی سند حسن ہے [2] ترجمہ یہ حدیث ابو مسلم کجی نے وضین بن عطا سے بے ذکر صحابی اور سجزی میں بذریعہ وضین مذکور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔۱۲

ہوئی اسے نصیحت کرنے میں حرج نہیں اور اس میں تذکرۃً ایک آدھ حدیث کے کچھ الفاظ کہنا بھی ممنوع نہیں کہ یہ بحالت حدیث خوانی حقہ پینا نہ کہا جائیگا اور ان امور کا مدار عرف پر ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۴۲: اگر زید غسل خانہ میں غسل جنابت یا احتلام کا کرتا ہے اور وضو کر کے تہ بند نکال کر غسل کرے تو غسل اترتا ہے یا نہیں غسل خانہ اوپر سے بند ہو یا کھلا دونوں صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: سارے بدن پر پانی بہنے سے غسل اترتا ہے جس میں حلق تک منہ اور ہڈی کے کناروں تک اندر سے ناک کا بانسا بھی داخل ہے اس کے بعد جیسے بھی ہو غسل اتر جائے گا ہاں کھلے غسل خانے میں ننگا نہ ہونا بہتر ہے اور اگر وہاں قریب بلند مکان ہوں جس سے احتمال ہو کہ کسی کی نظر پڑے گی تو وہاں تہ بند رکھنے کی تاکید ہے۔ وہ احتمال نظر جتنا قوی ہوگا اتنی ہی یہ تاکید بڑھتی جائے گی یہاں تک کہ اگر نظر پڑنے کا ظن غالب ہوگا تہ بند رکھنا واجب ہوگا اور وہاں برہنہ نہانا گناہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۳: اگر حنفی مذہب والا طریقہ قادری موجب یہ عمل کرتا ہو کہ بعد فرض نماز کے گیارہ گیارہ مرتبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) بلند آواز سے پڑھ کر بعد نماز سنت ادا کرے تو کیا حکم ہے۔

الجواب: یہ فعل حسن ہے نیک و مستحن ہے مگر اولیٰ یہ کہ ظہر و مغرب وعشا کی سنتوں کے بعد ہو اور وہ فرضوں ہی کے بعد سمجھا جائے گا کہ سنت توابع فرض سے ہے اور اگر وہاں کوئی شخص نماز یا ذکر میں یا مریض ہے تو اتنی بلند آواز نہ ہو جس سے اسے تشویش وایذا ہو و تفصیل الکلام تبوفیق العلام فی فتاونا واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۴۴: اگر جنگل ہے اور میت ۳۰ یا ۴۰ میل کے فاصلہ سے دفن ہونے کو دوسری جگہ لیجاویں اس صورت میں میت کے ساتھ چلنے والے کھانا پانی کھاویں پیویں یا نہیں۔

الجواب: جنگل ہونا دفن میت کو مانع نہیں اگر کوئی مجبوری وجہ ضروری نہ ہو تو میت کو اتنی دور لیجانا شرعاً منع ہے ہاں میل دو میل میں مضائقہ نہیں کہ شہر کا گورستان اکثر اتنی دور ہوتا

ہے فتاوے خلاصہ میں ہے [1] ان نقل قبل الدفن قدر میل اور میلین فلا بأس به ردالمختار میں ہے [2] قوله ولا بأس بنقله قبل دفنه) قیل مطلقا و قیل الی مادون مدة السفر وقیده محمد بقدر میل او میلین لان مقابر البلدر بما بلغت هذه المسافة فیکره فیما زاد قال فی النهر عن عقد الفرائد وهو الظاهرا ه اقول مترجح علی اطلاق الدر تبعا للخاینة لا باس بنقله قبل دفنه اه ولفظ الخاینة لومات فی غیربلده یستحب ترکه فان نقل الی مصر اخرلا باس به حدیث وفقہ ناطق ہیں کہ دفن میں حتی الوسع جلدی چاہیے یہ اس مطلوب شرع مطہر کے خلاف ہوگا پھراتنی دور تک حرکت جنبش سے رطوبات بدن میں جوش و ہیجان پیدا ہونے اور نجاسات سے کفن خراب ہوجانے کا اندیشہ ہے نیز میت میں بدبو آنے اور اس سے احیاء ملائکہ کے ایذا پانے کا جیسا کہ مشاہدہ ہوا ہے پھراتنی دور تک کندھوں پر لیجانا دشوار ہے اگر گاڑی وغیرہ پر بار کیا تو سر پر کراہت کا بار ہے درمختار میں ہے کہ [3] کره حمله علی ظهر دابة بہرحال اگر ایسا ہوا تو ساتھ والے کھانے پانی سے نہ روکے جائیں گے بلکہ غفلت سے وہ بہرحال بیجا ہے نہ کہ جنازے کے پاس ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۵: اب ایک حکایت بیان کرتا ہوں دلیل الاحسان مطبع مصطفائی لاہور تصنیف مولوی معنوی میاں عبداللہ متوطن ملتان صفحہ ۶ نقل ست کہ روزی پیغمبر ﷺ در مسجد مدینہ منورہ نشستہ بودند و باتمامی اصحابان صغار و کبار وعظ و حدیث شریف بیان میفرمودند کہ وحی جبرئیل علیہ السلام درخدمت پیغمبر ﷺ آمد پیغمبر ﷺ از سبب بیان حدیث ووعظ بطرف وحی علیہ السلام متوجہ نشدند و وحی علیہ السلام در دل خود وسوسہ و کدورت بسیار در خاطر کردند گفت عجب

---

[1] ترجمہ: اگر دفن سے پہلے ایک دو میل لیجائے تو مضایقہ نہیں [2] ترجمہ دوسری جگہ لے جانا بعض نے مطلقا جائز کہا اور بعض تین منزل سے کم تک اور امام محمد نے ایک دو میل سے زیادہ کی اجازت نہ دی کہ شہر کے گورستان کبھی اتنی دور ہوتے ہیں اس سے زیادہ دور لیجانا منع ہے نہر الفائق میں ہے نہر الفائق میں عقد الفرائد سے نقل کیا کہ یہی قول امام محمد ظاہر ہے۔ میں کہتا ہوں تو یہ قول اس اطلاق پر ترجیح رکھتا ہے جو یہ پیری خانیہ درمختار میں ہے کہ دفن سے پہلے اور جگہ لیجانے میں حرج نہیں اور خانیہ کے لفظ یہ ہیں کہ اگر غیر شہر میں مرے تو مستحب یہ ہے کہ وہیں دفن کریں اور اگر دوسرے شہر کو لیجائیں تو حرج نہیں [3] ترجمہ جنازے کو پیٹھ پر اٹھانا یا سواری پر بار کرنا مکروہ ہے۔۱۲

ست کہ کلام ربانی از جانب باری تعالیٰ بہ آنحضرت میر سانم الحال بمن التفات نکروند
ہمون وقت حضرت را از روئے کشف باطنی معلوم و مفہوم شد کہ بہ خاطر جبرئیل علیہ السلام
کدورت گذشت پس جبرئیل علیہ السلام رانزد خود طلبیدہ پرسید کہ اے اخی جبرئیل کلام ربانی از
کدام مقام بگوش میر سد گفت یا رسول اللہ بالائے عرش یک قبہ نورست بشکل حجرہ دراں
جا یک سوراخ ست از انجا بگوش من آواز میر سد حضرت رسول علیہ السلام فرمود باز نزد آں قبہ
پرواز اں جاخبر گرفتہ زود بمن برساں لیکن اندرون قبہ نروی چوں مہتر جبرائیل علیہ السلام بموجب
فرمودہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم باز رفت و اندرون قبہ در آمد چہ بمبید کہ اندرون قبہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ست و
حضرت خود نشستہ اندو الحال مہتر جبرئیل علیہ السلام باز بہ جلدی پرواز فرمودو بر زمین ورود
نمود چہ بیند کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درہمون مکان با صحابان در حدیث و وعظ مشغول اند جبرئیل
علیہ السلام از معائنہ این حال متعجب بماند و حیران گشت و شرمناک شدہ گفت کہ اے خدایا از من
خطا شدہ مارا معاف فرمایند اب عرض یہ ہے کہ یہ نقل اہل سنت والجماعت کے نزدیک صحیح
ہے یا نہیں اور اس مرتبہ کے لائق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا نہیں اور حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو تعظیم دینا ثواب عظیم ہے اور آپ کے رسالہ تمہید ایمان بایات قرآن کے صفحہ چار
میں حدیث تمہارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لا یؤمن احدکم حتی اکون
احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین معنی** تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب
تک میں اسے اس کے ماں باپ اور اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں گا صلی اللہ علیہ وسلم
یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اس نے تو بات
صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے ہرگز مسلمان نہیں اگر کوئی
بھی سوال کرے کہ علم غیب ذات الٰہی کے سوا کسی کو نہیں تو علم غیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و
آخرین کا ہے یہ ثبوت آپ کا رسالہ (انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ) میں بدلائل قاہرہ ثابت
کیا گیا ہے کہ از روز اوّل تا روز آخر تمام ماکان و ما یکون اللہ تعالیٰ کی دین سے حضور سید
کائنات و باعث ایجادات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات پر روشن ہیں۔

الجواب: لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ جل و علاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم اشهد ان لااله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمد اعبده و رسوله عزجلاله و علیه افضل الصلاۃ والسلام بیشک رسول اللہ ﷺ کی تعظیم مدار ایمان ہے جوان کی تعظیم نہ کرے کافر ہے بیشک رسول اللہ ﷺ کی محبت عین ایمان ہے جسے حضور پرنور ﷺ تمام جہان سے زیادہ پیارے نہ ہوں مسلمان نہیں حضور اقدس ﷺ کی تعظیم ان کی تصدیق میں ہے معاذ اللہ تکذیب سے بڑھ کراور کیا توہین ہوگی حضور اقدس ﷺ کی محبت اتباع حق میں ہے معاذ اللہ ان پر افترا کرنا گویا دشمنی ہے بیشک حضور اقدس ﷺ کوان کے رب عزوجل نے تمام ما کان وما یکون کے ذرے ذرے کا علم محیط اور اس سے کروڑوں درجے اور زیادہ علم عطا فرمایا مگر یہاں اس کی بحث نہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو جبرئیل امین کے قلب پر کیسے اطلاع ہوگئی بلکہ بحث اس معنے کی ہے جواس حکایت سے نکلتے ہیں اس کے ظاہر سے جوعوام جہاں کے خیال میں آئے وہ تو صاف صاف حضور اقدس ﷺ کو معاذ اللہ خدا کہنا ہے اس کے کفر صریح ہونے میں شک کیا ہے حضور اقدس ﷺ نے ہزاروں طرح جس کا انسداد فرمادیا ہے مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کی امت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر حد سے گزری اوران کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہوئی ہمارے حضور سید یوم النشور ﷺ کے کمالات اعلیٰ کے برابر کسکے کمال ہوسکتے ہیں جس کے کمال ہیں سب حضور ہی کے کمال کے پرتوِ اجلال ہیں امام بوصیری قدس سرہ کی ہمزیہ شریف مین ہے

انما مثلوا صفاتك للنا　　　　كما مثل النجوم الماء

یعنی تمام کمالات والے حضور کی صفتوں کا عکس و پرتو دکھاتے ہیں جیسے پانی میں ستاروں کا عکس نظر آتا ہے اے عزیز کہاں ستارے اور کیسے سیارے چشم حقیقت کو یہاں ہر شان سے الوہیت کے جلوے نظر آتے ہیں کہ آئینہ ذات ہیں ذات مع جملہ صفات ان میں متجلی ہے من رانی فقد رأی الحق جس نے مجھے دیکھا بیشک اس نے حق دیکھا توان تجلیوں کے سامنے کون تھا کہ هذا ربی هذا اکبر نہ بول اٹھتا لہٰذا حضور اقدس بالمؤمنین رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرمادی کلمہ شہادت میں

رسولہ سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول۔ وہابیہ کہ جاہلوں سے بد تر جاہل اور ایسے مقام پر جہاں مسلمان کی تکفیر نکلتی ہو جان بوجھ کر متجاہل ہیں وہ تو اس حکایت کے یہی معنے لیں گے کہ قرآن خود حضور کا کلام ہے فوق العرش وہی خدا ہے اور زمین پر وہی محمد جیسے بعض جھوٹے متصوفہ زندیق و بے دین کہا کرتے ہیں یہ تو صریح کفر کی غلیظ نجاست میں سننا اور نصرانی سے بدتر نصرانی بننا ہے جو اس کا معتقد ہو بلکہ جو اسے جائز ہی رکھے یقیناً قطعاً کافر مرتد ہے اس کی موت وحیات میں تمام وہی احکام ہیں جو مرتدین ملعونین پر ہیں اور جب حکایت کے یہ معنے قرار دے لیے تو اس کے کاتب پر آپ ہی حکم کفر جڑیں گے مگر اہل علم وادراک جانتے ہیں وہ اس سے یہ مطلب سمجھیں گے کہ فوق العرش قبہ نور میں حقیقت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ جلوہ فرما ہے اور از آنجا کہ تمام عالم پر تمام فیوض اس کی وساطت سے ہیں انما انا قاسمٌ واللہ مُعطِی دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔ اور نزول وحی بھی ایک فیض جلیل ہے تو یہ بھی بارگاہ الوہیت سے ابتداء حقیقت محمدیہ ﷺ پر نازل ہوتا ہے اور وہ حقیقت کریمہ کہ قبہ نور بالائے عرش میں ہے جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر القاء فرماتی ہے جبریل امین ذات محمدی ﷺ کو کہ زمین پر جلوہ افروز ہے پہنچاتے ہیں یہ معنی کس طرح معاذ اللہ کفر کیا ضلال بھی نہیں البتہ یہ واقعہ صرف بے ثبوت ہی نہیں بلکہ یقیناً غلط ہے محال ہے کہ جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وحی لائیں اور حضور اقدس ﷺ التفات نہ فرمائیں شوق وحی میں حضور اقدس ﷺ کا یہ حال تھا کہ کچھ دنوں رک گئی تھی تو پہاڑوں پر تشریف لیجاتے اور اُوپر سے گرنا چاہتے جبریل امین فوراً حاضر ہوتے اور عرض کرتے واللہ حضور اللہ کے رسول ہیں یعنی بیشک وہ حضور کو ضائع نہ چھوڑیگا وحی آئے گی اور ضرور آئے گی[1] رواہ البخاری عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ شوق ذات محمد علیہ افضل الصلاۃ والسلام ہے اور ذات ہی یہاں مشغول وعظ وہدایت انام ہے تو وحی کی طرف اس کا متوجہ نہ ہونا کیونکر معقول۔ نہ ہرگز القائے حقیقت کے سبب استغنائے ذات لازم۔ حضور اقدس ﷺ کو حفظ وحی میں کس درجہ کوشش بلیغ تھی

[1] ترجمہ یہ حدیث بخاری نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے کہ کوئی حرف ضبط سے رہ نہ جائے جس پر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقرانه جلدی کیلئے ختم وحی سے پہلے قرآن عظیم پڑھنے میں اپنی زبان کو جنبش نہ دو بیشک ہمارے ذمے ہے تمہارے سینہ پاک میں اسے جمع کرنا اور تمہارا اسے پڑھنا۔ پھر وہ کونسے حدیث ووعظ ہیں جو وحی الٰہی سے اہم ہیں (بلاشبہ) ملک جبار ذوی الاقتدار اپنے مقرب کو وزر اعظم کے پاس اپنے پیام واحکام لے کر بھیجے اور وزیر اس وقت رعایا سے بات میں مشغول رہے فرمان سلطانی کی طرف التفات نہ کرے اس میں معاذ اللہ فرمان کو گویا ہلکا جاننے کا پہلو نکلتا ہے۔ جو یہاں محال قطعی ہے بالجملہ رسول اللہ ﷺ باعتبار حقیقت محمد یہ علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ جس طور پر ہم نے تقریر کی اس مرتبہ اور اس سے بدر جہا زائد کے لائق ہیں مگر یہ واقعہ غلط باطل ہے بغیر رد کئے اس کا بیان حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ تنبیہ ضروری سوال میں جو عبارت دلیل الاحسان نقل کی اس میں اور خود عبارت سوال میں ﷺ کی جگہ صلعم لکھا ہے اور یہ سخت ناجائز ہے۔ یہ بلا عوام تو عوام ۱۴ صدی کے بڑے بڑے اکابر وفحول کہلانے والوں میں پھیلی ہوئی ہے کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی صللم کوئی فقط کوئی علیہ الصلاۃ والسلام کے بدلے عم یا ءم۔ ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک سیکنڈ وقت بچانے کے لیے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے اور محرومی و بے نصیبی کا ڈانڈا پکڑتے ہیں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پہلا وہ شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا علامہ سید طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر لانه تخفيف و تخفيف الانبياء كفر یعنی کسی نبی کے نام پاک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کہ یہ ہلکا کرنا ہوا اور معاملہ شان انبیاء سے متعلق ہے اور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی شان کا ہلکا کرنا ضرور کفر ہے۔ شک نہیں کہ گر معاذ اللہ قصداً استخفاف شان ہو تو قطعاً کفر ہے حکم مذکور اسی صورت کیلئے ہے یہ لوگ صرف کسل کاہلی نادانی جاہلی سے ایسا کرتے ہیں تو اس حکم کو مستحق نہیں مگر بے برکتی بے دولتی کم بختی زبون قسمتی میں شک

نہیں۔ اقول ظاہر ہے کہ القلم احدی اللسانین قلم بھی ایک زبان ہے ﷺ کی جگہ مہمل بمعنی صلعم لکھنا ایسا ہے کہ نام اقدس کے ساتھ درود شریف کے بدلے یونہی کچھ الم علم بکنا. اللہ عزوجل فرماتا ہے فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم فانزلنا علیھم رجزا من السماء بما کانوا یفسقون جس بات کا حکم ہوا تھا ظالموں نے اسے بدل کر اور کچھ کرلیا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کے فسق کا۔ وہاں بنی اسرائیل کو فرمایا گیا تھا قولوا حطۃ یوں کہو کہ ہمارے گناہ اترے انہوں نے کہا حنطۃ ہمیں گیہوں ملے یہ لفظ بامعنے تو تھا اور اب بھی ایک نعمت الٰہی کا ذکر تھا۔ یہاں حکم یہ ہوا ہے کہ یایھا الذین امنوا صلّوا علیه وسلموا تسلیما اے ایمان والو اپنے نبی پر درود سلام بھیجو اللھم صل وسلم و بارك علیه و علی اله وصحبه ابدا اور یہ حکم وجوباً خواہ استحباباً ہر بار نام اقدس سننے یا زبان سے لینے یا قلم سے لکھنے پر ہے تحریر میں اس کی بجا آوری نام اقدس کے ساتھ ﷺ لکھنے میں تھی اسے بدل کر صعلم صللم ء م کرلیا جو کچھ معنے ہی نہیں رکھتا اس پر نزولِ عذاب کا خوف نہیں کرتے والعیاذ باللہ رب العلمین۔ یہ تو محل درود ہے جس کی عظمت اس حد پر ہے کہ اس کی تخفیف میں پہلوئے کفر موجود ہے اس سے اتر کر صحابہ و اولیاء رضی اللہ عنہم کے اسمائے طیبہ کے ساتھ رضی اللہ عنہ کی جگہ "[1] لکھنے کو علمائے کرام نے مکروہ و باعث محرومی بتایا سید علامہ طحطاوی فرماتے ہیں یکرہ الرمز بالترضی بالکتابة بل یکتب ذالك کلهٗ بکماله امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں و من اغفل ھذا حرم خیرا عظیما و فوت فضلا جسیما جو اس سے غافل ہوا خیر عظیم سے محروم رہا اور بڑا فضل اس سے فوت ہوا والعیاذ باللہ تعالیٰ یونہی قدس سرہ یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ ق یا رح لکھنا حماقت و حرمان برکت ہے ایسی باتوں سے احتراز چاہیے اللہ تعالیٰ توفیق خیر عطا فرمائے آمین۔

---

[1] لکھتے ہیں رضی اللہ عنہ کا اختصار لکھنا مکروہ ہے بلکہ تمام و کمال لکھے ۱۲

مسئلہ ۴۶ و ۴۷: یہ ابیات صحیح ہیں یا نہیں۔

روبرو احمد کے ہم کو خوش وسیلہ آج تم ہو
خادموں میں ہم کو سمجھو المدد یا عبد القادر
تم شب معراج آ کر دوش پر پائے پیمبر
لے چڑھے عرشِ بریں پر المدد یا عبد القادر

الجواب: پہلے دو شعر بہت اچھے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اذا سألتم اللہ حاجۃ فاسلوہ بی جب اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کے لیے دعا کرو تو میرا وسیلہ لیکر دعا مانگو اور فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ و من نادی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ جو کسی بےچینی میں مجھ سے فریاد کرے اس کی بےچینی دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لیکر پکارے وہ سختی زائل ہو۔ یہ دونوں ارشاد امام اجل یکتا ابوالحسن علی قدس سرہ نے بہجۃ الاسرار شریف اور دیگر اکابر ائمہ وعلما نے اپنی تصانیف میں روایت کیے۔ واللہ الحمد۔

اور پچھلے شعروں میں غلطی ہے تفریح الخاطر وغیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دوشِ مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا نہ یہ کہ حضور غوثیت پائے اقدس کندھے پر لے کر شب معراج خود عرش پر گئے شاعر اگر یوں کہتا مطابق روایت مذکور ہوتا۔

تھا تمہارا دوشِ اطہر زینہ پائے پیمبر
جب گئے عرش بریں پر المدد یا عبدِ قادر

یہ دونوں صورتوں کا شامل ہے جب گئے یعنی جس وقت یا جس شب کہ اس میں پہلی صورت بھی داخل اور اگر ترجیع کا مصرعہ یوں ہوتا تو اور بہتر تھا ع المدد یا غوث اعظم کہ خالی نام پاک کے ساتھ ندا بھی نہ ہوتی اور تقطیع سے لام بھی نہ گرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۸: بعض جگہ اس ملک افریقہ میں یہ رواج ہے کہ لڑکی کے ماں باپ دس یا بیس

جانور یا ان کی قیمت لے کر لڑکی اس شخص کے حوالے کرتے ہیں یہ ایک عام رواج ہو گیا ہے اور وہ لڑکی کے ماں باپ مسلمان ہیں اور بعض کافر بھی ہیں آیا زید اس لڑکی سے نکاح پڑھائیگا یا نہیں۔ زید کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ یہ لڑکی باندی ہوئی جیسا کہ خریدی گئی ہے اس سے نکاح پڑھنے کی ضرورت نہیں کیا زید کا قول حق پر ہے یا برخلاف شرع اور اگر بغیر نکاح کے گھر میں رکھا تو جو اولاد ہوگی وہ ولدالزنا ہوگی یا نہیں اور یہاں کچھ باندی غلام خرید ے جاتے نہیں ہیں۔ ایک رواج ہو گیا ہے جیسے ملک ہند میں ہندو لوگ لڑکی کے دو ہزار یا زیادہ لیتے ہیں اس طرح سے یہاں بھی ایک رواج ہے۔

الجواب: زید غلط کہتا ہے اوّل تو اس کا رد وہی ہے جس کی طرف سوال میں اشارہ ہے کہ اس سے بیع مقصود نہیں ہوتی نہ وہ یہ کہتے ہیں کہ لڑکی اتنے کو بیچی نہ یہ کہتا ہے خریدی نہ وہاں باندی غلام بکتے ہیں بلکہ یہ ایک رسم ہے کہ لڑکی دینے والے کو اس کے صلہ میں اتنا دیا جائے جیسا یہاں بعض ٹھاکر وغیرہ مشرکین میں معمول ہے ثانیاً بالفرض اگر یہ خرید و فروخت قرار پائے بلکہ خاص بقصد بیع صراحۃً فروختم و خریدم کہیں اور وہ کفار بھی حربی ہوں جب بھی وہ کنیز شرعی نہیں ہو سکتی نہ کسی طرح بے نکاح حلال ہو کہ آزاد کی بیع باطل ہے اور باطل کے لئے کوئی اثر نہیں اگر بے نکاح رکھا زنا ہوگا اور اولاد ولدالزنا اشباہ میں ہے[۱] **الحُرُّ لَایَدْخُلُ تحت الید** ہدایہ میں ہے۔[۲] **بیع المیتة والدم والحر باطل لانها لیست اموالا فلا تکون محلا للبیع** اسی میں ہے[۳] **والباطل لا یفیدملك التصرف** ظہیریہ میں ہے[۴] **اهل الحرب احرار** ردالمحتار میں ہے[۵] **ارقاء بعد الاستیلاء علیهم اما قبله فاحرار لمافی الظهریة و فی المحیط دلیل علیه** **مفتیه المفتی** پھر **نهر الفائق** پھر ابن عابدین میں ہے۔[۶] **باع الحربی هناك ولده من مسلم لا یجوز ولو دخل دار نا بامان مع ولده فباع الولد**

---

[۱] ترجمہ آزاد پر کسی کا قبضہ نہیں ہوتا [۲] ترجمہ مردار اور خون اور آزاد کی بیع باطل ہے کہ یہ مال نہیں تو بک نہیں سکتے [۳] ترجمہ باطل سے تصرف کا اختیار حاصل نہیں ہوتا [۴] ترجمہ حربی کافر بھی آزاد ہیں [۵] ترجمہ حربی بعد استیلا غلام ہوں گے اس سے پہلے آزاد ہیں جیسا کہ ظہیریہ میں ہے اور محیط میں اس پر دلیل ہے۔ [۶] ترجمہ حربی کافر بھی اگر دار حرب میں اپنا بچہ مسلمان کے ہاتھ بیچے جب بھی یہ بیع جائز نہیں اور اگر وہ دارالاسلام میں اپنے بچہ کے ساتھ آ کر یہاں اسے بیچے تو بلا جماع وہ بیع ناجائز ہے ۱۲

لا یجوز فی الروایات والوالجیہ پھر طحطاوی پھر شامی میں ہے [۱] لان فی جازۃ بیع الولد نقض امانہ ہاں اگر وہ کافر حربی ہوتا اور غیر اسلامی شہر میں مسلمان کے ہاتھ اپنی اولاد بیچتا اور مسلمان اسے قہر و غلبہ کے ساتھ اسلامی سلطنت میں لے آتا جہاں کفار کے قبضہ سے بالکل نکل جاتا تو شرعاً مالک سمجھا جاتا نہ اس بیع کے سبب بلکہ سبب عام کے باعث محیط و جامع الرموز و در منتقی و ردالمحتار میں ہے [۲] دخل دار ھم مسلم بامان ثم اشتری من احدھم ابنہ ثم اخرجَہٗ الی دار نا قھرا ملکہ و ھل یملکہ فی دارھم خلاف والصحیح لا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۴۹: زید نے اگر ایک عورت سے نکاح کیا اس شرط سے ۵ روپے کے مہر اور مدت دو یا تین برس کی اس شرط سے نکاح جائز ہے اور اگر جائز ہے تو اس مدت پر مہر دینے پڑے کا یا نہیں اور اس ٹائم پر طلاق ہو جائیگی یا نہیں اگر زیادہ ٹائم میں اس عورت کو رکھنا چاہے تو پھر نکاح پڑھنا پڑے گا یا نہیں۔

الجواب: جس نکاح میں کسی مدت کی قید لگادی جائے مثلاً مرد کہے میں تجھے دو برس یا دس برس یا ایک دن کے لئے نکاح میں لایا عورت کہے میں نے قبول کیا یا مثلاً عورت کسی مسافر سے کہے جب تک تیرا یہاں رہنا ہو اس مدت کے لئے میں نے تجھ سے نکاح کیا مرد قبول کرے تو ان صورتوں میں وہ نکاح باطل و فاسد و واجب الفسخ ہے ان مرد و عورت پر فرض ہے۔ کہ فوراً جدا ہو جائیں وہ جدا نہ ہوں اور حاکم کو اطلاع ہو تو وہ جبراً جدا کر دے پھر اگر جماع سے پہلے جدا ہوئے تو مہر نہیں ورنہ ایسی عورت کا جو مہر مثل ہوا تنا دینا آئیگا لیکن جو بندھا تھا اس سے زیادہ نہ دیا جائے گا یعنی مثلاً پچاس روپے مہر بندھا اور اس کا مہر مثل اس قید یا اس سے کتنا ہی زائد ہے تو پچاس ہی دیے جائیں گے اور اگر مہر مثل پچاس سے کم ہے تو جتنا مہر مثل ہے وہی دیا جائے گا اگرچہ تین ہی روپے ہو پچاس پورے نہ کیئے جائیں گے طلاق نکاح صحیح میں ہوتی ہے اس میں فسخ واجب ہے طلاق کا لفظ کہے گا جب بھی فسخ ہی ہوگا

---

[۱] ترجمہ اس لئے کہ اس نے جو اپنا بچہ بیچا اگر ہم اس بیع کو جائز رکھیں تو اس کی پناہ ٹوٹ جائے [۲] مسلمان دار حرب میں پناہ لے کر گیا پھر وہاں کسی کافر کا بچہ اس سے خرید کر زبردستی دار الاسلام میں لے آیا تو اس کا مالک ہو جائیگا اور دار الحرب میں بھی اس کا مالک ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نہ ہوگا۔

اور وہ فوراً فوراً واجب ہے اور جب تک نہ کر لے واجب ہی رہے گا چاہے جس میعاد تک کے لیے نکاح کیا ہے نہ آئے یا آئے یا گزر جائے میعاد آنے پر بھی آپ سے آپ فسخ نہ ہو جائے گا اس نکاح کو چھوڑ کر بروجہ صحیح نکاح جب چاہیں کر سکتے ہیں میعاد سے پہلے خواہ بعد۔ بغیر اس کے حرام سے باہر نہ ہوں گے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ نفس عقد نکاح میں ایک مدت تک کی قید مذکور ہو اور اگر نکاح بے قید مدت کیا اور دل میں یہ ہے کہ اتنے دنوں کیلئے کرتا ہوں پھر چھوڑ دوں گا یا عقد نکاح میں ایک مدت کے بعد طلاق دینے کی شرط لگائی مثلاً تجھ سے نکاہ کیا اس شرط پر کہ اتنے دنوں بعد طلاق دیدوں گا یا پہلے باہم گفتگو ہوئی تھی کہ اتنے دنوں کے لئے نکاح کر لیں پھر نکاح مطلق بلا قید کیا تو ان سب صورتوں میں وہ نکاح صحیح ہوا اور نفس نکاح سے مہر جتنا بندھا ہے ذمہ شوہر پر آیا اور اس وقت آنے پر طلاق نہ ہو گی جب تک نہ دے گا اور اس میعاد کے بعد عورت کو ہمیشہ اسی پہلے نکاح پر رکھ سکتا ہے۔ درمختار میں ہے[1] بطل النکاح متعه وموقت وان جهلت المدة اوطالت فی الاصح ولیس منه مالو نکحها علی ان یطلقها بعد شهرا ونوی مکثه معها مدة معینة ہدایہ میں ہے النکاح[2] الموقت باطل وقال زفر صحیح لازم لان النکاح لا یبطل بالشروط الفاسدة ولنا انه اتی بمعنی المتعة والعبرة فی العقود للمعانی مجتبیٰ پھر بحر پھر ردالمحتار میں ہے[3] کل نکاح اختلف العلماء فی جوازه کالنکاح بلا شهود فالدخول فیه موجب للعدة درمختار میں ہے[4] یجب مهر المثل فی نکاح فاسد بالوطء فی القبل لا بغیره کالخلوة لحرمة وطئها ولم یزدعلی المسمی لرضا ها بالحط ولو کان دون المسمی

[1] ترجمہ متعہ باطل ہے یونہی جو نکاح ایک وقت تک کی شرط سے کیا جائے درست نہیں اگرچہ وہ کوئی معین مدت نہ ہو جب بھی صحیح یہی ہے کہ صحیح نہیں اور اگر اس شرط پر نکاح مثلاً ایک مہینے بعد اسے طلاق دے دوں گا یا دل میں یہ نیت ہے کہ اتنی مدت تک کیلئے نکاح کرتا ہوں تو ہرج نہیں [2] ترجمہ ایک وقت کی شرط کا نکاح فاسد ہے اور امام زفر نے کہا صحیح ولازم ہے اس لئے کہ نکاح فاسد شرطوں سے فاسد نہیں ہوتا اور ہمارے امام کی یہ دلیل ہے کہ جب اس نے ایک مدت تک کی شرط سے نکاح کیا تو یہی مضمون متعہ ہے اور عقدوں میں معنے ہی کا اعتبار ہے تو گویا اس نے متعہ کیا اور متعہ باطل ہے [3] ترجمہ ہر وہ نکاح جس کے جواز میں اماموں کا خلاف ہو جیسے بے گواہوں کے نکاح اس میں وطی واقع ہونے سے عدت واجب ہو جائے گی [4] ترجمہ نکاح فاسد میں مہر مثل واجب ہوتا ہے نہ صرف خلوت وغیرہ مثل بوس وکنار سے بلکہ خاص فرج میں داخل کرنے سے اس لئے کہ اس کی صحبت حرام ہے اور وہ مہر مثل باندھے ہوئے مہر سے زیادہ نہ دلایا جائے گا کہ زیادتی ساقط کرنے پر عورت خود راضی ہو چکی اور اگر مہر مثل باندھے ہوئے مہر سے کم ہے تو صرف مہر مثل دلائیں گے کہ عقد فاسد ہونے کے سبب مقدار مہر کا جو تعین اس میں ہوا تھا وہ بھی فاسد ہے اور مرد وعورت ہر ایک کو اس کے فسخ کرنے کا اختیار ہے اور وہ فسخ نہ کریں تو قاضی پر واجب ہے کہ انہیں جدا کرے اور اگر وطی کر چکا ہے تو عدت اس وقت سے واجب ہو گی جب حاکم ان کو جدا کر دے یا شوہر عورت کو چھوڑ دے۔

لزم مهر المثل لفساد التسمية بفساد العقد و يثبت لكل منهما فسخه و يجب على القاضي التفريق بينهما و تجب العدة بعد الوطء من وقت التفريق اومتاركة الزوج والله تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۰: ایک کافرہ عورت ایمان لائی اور اس کا باپ کافر ہے اب عقد نکاح باندھتے وقت اس کافر باپ کا نام لیا جائے گا دوسرے کوئی شخص کو اس عورت کا باپ مقرر کیا جائے گا یا سیدنا آدم علیہ السلام کا نام لیا جائے گا مثلاً فلاں بنت آدم کہا جائے گا کیونکہ ہر ایک کے باپ تو یہی ہیں۔

الجواب: اگر عورت مجلس نکاح میں حاضر ہے اور عقد نکاح میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا مثلاً ناکح نے کہا میں اس عورت کو اتنے مہر پر اپنے نکاح میں لایا عورت یا اس کے وکیل یا ولی مثلاً اس کے مسلمان بھائی نے قبول کیا یا عورت کے وکیل یا ولی نے ناکح سے کہا میں نے یہ عورت اتنے مہر پر تیرے نکاح میں دی اس نے کہا میں نے قبول کی اس صورت میں تو عورت کے نام لینے کی حاجت ہی نہیں جیسے خود بالمشافہہ عورت ایجاب وقبول کرے مثلاً شوہر یا اس کا وکیل یا ولی عورت سے کہے میں تجھے اپنے یا فلاں بن فلاں کے نکاح میں لایا عورت نے قبول کیا یا عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو تیرے یا فلان بن فلاں بن فلاں کے نکاح میں دیا شوہر یا وکیل یا ولی شوہر نے قبول کیا کہ ضمیر مخاطب یا متکلم کے ساتھ نام کی حاجت نہیں ہوتی اور اگر ان سب صورتوں میں عورت کے باپ یا خود عورت کا بھی محض غلط نام لیا جائے جب بھی نکاح میں فرق نہیں آتا اسی عورت متکلمہ یا مخاطبہ یا مشار الیہا کے ساتھ نکاح ہوگا مثلاً عورت لیلیٰ بنت زید بن عمرو ہے ناکح نے اس سے کہا تو کہ سلمے بنت بکر بن خالد ہے میں تجھے اپنے نکاح میں لایا لیلے یا وکیل یا ولی نے قبول کیا یا لیلے نے کہا میں کہ سعیدہ بنت سعید بن مسعود ہوں میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا ناکح نے قبول کیا یا لیلے جلسہ میں حاضر تھی وکیل خواہ ولی نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا اس عورت حمیدہ بنت حمید بن محمود کو میں نے تیرے نکاح میں دیا یا ناکح نے کہا اس عورت رشیدہ بنت رشید بن قاسم کو میں اپنے نکاح میں لایا دوسری طرف سے قبول ہوا ان تمام

صورتوں میں لیلیٰ ہی سے نکاح ہو گیا اگر چہ اس کے اور اس کے باپ دادا سب کے نام غلط لیے گئے۔ ہاں اگر نہ عورت سے خطاب ہو نہ عورت خود متکلم نہ اس کی طرف بحالت حاضری مجلس اشارہ ہو تو اب البتہ اسے معین کرنے کی ضرورت ہوگی اور تعیین غالباً اس کے اور اس کے باپ دادا کے نام سے ہوتی ہے جہاں صرف باپ کے نام سے تمیز کامل ہو جائے دادا کا نام ضروری نہیں ورنہ ضرور ہے اس صورت میں لازم ہے کہ اس کے انہیں باپ دادا کا نام لیا جائے جن سے وہ پیدا ہے دوسرے کا نام لیا یا بنت آدم بلا تعیین کہا تو نکاح نہ ہوگا اس کے باپ دادا کا فر ہونا نکاح کے وقت ان کی طرف نسبت نسبت سے مانع نہیں جیسے سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ کو ابن ابی جہل ہی کہا جاتا ہے اگر چہ وہ نہایت اخبث کافر عدو اللہ تھا اور یہ جلیل القدر صحابی سردار لشکر اسلام انہیں کے سبب حضور اقدس ﷺ نے جنت میں ابو جہل کے لیے ایک خوشہ انگور ملاحظہ فرمایا اور اس پر تعجب ہوا کہ جنت سے ابو جہل کو کیا نسبت جس کی تعبیر عکرمہ رضی اللہ عنہ ہوئے بلکہ عمر بن خطاب و عثمان بن عفان و علی بن ابی طالب ہی کہتے ہیں رضی اللہ عنہم اگر چہ خطاب و عفان و ابو طالب مسلمان نہ تھے یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی تنویر الابصار و درمختار میں ہے (1) غلط وکیلھا بالنکاح فی اسم ابیھا بغیر حضور ھالم یصح) للجھالۃ وکذالو غلط فی اسم بنتہ الا اذا کانت حاضرۃ واشار الیھا فیصح ردالمحتار میں ہے (2) لان الغائب یشترط ذکر اسمھا اسم ابیھا وجدھا واذا عرفھا الشھود یکفی ذکر اسمھا فقط لان ذکر الاسم وحدہ لایصرفھا عن المراد الی غیرہ بخلاف ذکر الاسم منسوبا الی اب اخر فان فاطمۃ بنت احمد لا تصدق علی فاطمۃ بنت محمد

---

(1) ترجمہ عورت جلسہ نکاح میں حاضر نہیں اور وکیل نے اس کے باپ کے نام میں غلطی کی نکاح نہ ہوگا کہ عورت مجہول رہی یونہی اگر عورت کے نام میں غلطی کرے ہاں اگر عورت حاضر ہو اور اس کی طرف اشارہ کیا تو صحیح ہے (2) اس لئے کہ جب عورت جلسۂ نکاح میں حاضر نہ ہو تو اس کا اور اس کے باپ دادا کا نام لینا شرط نکاح ہے وہاں اگر گواہ عورت کے نام ہی سے پہچان لیں تو یہی کافی ہے کہ اس سے نکاح دوسری عورت کی طرف تو نہ پھرے گا بخلاف اس کے کہ باپ کا نام بدل گیا کہ فاطمہ بنت محمد یہ فاطمہ بنت احمد صادق نہیں یونہی اگر عورت کے نام میں غلطی کی ہاں اگر عورت حاضر ہو اور اس کی طرف اشارہ کیا جائے تو اگر چہ اس کے باپ کے نام میں غلطی ہو جائے کچھ نقصان نہیں کہ اشارہ کرنے سے جو پہچان حاصل ہوتی ہے وہ اس سے قوی ہے جو نام لینے سے ہو کہ یہ نام دوسری عورت کا بھی ہوگا لہٰذا اشارہ کے ساتھ نام کا کچھ اعتبار نہیں جیسے نماز میں یوں نیت کرے کہ اس امام زید کے پیچھے اور وہ واقع میں عمرو ہو نماز ہو جائے گی۔

و کذ ایقال فیما لو غلط فی اسمہا الا اذا کانت حاضرۃ فانہا لو کانت مشار الیہا و غلط فی اسم ابیہا واسمہا لا یضرلان تعریف الاشارۃ الحسیۃ اقوی من التسمیۃ لما فی التسمیۃ من الاشتراک العارض فتلغوا لتسمیۃ عندھا کما لو قال اقتدیت بزید ھذا فاذا ھو عمر و فانہ یصح واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۱: اگر نوشہ حنفی مذہب ہے اور شاہد اگر ایک شافعی مذہب کا ہو تو نکاح درست ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ نہیں جو نوشہ حنفی مذہب کا ہے تو وکیل۔ و گواہ ہر ایک حنفی مذہب سے ہونا چاہیے یہ مسئلہ کس طرح ہے۔

الجواب: زید جاہل ہے دل سے مسئلہ گڑھتا ہے حنفی کا نکاح ہو جائے گا اگرچہ وکیل و گواہ اور قاضی وولی وزوجہ سب کے سب شافعی یا مالکی یا حنبلی یا مختلف ہوں یعنی ان میں کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی یوہیں ان تینوں مذہب والوں کا نکاح صحیح ہے اگرچہ باقی لوگ دوسرے تین مذہب کے ہوں چاروں مذہب والے حقیقی عینی بھائی ہیں ان کی ماں شریعت مطہرہ اور ان کا باپ اسلام طحطاوی علی الدر المختار میں ہے ھذہ الطائفۃ الناجیہ قد اجتمعت الیوم فی مذاھب اربعۃ وھم لحنفیون والمالکیون والشافعیون الحنبلیون رحمھم اللہ تعالٰی و من کان خارجا عن ھذہ الا ربعۃ فی ھذا الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار نجات پانے والا گروہ چار مذہب حنفی مالکی شافعی حنبلی میں جمع ہے اب جو ان چاروں سے خارج ہے وہ بدعتی جہنمی ہے بلکہ مسلمان عورت کے نکاح میں گواہ اگر بد مذہب بھی ہوں مثلاً تفضیلی جب بھی نکاح میں خلل نہیں ہاں سب گواہ ایسے بد مذہب ہوئے جن کی ضلالت کفر و ارتدا کو پہنچی ہوئی ہے جیسے وہابی رافضی دیوبندی نیچری غیر مقلد قادیانی چکڑالوی تو البتہ نکاح نہ ہوگا کہ زن مسلمہ کے نکاح میں دو مسلمان گواہ شرط ہیں اور اگر مسلمان کسی کتابیہ کافرہ سے نکاح کرے تو وہاں دو کافروں کا گواہ ہونا بھی بس ہے اور وکیل کا تو مسلمان ہونا بھی کسی حالت میں شرط نہیں نہ کر خاص حنفی ہونا درمختار میں ہے شرط[1] حضور شاہدین مسلمین لنکاح مسلمۃ ولو

[1] ترجمہ نکاح کی شرط ہے کہ دو گواہ حاضر ہوں اور اگر مسلمان عورت کا نکاح ہے تو لازم ہے کہ دونوں گواہ مسلمان ہوں اگرچہ فاسق ہوں اور اگر مسلمان کسی کتابیہ ذمیہ سے دو ذمی کافروں کے سامنے کرے تو جائز ہے اگرچہ ان گواہوں کا مذہب عورت کے مذہب کے خلاف ہو

فاسقین وصح نکاح مسلم ذمیۃ عند زمیین ولو مخالفین لدینھا بدائع میں ہے[1] تجوز وکالۃ المرتد بأن وکل مسلم مرتد اوکذا لوکان مسلما وقت التوکیل ثم ارتدفھو علی وکالتہ الاان یلحق بدارالحرب فتطل وکالتہ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۲: اگر زید نماز فرض پڑھتا ہے اور ایک نماز میں دو واجب ترک ہوں مثلاً عصر کے فرض پڑھتا ہے اور اول واجب ترک ہوا جہر سے قراءت پڑھ لی اور دوسرا واجب قعدہ اولیٰ میں بعد عبدہ رسولہ کے درود ابراہیم پڑھا اس صورت میں ایک سجدہ سہو کا دینے سے دونوں واجب ادا ہو جائیں گے یا نماز پھر دہرانا پڑے گی۔

الجواب: اگر ایک نماز میں دس واجب بھولے سے ترک ہوں تو سب کے لیے وہی دو سجدہ سہو کافی ہیں بحر الرائق میں ہے کہ[2] ترك جمیع واجبات الصلاۃ سھوا لایلزمہ الاسجدتان واللہ تعالٰی اعلم.

مسئلہ ۵۳: بعض نمازیوں کو بسبب کثرت نماز کے ناک یا پیشانی پر جو سیاہ داغ ہو جاتا ہے اس سے نمازی کو قبر میں اور حشر میں خداوند کریم جل جلالہ کی پاک رحمت کا حصہ ملتا ہے یا نہیں اور زید کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل میں بغض کا سیاہ داغ ہوتا ہے اس کی شامت سے اس کی ناک یا پیشانی پر کالا داغ ہو جاتا ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں

الجواب: اللہ عزوجل صحابہ کرام محمد رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں فرماتا ہے سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود ان کی نشانی ان کے چہروں میں ہے سجدے کے اثر سے صحابہ وتابعین سے اس نشانی کی تفسیر میں چار قول ماثور ہیں اوّل وہ نور کہ روز قیامت ان کے چہروں پر برکت سجدہ سے ہوگا یہ حضرت عبداللہ بن عباس وامام حسن بصری وعطیہ عوفی و خالد حنفی ومقاتل بن حیان سے ہے دوم خشوع وخضوع وروش نیک جس کے آثار صالحین کے چہروں پر دنیا ہی میں بے تصنع ظاہر ہوتے ہیں یہ حضرت عبداللہ بن عباس وامام مجاہد سے ہے سوم چہرے کی زردی کہ قیام اللیل وشب بیداری میں پیدا ہوتی ہے یہ امام حسن

---

[1] ترجمہ مرتد کی وکالت جائز ہے کہ مسلمان کسی مرتد کو وکیل کرے یونہی اگر وکیل کرتے وقت مسلمان تھا پھر مرتد ہو گیا تو وکالت باقی رہے گی مگر جبکہ دارحرب کو چلا جائے کہ اب اس کی وکالت باطل ہو جائے گی [2] ترجمہ اگر بھول کر تمام واجب یک لخت چھوڑ دیا تو وہی دو سجدے واجب ہوں گے۔

بصری وضحاک وعکرمہ وشمر بن عطیہ سے ہے چہارم وضو کی تری اور خاک کا اثر کہ زمین پر سجدہ کرنے سے ماتھے اور ناک پر مٹی لگ جاتی ہے یہ امام سعید بن جبیر وعکرمہ سے ہے۔ ان میں پہلے دو قول اقوٰی واقدام ہیں کہ دونوں خود حضور سید عالم ﷺ کی حدیث سے مروی ہیں اور سب سے قوی ومقدم پہلا قول ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے ارشاد سے بسند حسن ثابت ہے[1] رواہ الطبرانی فی معجمیہ الاوسط والصغیر وابن مردویہ عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی قولہ عزوجل سیما ھم فی وجوھم من اثر السجود قال النور یوم القیمۃ ولہٰذا امام جلال الدین محلی نے جلالین میں اسی پر اقتصار کیا اقول سوم میں قدرے ضعف ہے کہ وہ اثر بیداری ہے نہ اثر سجود ہاں بیداری بغرض سجود ہے اور چہارم سب سے ضعیف تر ہے وضو کا پانی اثر سجود نہیں اور مٹی بعد نماز چھڑا دینے کا حکم ہے یہ سیما و نشانی ہوتی تو زائل نہ کی جاتی امید ہے کہ سعید بن جبیر سے اس کا ثبوت نہ ہو بہرحال یہ سیاہ دھبہ کہ بعض کے ماتھے پر کثرت سجود سے پڑتا ہے تفاسیر ماثورہ میں اس کا پتا نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس وسائب بن یزید ومجاہد رضی اللہ عنہم سے اس کا انکار ماثور۔ طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے سنن میں حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہیں سائب بن یزید رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھا ایک شخص آیا جس کے چہرہ پر سجدہ کا داغ تھا سائب رضی اللہ عنہ نے فرمایا لقد افسدھذا وجھہ اما واللہ ما ھی السیما التی سمی اللہ ولقد صلیت علی وجھی منذ ثمانین سنۃ ما اثر السجود بین عینی بیشک اس شخص نے اپنا چہرہ بگاڑ لیا۔ سنتے ہو خدا کی قسم یہ وہ نشانی نہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے میں اسی برس سے نماز پڑھتا ہوں میرے ماتھے پر داغ نہ ہو۔ سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن نصر وابن جریر نے مجاہد سے روایت کی اور یہ سیاق اخیر ہے حدثنا ابن حمید ثنا جریر عن منصور عن مجاھد فی قولہ تعالٰی سیماھم فی وجوھھم مِن اثر السجود قال ھو الخشوع فقلت ھو اثر السجود فقال انہ یکون بین

---

[1] ترجمہ اسے طبرانی نے معجم اوسط وصغیر میں اور ابن مردویہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نشان سجود کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت کے دن ان کے چہروں کا نور مراد ہے۔ ۱۲

یحنیه مثل رکبة العنز وھو کما شاء الله یعنی منصور بن المعتمر کہتے ہیں امام مجاہد نے فرمایا اس نشانی سے خشوع مراد ہے میں نے کہا بلکہ داغ جو سجدے سے پڑتا ہے فرمایا ایک کے ماتھے پر اتنا بڑا داغ ہوتا ہے جیسے بکری کا گھٹنا اور وہ باطن میں ویسا ہے جیسی اس کے لیے خدا کی مشیت ہوئی یعنی یہ دھبہ تو منافق بھی ڈال سکتا ہے ابن جریر نے بطریق مجاہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا اما انه لیس بالذی ترون ولکنه سیما الاسلام و مجیته و سمته و خشوعه خبردار یہ وہ نہیں جو تم لوگ سمجھتے ہو بلکہ یہ اسلام کا نور اس کی خصلت اس کی روش اس کا خشوع ہو بلکہ تفسیر خطیب شربینی پھر فتوحات سلیمانیہ میں ہے قال البقاعي ولا یظن ان من السیما مالصنعه بعض المرائین من اثرھیأة سجود فی جبھتة فان ذلك من سیما الخوارج و عن ابن عباس عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم انه قال لا بعض الرجل واکرھه اذا رأیت بین عینیه اثر السجود یعنی یہ نشان سجدہ جو بعض ریاکار اپنے ماتھے پر بنا لیتے ہیں یہ اس نشانی سے نہیں یہ خارجیوں کی نشانی ہے اور ابن عباس سے روایت مرفوع آئی کہ میں آدمی کو دشمن و مکروہ رکھتا ہوں جبکہ اس کے ماتھے پر سجدہ دیکھتا ہوں۔ اقول اس روایت کا حال اللہ جانے اور بفرض ثبوت وہ اس پر محمول جو دکھاوے کیلئے ماتھے اور ناک کی مٹی نہ چھڑائے کہ لوگ جانیں یہ ساجدین سے ہے اور وہ انکار بھی سب اسی صورت ریا کی طرف راجع ورنہ کثرت سجود یقیناً محمود اور ماتھے پر اس سے نشان خود بن جانا نہ اس کا روکنا اس کی قدرت میں ہے نہ زائل کرنا نہ اس کی اس میں کوئی نیت فاسدہ ہے تو اس پر انکار نا متصور اور مذمت ناممکن بلکہ وہ من جانب اللہ اس کے عمل حسن کا نشان اس کے چہرے پر ہی تو زیر آیہ کریمہ سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود داخل ہو سکتا ہے کہ جو معنی فی نفسہ صحیح ہو اور اس پر دلالت لفظ مستقیم اسے معانی آیات قرآنیہ سے قرار لیں سکتے ہیں کما صرح به الامام حجة الاسلام و علیه درج عامة المفسرین الاعلام اب یہ نشان اسی محمود و مسعود نشانی میں داخل ہوگا جس کی تعریف اس آیت کریمہ میں ہے کہ بلاشبہ یہ امر جس طور پر ہم نے تقریر کی فی نفسہ عمل حسن سے ناشی اور اس کی نشانی اور الفاظ آیت کریمہ میں اس کی

گنجائش ہے لاجرم تفسیر نیشاپوری میں اسے بھی آیت میں برابر کا محتمل رکھا تفسیر کبیر میں اسے بھی تفسیر آیت میں ایک قول بتایا کشاف وارشاد العقل میں اسی پر اعتماد کیا بیضاوی نے اسی پر اقتصار کیا اور اس کے جائز بلکہ محمود ہونے کو اتنا بس ہے کہ سیدنا امام سجاد زین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضٰے رضی اللہ تعالٰی عنہم کی پیشانی نورانی پر سجدہ کا یہ نشان تھا مفاتیح الغیب میں ہے[1]

قوله تعالٰى سيماهم فيه وجهان احدهما ان ذلك يوم القيمه و ثانيهما ان ذلك في الدنيا وفيه وجهان احدهما ان المرادما يظهر في الجباه بسبب كثرة السجود الخ انوار التنزیل میں ہے[2] يريد اسمة التي تحدث في جباههم من كثرة السجود رغائب القرآن میں ہے[3] يجوز ان تكون العلامة امداً محسوسا وكان كل من علي بن الحسين زين العابدين و علي بن عبد الله بن عباس يقال له ذوالثفنات لان كثرة سجودهما احدثت في مواضع السجود منهما اشباه ثفنات البعيه والذى جاء في الحديث لاتعلبوا صوركم اى لاتخذ شوها و عن ابن عمر رضي الله تعالٰى عنهما انء رأى رجلا اثر في وجهه السجود فقال ان صورتك انفك ووجهك فلا تعلب وجهك ولا تشن صورتك محمول على التعمد رياء وسمعة ويجوز ان يكون امرا معنويا من البهاء والنور کشاف میں ہے[4] المراد بها السمة التي تحدث في جبهة السجاد من

---

[1] ترجمہ اس علامت میں دو تفسیریں ہیں ایک یہ کہ قیامت میں ہوگی دوسری یہ کہ دنیا میں ہے اور اس خیر میں دو تفسیریں ہیں ایک یہ کہ مراد وہ اثر ہے جو کثرت سجدہ سے پیشانیوں پر ظاہر ہوتا ہے [2] ترجمہ وہ داغ مراد ہے جو ان کی پیشانیوں میں کثرت سجدہ سے ہو [3] ترجمہ یہ جو علامت سجدہ کہ آیت میں ذکر فرمائی جائز ہے کہ امر محسوس ہو امام علی بن حسین زین العابدین وحضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم دونوں کو گھٹے والے کہا جاتا کہ کثرت سجدہ سے دونوں صاحبوں کی پیشانی وغیرہ مواضع سجود پر گھٹے پڑ گئے تھے اور وہ جو حدیث میں آیا کہ اپنی صورتیں داغی نہ کرو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے چہرے (یعنی ناک) پر سجدے کا نشان ہوگیا تھا اس سے فرمایا تیرے ناک اور مونھہ تیری صورت میں تو اپنا چہرہ داغی نہ کرو اور اپنی صورت قبیح نہ بنا یہ اس صورت پر محمول ہے کہ دکھاوے کیلئے قصداً گھٹی ڈالے اور جائز ہے کہ وہ علامت امر معنوی ہو یعنی صفا و نورانیت [4] ترجمہ اس نشانی سے داغ مراد ہے کہ کثیر السجدہ شخص کی پیشانی میں کثرت سجود سے پیدا ہوتا ہے اور وہ جو فرمایا کہ سجدے کے اثر سے یہ اس مراد کو واضح کرتا ہے یعنی اس تاثیر سے جو سجدہ سے پیدا ہوتی ہے اور دونوں علی امام علی بن حسین زید العابدین وحضرت علی بن عبداللہ بن عباس پدر خلفاء رضی اللہ تعالٰی عنہم گھٹے والے کہلاتے کہ کثرت سجود سے ان کی پیشانی وغیرہ واضع سجود پر گھٹے پڑ گئے تھے اور یونہی امام سعید بن جبیر سے اسکی تفسیر مروی ہے کہ وہ چہرہ پر نشان ہے۔ اب اگر تو کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تو حدیث یہ آئی کہ اپنی صورتیں داغی نہ کرو (بقیہ اگلے صفحہ پر)

كثرةِ السجود و قوله تعالٰى من اثر السجود يفسرها اى من التاثير الذى يؤثره السجود وكأن كل من العليين على بن الحسين زين العابدين وعلى بن عبد الله بن عباس ابى الاملاك يقال له والتفنات لا ن كثرة سجودهما احدثت فى مواقعه منهما اشباه ثفنات البعير وكذا عن سعيد بن جبير هى السمة فى الوجه فأن قلت فقد جاء عن النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم لا تعلبوا صوركم وعن ابن عمر رضى الله عنها انه راى رجلا قد اثر فى وجهه السجود فقال ان صورة وجهك انفك فلا تعلب وجهك ولا تشن صورتك قلت ذلك اذا اعتمد بجهته على الارض لتحدث فيه تلك السمته و ذلك رياء نفاق يستعاذ بالله منه و نحن فيما حدث فى جبهة السجاد الذى لا يسجد الاخالصا لوجه الله تعالٰى وَعَنْ بعض المتقدمين كنا نصلى فلا يرى بين اعيننا شىء ونرى احدنا الأنَ يصلى فيرى بين عينيه ركبة البعير فما ندرى اثقلت الارؤس ام خشنت الارض و انما ارا د بذلك من تعمد ذلك للنفاق تفسير علامه ابو السعود افندى میں ہے (سيما هم ۱) اى سمتهم (فى وُجُوْهِهِم) اى فى جباههم (من اثر السجود) اى من التاثير الذى يؤثره كثرة السجود وما روى من قوله صلى الله تعالٰى عليه وسلم لا تعلبوا صورك اى لا تسوها انما هوفيما اذا اعتمد بجهته على الارض ليحدث فيها تلك السمة و ذلك محض رياء و نفاق و الكلام فيما حدث فى جبهة السجاد الذى لا يسجد الاخالصا لوجه الله عزوجل و كان الامام زين العابدين و على بن عبد الله بن عباس رضى الله تعالٰى عنهم يقال لهما ذوالتفنات لما احدثت كثرة سجود هما فى مواقعه منهما

(بقیہ پچھلے صفحہ سے) اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے چہرہ پر داغ سجدہ دیکھ کر فرمایا کہ تیرے چہرے کے سو بھا تیری ناک ہے تو اپنا چہرہ داغی نہ کرو اور اپنی صورت نہ بگاڑ میں کہوں گا کہ یہ اس کے بارے میں ہے جو زمین پر پیشانی زور سے گھسیٹے تا کہ یہ داغ پیدا ہو جائے یہ ریا و نفاق ہے کہ اس سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگی جاتی ہے اور ہمارا کلام اس نشان میں ہے جو اس کثیر السجود کے چہرے میں خود پیدا ہوتا ہے خالص اللہ عزوجل ہی کیلئے سجدہ کرتا ہے اور بعض سلف نے کہا ہم نماز پڑھتے تو ہمارے ہاتھوں پر کچھ نشان نہ ہوتا اور ۱ اس کا خلاصہ ترجمہ وہی ہے جو عبارت کشاف کا تھا۔

اشباہ شننات البعیر قال قاتلھم دیار علی والحسین وجعفرہ و حمزۃ والسجاد ذی الثفنات نہایہ ومجمع البحار میں ہے [1] حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما انہ رأی رجلا بانفہ اثر السجود وقال لا تعلب صورتك یقال علیہ اذا وَسَمَہٗ المعنیٰ لا تؤثر فیھا بشدۃ اتکائك علی انفك فی السجود ناظر عین الغریبین ومجمع بحار الانوار میں ہے [2] ای لا تشینن صورتك بشدۃ انتحائك علی انفك بالجملہ زید کا قول باطل محض ہے اور امام زین العابدین وحضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے مبارک چہروں پر یہ نشان ہوتا اس کے قول کو اور بھی مردود کر رہا ہے اور ایک جماعت علما کے نزدیک آیہ کریمہ میں یہ مراد ہونا جس سے ظاہر کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بھی یہ نشان تھا اور یہ کہ اللہ عزوجل نے اس کی تعریف فرمائی اب تو قول زید کی شناعت کی کوئی حد نہ رکھے گا اقوال اور اس بارے میں تحقیق حکم یہ ہے کہ دکھاوے کے لیے قصداً یہ نشان پیدا کرنا حرام قطعی وگناہ کبیرہ ہے اور وہ نشان معاذ اللہ اس کے استحقاق جہنم کا نشان ہے جب تک توبہ نہ کرے اور اگر یہ نشان کثرت سجود سے خود پڑ گیا تو وہ سجدے اگر ریائی تھے تو فاعل جہنمی اور یہ نشان اگرچہ خود جرم سے پیدا ہو لہٰذا اسی ناریت کی نشانی اور اگر وہ سجدے خالصاً لوجہ اللہ تھے یہ اس نشان پڑنے سے خوش ہوا کہ لوگ مجھے عابد ساجد جانیں گے تو اب ریا آ گیا اور یہ نشان اس کے حق میں مذموم ہو گیا اور اگر اسے اس کی طرف کچھ التفات نہیں تو یہ نشان نشان محمود ہے اور ایک جماعت کے نزدیک آیہ کریمہ میں اس کی تعریف موجود ہے امید ہے کہ قبر میں ملائکہ کے لئے اس کے ایمان ونماز کی نشانی ہو اور روز قیامت یہ نشان آفتاب سے زیادہ نورانی ہو جبکہ عقیدہ مطابق اہل سنت وجماعت صحیح وحقانی ہو ورنہ بددین گمراہ کی کسی عبادت پر نظر نہیں ہوتی جیسا کہ ابن ماجہ وغیرہ کی احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یہی وہ دھبہ ہے جسے خارجیوں کی علامت کہا گیا۔ بالجملہ مذہب کا دھبہ مذموم اور سنی میں دونوں احتمال ہیں ریا ہو تو مذموم ورنہ محمود۔ اور کسی سنی پر ریا کی تہمت تراش لینا اس سے زیادہ مذموم ومردود کہ بدگمانی

---

[1] ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی ناک پر سجدہ کا داغ دیکھا فرمایا اپنی صورت داغی نہ کر یعنی سجدے میں ناک پر اتنا زور نہ دے کہ داغ پڑ جائے۔ [2] ترجمہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہ معنی ہیں کہ ناک پر بشدت زور ڈال کر اپنی صورت نہ بگاڑ لیں۔

سے بڑھ کر کوئی بات نہیں قالہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۴: زید ایمان مفصل سے بیان کرتا ہے امنت باللہ الخ بعد اپنا عقیدہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ زید اگر شرابی ہو زانی ہو حرام کھائے اور نماز ادا نہ کرے و روزے ماہ رمضان شریف کے نہ رکھے چوری کرے خدا اور رسول جل وعلا ﷺ کی نافرمانی کرے آخر سب کچھ نیک و بد کو والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتا ہے اور عمرو نے اس وہم شفیع کے رد میں قرآن عظیم کی آیتیں واحادیث پیش کیں اور حضور کی تصنیف کے رسالہ تمہید ایمان سے دلیل صفحہ ۲۸ شرح فقہ اکبر میں ہے فی المواقف لا یکفر اھل القبلۃ الا فیما فیہ انکار ما علم مجیئہ بالضرورۃ اوالمجمع علیہ کا ستحلال المحرمات اہ الخ۔ یعنی مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے گا مگر جب ضروریات دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علما جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہل قبلہ کی تکفیر روا نہیں اس سے نرا قبلہ کو مونھ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو بکتے ہیں کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی میں دھوکا ہو اللہ تعالیٰ نے انہیں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی وہی مراد ہے جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو مونھ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے یعنی جبکہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے۔

کیوں میاں والقدر خیرہ شرہٖ من اللہ تعالیٰ کا مطلب شراب پینے اور زنا کرنے وغیرہ کا گڑھنا کیا منافی ایمان نہیں۔

زید کہتا ہے کیا یہ کلام خدا جل وعلا کا والقد رخیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ جھوٹا ہے اس کا جواب حضور کی تصنیف کا رسالہ خالص الاعتقاد سے پوچھے صفحہ ۴ مثلاً اللہ عزوجل کے لئے ید وعین کا مسئلہ قال اللہ تعالیٰ ید اللہ فوق ایدیھم وقال اللہ تعالیٰ و لتصنع علی عینی ید ہاتھ کو کہتے ہیں عین آنکھ کو۔ اب جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ

آنکھ ہیں ایسے ہی جسم کے ٹکڑے اللہ عزوجل کے لیے وہ قطعاً کافر ہے اللہ عزوجل کا ایک یدوعین سے پاک ہونا ضروریات دین سے ہے اسی طرح والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالٰی پر ایمان لانا ضروریاتِ دین سے ہے اب زید کہتا ہے حدیث میں فرمایا ہے کہ جب بچہ ماں کے شکم میں حمل قرار پکڑتا ہے اس وقت اللہ عزوجل دو فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ اس کی تقدیر میں نیک و بد لکھ جو کچھ اس کی حیات سے لے کر موت تک کا خیر و شر ہے لکھا جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا کیسے مٹتا ہے اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ ہمارے جدامجد سیدنا آدم علیہ السلام کو رب عزوجل نے گیہوں کے دانے کھانے سے منع کیا تھا اور ان کی تقدیر میں لکھا تھا تو آپ بھول گئے اور دانے کھائے ماشاء اللہ انصاف کہاں گیہوں اور کہاں شراب پینا اور زنا کرنا وکتبہ ورسلہ کا تو حکم شروع میں آیا ہے کیا اسے چھوڑ دو گے اس کی سزا آخر تمہید ایمان سے بس ہے دیکھو صفحہ ۳۲ آیت ۲۸۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے افتؤمنون ببعض الکتب و تکفرون ببعض اھ الخ تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ حصے سے منکر ہو تو جو کوئی تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ نہیں مگر دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کی طرف پلٹے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے غافل نہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے عقبٰی بیچ کر دنیا خریدی تو نہ ان پر سے کبھی عذاب ہلکا ہو نہ ان کو مدد پہنچے ہاں اب اگر زید والقدر خیر و شرہ من اللہ تعالٰی کا مطلب کچھ گڑھے تو وہ دیوبندی و در بھنگی کی سی مکاریوں کی چال ہے جن کا بیان حضور کا یہاں کے رسالے پیکان جانگداز بر جان مکذبان بی نیاز میں نمبر ۲۱ سے نمبر ۳۹ تک ہے اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں میں کون برسر حق موافق عقیدہ سلف صالح اور کون بدمذہب اور جہنمی ہے۔

الجواب: یہ مکالمہ کہ سائل سلمہ نے لکھا اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ زید یا تو محرمات کو حلال جانتا ہے کہ سب کچھ من جانب اللہ ہے یا کم از کم ان کے ارتکاب پر الزام نہیں مانتا کہ سب تقدیر سے ہے عمر نے اس پر رد کیا کہ یہ ضروریات دین کا انکار ہے اور وہ کفر ہے زید نے والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالٰی سے حجت لی عمرو نے جواب دیا کہ مسئلہ قدر مثل

آیات متشابہات ہے کہ ایمان لانا فرض اور چون و چرا حرام۔ زید نے جاہلانہ پھر اسی نبشتہ تقدیر سے استناد کیا عمرو نے جواب دیا کہ اسی ایمان مفصل میں والقدر سے پہلے وکتبہ ورسلہ ہے کتابیں اور تمام رسول محرمات کو حرام اور مرتکب کو مستحق عذاب و مورد الزام بتارہے ہیں کیا ایمان مفصل کے ایک جملہ پر ایمان لائے گا اور دوسرے سے کفر کرے گا آگے وہ آیت پڑھی۔ صورت مذکورہ میں عمرو بر سر حق ہے اور اس کا عقیدہ موافق عقیدہ سلف صالح اور زید کا اگر وہی مطلب ہے تو وہ ضرور جہنمی بد مذہب ہے بلکہ اس کا وہ قول صریح کفر وارتداد ہے اور اس شبہہ ملعون کے کشف کو اتنا باذنہ تعالیٰ کافی کہ تقدیر نے کسی کو مجبور نہیں کردیا یہ سمجھنا محض جھوٹ اور ابلیس لعین کا دھوکا ہے کہ جیسا لکھدیا ہمیں ویسا ہی کرنا پڑتا ہے نہیں نہیں بلکہ لوگ جیسا کرنے والے تھے ویسا ہی ہر ایک کی نسبت لکھ لیا ہے لکھنا علم کے مطابق ہے اور علم معلوم کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ معلوم کو علم کے مطابق ہونا پڑے۔ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد زید زنا کرنے والا تھا اور عمرو نماز پڑھنے والا۔ مولیٰ عزوجل عالم الغیب والشہادہ ہے اس نے اپنے علم قدیم سے ان کی حالتوں کو جانا اور جو جیسا ہونے والا تھا ویسا لکھ لیا اگر پیدا ہوکر یہ اس کا عکس کرنے والے ہوتے کہ عمرو زنا کرتا اور زید نماز پڑھتا تو مولیٰ عزوجل ان کی یہی حالتیں جانتا اور یونہی لکھتا احمق جاہل مسخرگان شیطان اس لکھ لینے پر زبان درازی کرتے ہیں فرض کیجئے کچھ نہ لکھا جاتا تو اللہ عزوجل ازل میں تمام جہان کے تمام اعمال و افعال احوال و اقوال بلاشبہ جانتا تھا اور ممکن نہیں کہ اس کے علم کے خلاف واقع ہو اب کیا کوئی ذرا بھی دین و عقل رکھنے والا یہ کہے گا کہ اللہ نے جانا تھا کہ زید زنا کرے گا لہٰذا چار و نا چار زید کو مجبوری زنا کرنا پڑا۔ حاشا ہرگز یہ نہیں زید خود دیکھ رہا ہے کہ اپنی خواہش سے زنا کیا ہے کسی نے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجبور نہیں کیا۔ یہی اس کا بخواہش خود زنا کرنا عالم الغیب و الشہادہ کو ازل میں معلوم تھا جب اس علم نے اسے مجبور نہ کیا اسے تحریر میں لے آنا کیا مجبور کرسکتا ہے بلکہ اگر مجبور ہوجائے تو معاذ اللہ علم و نوشتہ غلط ہوجائے علم میں تو یہ تھا اور یہی لکھا گیا کہ یہ اپنی خواہش سے ارتکاب زنا کرے گا اگر اس لکھنے سے مجبور ہوجائے تو مجبورانہ زنا کیا نہ کہ اپنی خواہش سے تو علم و نوشتہ کے خلاف ہوا اور یہ محال ہے ولکن الظلمین بایت

الله یجحدون O والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵ تا ٦٠: زید کہتا ہے کہ اولیائے کرام کی زیارت کے لئے عورت کو جانا حرام ہے اور (۵٦) اولیائے کرام کی قبر کے پاس بچوں کے بال اتارنا حرام ہے (۵۷) اور چراغ جلانا (۵۹) اور تربت پر غلاف ڈالنا (٦٠) اور غیر خدا جل وعلا کو نذر چڑھانا حرام ہے چاہے نبی علیہ السلام ہوں چاہے اولیا رضی اللہ عنہم اور چند ابیات مجموعہ خط حرمین شریفین تالیف مولوی عبدالحی صاحب واعظ کا انیسواں خطبہ چند گناہ کبائر ومحرمات کے بیان میں صفحہ ۱۷۴

عورات عرس میں ہوں یا غیر عرس میں	نزدیک تربتوں کے بھی جانا حرام ہے
بچوں کے بال قبر پہ لا کے اتارنا	صندل بھی تربتوں پہ چڑھانا حرام ہے

اور اسی مجموعہ خطب صفحہ ۲۳۲ میں۔

نذر بھی غیر خدا کی ہے یقین شرک	غیر کی نذر کا کھانا بھی حرام اے اکرام

کیا یہ ابیات اہل سنت کے برخلاف ہیں یا نہیں اور حضور کا رسالہ برکات الامداد میں صفحہ ۳۱ خود امام الطائفہ میاں اسمعیل دہلوی کے بھاری پتھر کا کیا علاج وہ صراط مستقیم میں اپنے پیر جی کا حال لکھتے ہیں روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین وجناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشاں گردیدہ اسی میں ہے شخصیکہ در طریقہ قادریہ قصد بیعت میکند البتہ اور جناب حضرت غوث الاعظم اعتقادے عظیم بہم میرسد (الی قولہ) کہ خودرا از زمرہ غلامان آنجناب میشمارواہ ملخصا اسی میں ہے اولیائے عظام مثل حضرت غوث الاعظم وحضرت خواجہ بزرگ الی آخر یہی امام الطائفہ اپنی تقریر ذبیحہ مندرج مجموعہ زبدۃ النصائح میں لکھتے ہیں اگر شخصے بزے راخانہ پرور کند تا گوشت وخوب شود واو راذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ خواندہ نجوراند خللے نیست۔ ایمان سے کہیو غوث الاعظم کے یہی معنے ہوئے کہ سب سے بڑے فریادرس یا کچھ اور خدا جل وعلا کو ایک جانکر کہنا غوث الثقلین کا یہی ترجمہ ہوا کہ جن وبشر کے فریادرس یا کچھ اور۔ پھر یہ کیسا کھلا شرک تمہارا امام اور اس کا سارا خاندان بول رہا ہے قول کے سچے ہو تو ان سب کو بھی ذرا جی کڑا کر کے مشرک بے ایمان کہدو ورنہ شریعت وہابیہ کیا آپ کی خانگی ساخت ہے کہ فقط باہر

والوں کے لئے خاص ہے گھر والے سب اس سے مستثنیٰ ہیں۔

الجواب: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لعن اللہ زوارات القبور اللہ اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ زیارت قبور بکثرت کریں[1] والا احمد وابن ماجۃ والحاکم عن حسان بن ثابت والاولان والترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ ابوداؤد و ترمذی ونسائی وحاکم کے یہاں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لعن اللہ زائرات القبور ان عورتوں پر لعنت جو زیارت قبور کو جائیں اقول مگر اس کی سند ضعیف ہے اگرچہ ترمذی نے اس کی تحسین کی اس میں ابو صالح باذام ہے اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا میں تمہیں زیارت قبور سے منع کرتا تھا سنتے ہو ان کی زیارت کرو علما کو اختلاف ہوا کہ آیا اس اجازت بعد النہی میں عورت بھی داخل ہیں یا نہیں اصح یہ کہ داخل ہیں کما فی البحر الرائق مگر جوانیں ممنوع ہیں جیسے مساجد سے اور اگر تجدید حزن منظور ہو تو مطلقاً حرام اقول حدیث میں بالتخصیص عورتوں سے خطاب اس پر دلیل ہے کہ ان کے لئے تکثیر زیارت قبور میں حرج کثیر ہے اور اس خصوص پر ورود نسخ ثابت نہیں پھر قبور اقربا پر خصوصاً بحال قرب عہد ممات تجدید حزن لازم نسا ہے اور مزارات اولیائے کرام پر حاضری میں احدی الشناعتیں کا اندیشہ یا ترک ادب یا ادب میں افراط ناجائز تو سبیل اطلاق منع ہے ولہذا غنیۃ میں کراہت پر جزم فرمایا کہ[2] یستحب زیارۃ القبور للرجال وتکرہ للنساء لماقد مناہ اسی میں ہے فی کفایۃ الشعبی سئل القاضی عن جواز خروج النساء الی المقابر فقال لایسال عن الجواز والفساد فی مثل ھذا او انما یسأل عن مقدار مایلحقھا من اللعن فیہ واعلم انھا کلما قصدت الخروج کانت فی لعنۃ اللہ و ملائکتہ واذا خرجت تحفھا الشیاطین من کل جانب واذا اتت القبور یلعنھا روح المیت واذا رجعت کانت فی لعنۃ

---

[1] ترجمہ یہ حدیث احمد وابن ماجہ وحاکم نے حسان بن ثابت انصاری سے اور احمد وترمذی وابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے باذام ابو صالح تابعی ضعفہ البخاری وقال النسائی باذام لیس ثقۃ وقال ابن معین لیس بہ باس [2] قبروں کی زیارت مردوں کو مستحب اور عورتوں کو مکروہ ہے۔

اللہ ذکرہ فی التاتار خانیۃ یعنی کفایہ شعبی پھر تاتارخانیہ میں ہے امام قاضی سے سوال ہوا کیا عورتوں کا قبرستان کو جانا جائز ہے فرمایا ایسی بات میں جائز ناجائز نہیں پوچھتے یہ پوچھو کہ جائے گی تو اس پر کتنی لعنت ہوگی خبردار جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور جب گھر سے چلتی ہے سب طرف سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اسے لعنت کرتی ہے اور جب پلٹتی ہے اللہ کی لعنت ساتھ پھرتی ہے البتہ حاضری و خاکبوسی آستان عرش نشان سرکار اعظم ﷺ اعظم المندوبات بلکہ قریب واجبات ہے اس سے نہ روکیں گے اور تعدیل ادب سکھائیں گے۔ مسلک متقسط پھر ردالمختار میں ہے[٢] ھل تستحب زیارۃ قبرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم النساء اصحیح نعم بلا کراھۃ بشر وطھا کما صرح بہ بعض العلماء اما علی الاصح من مذھبنا وھو قول الکرخی وغیرہ من ان الرخصۃ فی زیارۃ القبور ثابتۃ للرجال والنساء جمیعا فلا اشکال واما علی غیرہ فکذلك نقول بالا ستحباب لا طلاق الاصحاب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

(٥٦) بچہ پیدا ہوتے ہی نہلا دھلا کر مزارات اولیائے کرام پر حاضر کیا جائے اس میں برکت ہے زمانہ اقدس میں مولود کو خدمت انور میں حاضر لاتے اور اب مدینہ طیبہ میں روضہ انور پر لیجاتے ہیں ابونعیم نے دلائل النبوت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی حضرت آمنہ والدہ ماجدہ حضور سید عالم ﷺ فرماتی ہیں جب حضور پیدا ہوئے ایک ابر آیا جس میں سے گھوڑوں اور پرندوں کے پروں کی آواز آتی تھی وہ میرے پاس سے حضور اقدس ﷺ کو لے گیا اور میں نے ایک منادی کو پکارتے سنا طوفوا بمحمد علی موالد النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کے مقامات ولادت میں لے جاؤ بال اتارنے سے اگر مقصود وہ ہے جس عقیقہ کے دن حکم ہے تو یہ ایک ناقص چیز کا ازالہ

---

[٢] ترجمہ صحیح یہ ہے کہ روضہ انور سید عالم ﷺ کی حاضری عورتوں کو بھی مستحب ہے مگر بشرائطہٖ آداب و اعتدال جس طرح بعض علما نے تصریح کی ہمارے مذہب اصح پر کیا امام کرخی وغیرہ کا قول ہے کہ زیارت قبور کی اجازت میں مرد وعورت سب داخل ہیں اس پر تو کوئی اشکال خود ہی نہیں اور دوسرے قول پر بھی روضہ انور کی حاضری عورتوں کو بھی ہم مستحب ہی کہتے ہیں کہ اصحاب نے حکم مطلق دیا ہے۔

ہے مزارات طیبہ پر لیجا کر کرنا کوئی معنے نہیں رکھنا بلکہ بال گھر پر دور کر کے لیجائیں پھر بھی اسے حرام کہنا دل سے نئی شریعت گڑھنا ہے اور اگر مقصود جو بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں پھر میعاد گزار کر مزار پر لیجا کر وہ بال اتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل و بدعت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۵۷) مزارات اولیائے کرام کے پاس ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لئے چراغ جلانا بلاشبہہ جائز و مستحسن ہے اسکی تفصیل جلیل ہماری کتاب ۳۴۔ طوانع النورفي حكم السرج على القبور اور ہمارے رسالہ بریق المنار بشموع المزار میں ہے امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدسنا اللہ بسرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں اذا كان موضع القبور مسجد او على طريق او كان هناك احد جالس امكان قبرولي من الاولياء او عالم من المحققين تعظيما لروحه المشرقة على تراب جسده كاشراق الشمس على الارض اعلاماللناس انه ولي ليتبركوابه و يدعوا الله تعالى عنه فيستجاب لهم فهوامر جائز لا منع منه والاعمال بالنيات یعنی اگر موضع قبر میں مسجد ہے (کہ روشنی سے نمازی کو آرام ہوگا اور مسجد میں بھی روشنی ہوگی) یا قبر سرراہ ہے (کہ روشنی سے راہگیروں کو بھی نفع پہنچے گا اور اموات کو بھی کہ مسلمان قبر مسلم دیکھ سلام کریں گے فاتحہ پڑھیں گے دعا کریں گے ثواب پہنچائیں گے گزرنیوالوں کی قوت زائد ہے تو اموات برکت لیں گے میت کی قوت زیادہ ہے تو گزرنے والے فیض حاصل کریں گے) یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے (زیارت یا ایصال ثواب یا افادہ یا استفادہ کے لئے آیا ہے روشنی سے اسے آرام ملے گا قرآن عظیم دیکھ کر پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے گا) (یہ مزار کسی ولی اللہ یا محقق عالم دین کا ہے وہاں ان کی روح مبارک کی تعظیم کیلئے روشنی کریں جو اپنے بدن کی مٹی پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر تا کہ اس روشنی سے لوگ جانیں کہ یہ ولی کا مزار پاک ہے تو اس سے تبرک کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا مقبول ہو تو یہ جائز امر ہے اس سے اصلا ممانعت نہیں اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵۸) عودلوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہیے اگر چہ کسی برتن میں ہو [۱] لما فیه من التفاؤل القبیح بطلوع الدخان من علی القبر والعیاذ باللہ صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی [۲] انه قال لابنه و هو فی سیاق الموت اذا انامت فلا تصحبنی نائحة ولا نار الحدیث شرح المشکوۃ الامام ابن حجر المکی میں ہے [۳] لانها من التفاؤل القبیح مرقاۃ شرح مشکوہ میں ہے [۴] انها سبب اللتفاؤل القبیح اور قریب قبر سلگانا اگر نہ کسی تالی یا ذاکر یا زائر حاضر خواہ عنقریب آنے والے کے واسطے ہو۔ بلکہ یوں کہ صرف قبر کے لیے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف واضاعت مال ہے میت صالح اس غرتے کے سبب جو اس کی قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نسیمیں بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں دنیا کے لوبان سے غنی ہے اور معاذ اللہ جو دوسری حالت میں ہو اسے اس سے انتفاع نہیں تو جب تک سند مقبول سے نفع معقول نہ ثابت ہو سبیل احتراز ہے [۵] ولا یقاس علی وضع الورد والریاحین المصرح باستحبابه فی غیر ما کتاب کما اوردنا علیه نصوصا کثیرة فی کتا بنا حیاة الموات فی بیان سماع الاموات فان العلة فیه کما نصوا علیه انها ما دامت رطبة تسبح الله تعالی فتؤنس المیت لا طیبها اور اور اگر موجودین یا آنے والے زائرین کیلئے خصوصاً وقت فاتحہ خوانی یا تلاوت قرآن عظیم و ذکر الٰہی سلگائیں تو بہتر و مستحسن ہے [۶] وقد عهد تعظیم التلاوة والذکر و طییب مجالس السلمین به قدیما وحدیثا جو اسے فسق و بدعت کہے محض جاہلانہ جرأت کرتا یا اصول مردودہ وہابیت پر مرتا ہے بہر حال یہ شرع مطہر پر افترا ہے اس کا جواب انہیں

---

[۱] ترجمہ اس لئے کہ قبر کے اوپر سے دھواں اٹھنے میں بدفالی ہے اللہ کی پناہ [۲] ترجمہ انہوں نے اپنی نزاع کے وقت اپنے صاجزادہ سے فرمایا جب میں مروں تو میرے ساتھ نہ کوئی رونے پیٹنے والی جائے نہ آگ [۳] ترجمہ اس لئے کہ یہ فالی ہے [۴] اس لئے کہ یہ بدفالی کا۔ [۵] ترجمہ اور اس پر قیاس نہ ہوگا کہ قبروں پر گلاب اور پھول رکھنا متعدد کتابوں کی تصریح سے مستحب ہے جیسا کہ اس پر بہت نصوص ہم نے اپنی کتاب حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات میں ذکر کئے اسلئے کہ وہاں علما نے علت یہ بیان کی ہے کہ پھول جب تک تر رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں تو اس سے میت کا دل بہلتا ہے خوشبو اس کی وجہ بنا نہیں [۶] ترجمہ بیشک قدیم سے آج تک اس سے تلاوت و ذکر کی تعظیم اور مجلس مسلمانان کا اس سے خوشبو کرنا معہود ہے۔ ۱۲

دو آیتوں کا پڑھنا ہے[1] قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون واللہ تعالٰی اعلم (۵۹) تربت اولیائے کرام پر غلاف ڈالنا جائز ہے ہاں عوام کی قبروں پر نہ چاہئے امام علامہ عارف نابلسی قدس سرہ القدسی کی کتاب مستطاب کشف النور عن اصحاب القبور پھر علامہ شامی صاحب ردالمختار علی الدرالمختار کی عقود الدریہ میں ہے فی فتاوی الحجة تکرہ السور علی القبورہ ولکن نحن الان نقول انکان القصد بذلك التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحتقرو اصاحب ھذا القبر و بجلب الخشوع والادب لقلوب الغافلین الزائرین لان قلوبھم نافرة عند الحضور فی التأدب بین یدی اولیاء اللہ تعالٰی المد فونین فی تلك القبور لما ذکرنا من حضور روحانیتھم المبارکة عند قبور ھم فھو امر جائز لا ینبغی النھی عنه لان الا عمال بالنیات ولکل امرئ ما نوی یعنی فتاوے حجہ میں قبروں پر غلاف کو مکروہ لکھا لیکن ہم اب کہتے ہیں اگر اس سے نگاہ عوام میں تعظیم اولیا پیدا کرنا مقصود ہو کہ صاحب مزار کی تحقیر نہ کریں اور اس لئے کہ اہل غفلت جب زیارت کو آئیں تو ان کے دل جھکیں اور ادب کریں کہ ویسے وہ زیارت میں اولیائے کرام کا ادب نہیں کرتے حالانکہ ان کی روح مبارک ان کے مزارات کے پاس حاضر ہے تو اس غرض سے مزارات پاک پر غلاف ڈالنا جائز ہے اس سے ممانعت نہ چاہیے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہ ہے جو اس نے نیت کی انتہے اقول یہ نفیس مضمون آیہ کریمہ سے مستفاد ہے قال اللہ تعالٰی یایھا النبی قل لا زواجك و بنٰتك ونساء المومنین یدنین علیھن من جلا بیبھن ذلك ادنی ان یعرفن فلا یؤذین وکان اللہ غفور رحیما۔ اے نبی اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرماؤ اپنی چادریں چہرے پر لٹکائے رہیں یہ اس کے قریب ہے کہ پہچانی جائیں تو نہ ستائی جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے باک لوگ راستوں میں کنیزوں کو چھیڑا کرتے وہ مونھ کھولے نکلتیں پہچان کے لئے بیبیوں کو مونہہ چھپانے کا حکم ہوا کہ معلوم

[1] ترجمہ تم کہو لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ تم کہو کیا اللہ نے تمہیں اذن دیا یا اللہ پر بہتان دھرتے ہو۔۱۲

ہو کہ یہ کنیز نہیں تو کوئی ان سے نہ بولے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قبروں کے ساتھ عوام کیا کرتے ہیں ان پر پاؤں رکھ کر چلیں ان پر بیٹھیں واہیات باتیں کریں ایک قبر پر دو شخصوں کو بیٹھے جوا کھیلتے دیکھا ہے اولیائے کرام کے مزارات بھی اگر عام قبروں کی طرح رہیں یہی ناحفاظیاں ان کے ساتھ ہوں لہٰذا پہچان کے لئے خلاف درکار ہوئے ذلك ادنی ان یعرفن فلا یؤذین یہ اس سے قریب ہے کہ پہچانی جائیں تو ایذا نہ دی جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۶۰) غیر خدا کے لئے نذر فقہی کی ممانعت ہے اولیائے کرام کے لئے ان کی حیات ظاہری خواہ باطنی میں جو نذریں کہی جاتی ہیں یہ نذر فقہی نہیں عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ پیش کریں اسے نذر کہتے ہیں بادشاہ نے دربار کیا اسے نذریں گزریں۔ شاہ رفیع الدین صاحب برادر مولنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رسالہ نذور میں لکھتے ہیں نذر یکہ اینجا مستعمل میشود نہ بر معنی شرعی ست چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان مے برند نذر و نیاز میگویند امام اجل سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں ومن هذا القبیل زیارة القبور والتبرك بضرائح الاولیاء والصالحین والنذرلهم بتعلیق ذلك علی حصول شفاء اوقدوم غائب فانه مجاز عن الصدقة علی الخادمین بقبورهم کما قال الفقهاء فیمن دفع الزکاة لفقیر و سما ها مرضاصح لان العبرة بالمعنی لا باللفظ یعنی اسی قبیل سے ہے زیارت قبور اور مزارات اولیا و صلحا سے برکت لینا اور بیمار کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیائے گزشتہ کے لئے منت ماننا کہ وہ ان کے خادمانِ قبور پر تصدق سے مجاز ہے جیسے فقہا نے فرمایا ہے کہ فقیر کو زکوۃ دے اور قرض کا نام لے تو صحیح ہو جائے گی کہ اعتبار معنے کا ہے نہ لفظ کا ظاہر ہے کہ یہ نذر فقہی ہوتی تو احیاء کے لئے بھی نہ ہو سکتی حالانکہ دونوں حالتوں میں یہ عرف و عمل قدیم سے اکابر دین میں معمول و مقبول ہے امام اجل سیدی ابو الحسن نور الملة والدین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز جن کو امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں الامام الاوحد کہا یعنی بے نظیر امام اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں محدثانہ اسانید صحیحہ معتبرہ سے

روایت فرماتے ہیں (۱)اخبرنا ابو العفاف موسی بن عثمان البقاء بالقاهرة سنه٦٦٣ قال اخبرنا ابی بدمشق سنه ٦١٤ قال اخبرنا الشيخان ابو عمر و عثمان الصريفيني وابو محمد عبد الحق الحريمي بغداد سنه٥٥٩ قالاكنا بين يدی الشيخ محی الدين عبد القادر رضی الله تعالٰی عنه بمدرسته يوم الاحد ثالث صفر سه٥٥٥ ہم سے ابوالعفاف موسیٰ بن عثمان بن موسی بقائی نے ۶۶۳ میں شہر قاہرہ میں حدیث بیان کی کہ ہمیں میرے والد ماجد عارف باللہ ابوالمعانی عثمان نے ۶۱۴ میں شہر دمشق میں خبر دی کہ ہمیں دو ولی کامل حضرت ابوعمر وعثمان صریفینی وحضرت ابومحمد عبدالحق حریمی نے ۵۵۹ میں بغداد مقدس میں خبر دی کہ ہم ۳ صفر روز یک شنبہ ۵۵۵ میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر تھے حضور نے وضو کر کے کھڑاویں پہنیں اور دو رکعتیں پڑھیں بعد سلام ایک عظیم نعرہ فرمایا اور ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینکی پھر دوسرا نعرہ فرمایا اور دوسری کھڑاؤں پھینکی وہ دونوں ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئیں پھر تشریف رکھی ہیبت کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرات نہ ہوئی ۲۳ دن کے بعد عجم سے ایک قافلہ حاضر بارگاہ ہوا اور کہا ان معنا للشيخ نذرا ہمارے پاس حضور کی ایک نذر ہے فاستأذناه فقال خذوه منهم ہم نے حضور سے اس نذر کے لینے میں اذن طلب کیا حضور نے فرمایا لے لو انہوں نے ایک من ریشم اور خز کے تھان اور سونا اور حضور کی وہ کھڑاویں جو اس روز ہوا میں پھینکی تھیں پیش کیں ہم نے ان سے کہا یہ کھڑاویں تمہارے پاس کہاں سے آئیں کہا ۳ صفر روز یکشنبہ ہم سفر میں تھے کہ کچھ راہزن جن کے دو سردار تھے ہم پر آ پڑے ہمارے مال لوٹے اور کچھ آدمی قتل کئے اور ایک نالے میں تقسیم کو اترے نالے کے کنارے ہم تھے فقلنا لو ذكرنا الشيخ عبد القادر فی هذا الوقت ونذر ناله شيئًا من اموالنا ان سلمنا ہم نے کہا بہتر ہو کہ اس وقت ہم حضور غوث اعظم کو یاد کریں اور نجات پانے پر حضور کے لیے کچھ مال نذر مانیں ہم نے حضور کو یاد کیا ہی تھا کہ دو عظیم نعرے سنے جن سے جنگل گونج اٹھا اور ہم نے راہزنوں کو دیکھا کہ ان پر خوف چھا گیا ہم سمجھے ان پر کوئی اور ڈاکو آ پڑے یہ آ کر ہم سے بولے آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو ہم پر کیا

مصیبت پڑی ہمیں اپنے دونوں سرداروں کے پاس لے گئے ہم نے دیکھا وہ مرے پڑے ہیں اور ہر ایک کے پاس ایک کھڑاؤں پانی سے بھیگی رکھی ہے ڈاکوؤں نے ہمارے سب مال ہمیں پھیر دیئے اور کہا اس واقعہ کی کوئی عظیم الشان خبر ہے (۲) نیز فرماتے ہیں قدس سرہ حدثنا ابو الفتوح نصر الله بن يوسف الازجي قال اخبرنا الشيخ ابو العباس احمد بن اسمعيل قال اخبرنا الشيخ ابو محمد عبد الله بن حسين بن ابى الفضل قال كان شيخنا الشيخ محى الدين عبد القادر رضى الله تعالى عنه يقبل النذور ويأكل منها ہم سے حدیث بیان کی ابو الفتوح نصر اللہ بن یوسف ازجی نے کہا ہمیں شیخ ابو العباس احمد بن اسمعیل نے خبر دی کہ ہم کو شیخ ابو محمد عبد اللہ بن حسین بن ابی الفضل نے خبر دی کہ ہمارے شیخ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نذریں قبول فرماتے ہیں اور ان میں سے بذات اقدس بھی تناول فرماتے اگر یہ نذر فقہی ہوتی تو حضور کا جو کہ اجلہ سادات عظام سے ہیں اس سے تناول فرمانا کیونکر ممکن تھا (۳) نیز فرماتے ہیں حدثنا الشريف ابو عبد الله محمد بن الخضر الحسيني قال اخبرنا ابى قال كنت مع سيدے الشيخ محى الدين عبد القادر رضى الله تعالى عنه ورأى فقيرا مكسور القلب فقال له ماشأنك قال مررت اليوم بالشط وسألت ملاحاً ان يحملنى الى الجانب الاخر فابى وانكسر قلبى لِفَقْرِى فلم يتم كلام الفقير حتى دخل رجل منه صرة فيها ثلاثون دينار نذرًا اللشيخ فقال الشيخ لذلك الفقير خذهذه الصرة واذهب بها الى الملاح وقل له لا ترد فقير ابدا و خلع الشيخ قَمِيْصَهٗ واعطاه للفقير فاشترى منه بعشرين دينار ہم نے شریف ابو عبد اللہ محمد بن الخضر الحسینی نے حدیث بیان کی کہا ہم سے والد ماجد نے فرمایا میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا حضور نے ایک فقیر شکستہ دل دیکھا فرمایا تیرا کیا حال ہے عرض کی کل میں کنارہ دجلہ پر گیا ملاح سے کہا مجھے اس پار لے جا اُس نے نہ مانا محتاجی کے سبب میرا دل ٹوٹ گیا فقیر کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک صاحب ایک تھیلی میں تیس اشرفیاں حضور کی نذر کی لائے حضور نے فقیر سے فرمایا یہ لو اور جا کر ملاح

کو دو اور اس نے کہا کبھی کسی فقیر کو نہ پھیرے اور حضور نے اپنا قمیص مبارک اتار کر اس فقیر کو عطا فرمایا کہ وہ اس سے بیس اشرفیوں کو خریدا گیا۔ (۴) نیز فرماتے ہیں الشیخ بقابن بطو کان الشیخ محی الدین عبد القاد رضی اللہ تعالیٰ عنه یثنے علیه کثیرا وتجله المشایخ والعلماء وقصد بالزیارات والنذور من کل مصر حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضرت شیخ بقا بن بطور رضی اللہ عنہ کی بہت تعریف فرمایا کرتے اور اولیاء وعلما سب ان کی تعظیم کرتے ہر شہر سے لوگ ان کی زیارت کو آتے اور ان کی نذر لاتے (۵) نیز فرماتے ہیں الشیخ منصور البطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنه من اکابر مشایخ العراق اجمع المشایخ والعلماء علی تجیله وقصد بالزیارات والنذور من کل جهة حضرت منصور بطائحی رضی اللہ عنہ اکابر اولیاے عراق سے ہیں اولیا و علما نے ان کی تعظم پر اجماع کیا اور ہر طرف سے مسلمان ان کی زیارت کو آئے اور ان کی نذر لائے (۶) نیز فرماتے ہیں لم یکن لا حد من مشایخ العراق فی عصر الشیخ علی بن الهیتی فتوح اکثر من فتوحه کان بنذرله من کل بلد حضرت علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اولیائے عراق سے کسیکی فتوح ان کے مثل نہ تھی ہر شہر سے ان کی نذر آتی (۷) نیز فرماتے ہیں الشیخ ابو شعد الفیلوی احدعیان المشایخ بالعراق حضر مجلسه المشایخ والعلماء وقصد بالزیارات والنذور حضرت ابو سعد قیلوی رضی اللہ عنہ اکابر اولیائے عراق سے ہیں مسلمان ان کی زیارت کو آتے اور ان کی نذر کی جاتی (۸) نیز فرماتے ہیں اخبرنا ابو الحس علی بن الحسن السامری قال اخبرنا ابی قال اخبرنا ابی قال سمعت والدی رحمة الله تعالیٰ یقول کانت لفقة شیخنا الشیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنه من الغیب وکان نافذ التصریف خارق الفعل متواتر الکشف ینذر له کثیر او کُنتَ عنده یوما فمرت مع راعیها فاشار الی احدهن و قال هذه حامل بعجل احمرا غرصفة کذا وکذا و یولد وقت کذا یوم کذا وهو نذر لی و تذبحه الفقراء یوم کذا و یا کله فلان و فلان ثم اشار الی اخری وقال

هذه حامل بانثى و من وصفها كذا وكذا تولد وقت كذا وهي نذرلي يذبحها فلان رجل من الفقراء يوم كذا و ياكلها فلان و فلان ولكب احمر فيها نصيب قال فوالله لقد جرت الحال على ما وصف الشيخ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن حسن سامری نے کہ ہمیں ہمارے والد نے خبر دی کہا میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے ہمارے شیخ حضرت جاگیر رضی اللہ عنہ کا خرچ غیب سے چلتا تھا اور ان کا تصرف نافذ تھا ان کے کام کرامات تھے علی الاتصال انہیں کشف ہوتا تھا مسلمان کثرت سے ان کی نذر کرتے ایک دن میں ان کے پاس حاضر تھا کچھ گائیں اپنے گوالے کے ساتھ گزریں حضرت نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس گائے کے پیٹ میں سرخ بچھڑا ہے جس کے ماتھے پر سپیدی ہے اور اس کا سب حلیہ بیان فرمایا فلاں دن فلاں وقت پیدا ہوگا اور وہ ہماری نذر ہوگا فقرا اسے فلاں دن ذبح کریں گے اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے۔ پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس کے پیٹ میں بچھیا ہے اور اس کا حلیہ بیان فرمایا فلاں وقت پیدا ہوگی اور وہ میری نذر ہوگی۔ فلاں فقیر اسے فلاں دن ذبح کرے گا اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے اور ایک سرخ کتے کا بھی اس کے گوشت میں حصہ ہے ہمارے والد نے فرمایا خدا کی قسم جیسا شیخ نے ارشاد کیا تھا سب اسی طرح واقع ہوا (۹) نیز فرماتے ہیں اخبرنا الفقيه الصالح ابو محمد الحسن بن موسٰى الخالدى قال سمعت الشيخ الامام شهاب الدين السهروردى رضى الله تعالى عنه بقول مالا حظ عمى شيز الشيخ ضياء الدين عبد القاهر رضى الله عنه مريد ابعين الرعاية الانتج و برع و كنت عنده مرة فاتاه سوادى بعجل وقال له يا سيدے هذا نذر ناه لك وانصرف الرجل فجاء العجل حتى وقف بين يدى الشيخ فَقَالَ الشيخ لنا ان هذا العجل يقول لى انى لست العجل الذى نذر لك بل نذرت للشيخ على بن الهيتى و انما نذرلك اخى فلم يلبث ان جاء السوادى و بيده عجل يشبه الاول فقال السوادى يا سيدے انى نذرت لك هذا العجل و نذرت للشيخ على بن الهيتى العجل

الذی اتیتك به اولا وکان اشتبها علی واخذ الاول وانصرف ہمیں خبر دی فقیہ صالح ابو محمد حسن بن موسےٰ خالدی نے کہ میں نے شیخ امام شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہمارے شیخ حضرت عبدالقاہر نجیب الدین سہروردی جب کسی مرید پر نظر عنایت فرماتے وہ پھولتا پھلتا اور بلند رتبہ کو پہنچتا اور ایک دن میں حضور کی خدمت میں حاضر تھا ایک دہقانی ایک بچھڑا لایا اور عرض کی یہ ہماری طرف سے حضرت کی نذر ہے اور چلا گیا بچھڑا آ کر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا حضرت نے فرمایا یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے میں آپ کی نذر نہیں ہوں میں حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر ہوں آپ کی نذر میرا بھائی ہے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ دہقانی ایک اور بچھڑا لایا جو صورت میں اس کے مشابہ تھا اور عرض کی اے میرے سردار میں نے حضور کی نذر یہ بچھڑا مانا تھا اور وہ بچھڑا جو پہلے میں حاضر لایا وہ میں نے حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر مانا ہے مجھے دھوکا ہو گیا تھا یہ کہہ کر پہلے بچھڑے کو لے لیا اور واپس گیا (۱۰) نیز فرماتے ہیں اخبرنا ابو زید عبدالرحمن بن سالم بن احمد القرشی قال سمعت الشیخ العارف ابا لفتح بن ابی الغنائم بالاسکندریة ہمیں ابوزید عبدالرحمٰن بنس الم بن احمد قریشی نے خبر دی کہ میں نے حضرت عارف باللہ ابو الفتح بن ابی الغنائم سے اسکندریہ میں سنا کہ اہل بصائح سے ایک شخص ایک دبلا بیل کھینچتا ہوا ہمارے شیخ حضرت سید احمد رفاعی کے حضور لایا اور عرض کی اے میرے آقا میرا اور میرے بال بچوں کا قوت اسی بیل کے ذریعہ سے ہے اب یہ ضعیف ہو گیا اس کے لیے قوت و برکت کی دعا فرمایئے حضرت نے فرمایا شیخ عثمان بن مرزوق (بطائحی ...... کے پاس جا اور انہیں میرا اسلام کہہ اور ان سے میرے لئے دعا چاہ۔ وہ بیل کو لے کر یہاں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حضرت سیدی عثمان تشریف فرما ہیں اور ان کے گرد شیر حلقہ باندھے ہیں یہ پاس حاضر ہوتے ڈرا۔ فرمایا آگے آ۔ قریب گیا۔ قبل اس کے کہ یہ حضرت رفاعی کا پیام پہنچائے سیدی عثمٰن نے خود فرمایا کہ میرے بھائی شیخ احمد پر سلام۔ اللہ میرا اور ان کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ پھر ایک شیر کو اشارہ فرمایا کہ اٹھ اس بیل کو پھاڑ۔ شیر اٹھا اور بیل کو مار کر اس میں سے کھایا۔ حضرت نے فرمایا: اٹھ آ وہ اٹھ آیا۔ پھر دوسرے شیر سے فرمایا اٹھ اس میں سے کھا وہ اٹھا

اور کھایا پھر اسے بلا لیا تیسرا شیر بھیجا یونہی ایک شیر بھیجتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے سارا بیل کھالیا۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ بطیحہ کی طرف سے ایک بہت فربہ بیل آیا اور حضرت کے سامنے کھڑا ہوا حضرت نے اس شخص سے فرمایا اپنے بیل کے بدلے یہ بیل لیلو اس نے اسے پکڑ تو لیا مگر دل میں کہتا تھا میرا بیل تو مارا گیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اس بیل کو میرے پاس پہچانکر مجھے ستائے ناگاہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور حضرت کے دست مبارک کو بوسہ دے کر عرض کی یا سیدے نذرت لك ثور او اتیت به الی البطیحة فاستلب منی ولا ادری این ذهب اے میرے مولیٰ میں نے ایک بیل حضور کی نذر کا رکھا تھا اسے بطیحہ تک لایا وہاں سے میرے ہاتھ سے چھٹ گیا معلوم نہیں کہاں گیا فرمایا قد وصل الینا هاهو تراه وہ ہمیں پہنچ گیا یہ دیکھو یہ تمہارے سامنے ہے وہ شخص قدموں پر گر پڑا اور حضرت کے پائے مبارک چوم کر کہا اے میرے مولیٰ خدا کی قسم اللہ نے حضرت کو ہر چیز کی معرفت بخشی اور ہر چیز یہاں تک کہ جانوروں کو حضرت کی پہچان کرادی حضرت نے فرمایا یاهذا ان الحبیب لا یخفی عن حبیبه شیأ ومن عرف الله عزجل عرفه کل شیء اے شخص بیشک محبوب اپنے محبوبوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھتا جسے اللہ کی معرفت ملتی ہے اللہ اسے ہر چیز کا علم عطا کرتا ہے۔ پھر بیل والے سے فرمایا تو اپنے دل میں میرا شاکی تھا اور کہہ رہا تھا کہ میرا بیل تو مارا گیا اور خدا جانے یہ بیل کہاں کا ہے مبادا کوئی اسے میرے پاس پہنچا کر مجھے ایذا دے یہ سن کر بیل والا رونے لگا فرمایا کیا تو نے نہ جانا کہ میں تیرے دل کی جانتا ہوں یا اللہ اس بیل کو تجھ پر مبارک کرے وہ بیل کو لے کر چند قدم چلا اب اسے یہ خطرہ گزرا کہ مبادا مجھے یا میرے بیل کو کوئی شیر آڑے آئے فرمایا شیر کا خوف ہے عرض کی ہاں۔ حضرت نے جو شیر سامنے حاضر تھے ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ اسے اور اس کے بیل کو بحفاظت پہنچا دے شیر اٹھا اور ساتھ ہولیا اس کے پاس سے شیر وغیرہ کو دور کرتا کبھی اس کے دہنے کبھی بائیں کبھی پیچھے چلتا یہاں تک کہ وہ امن کی جگہ پہنچ گیا اور اپنا قصہ حضرت احمد رفاعی سے عرض کیا حضرت روئے اور فرمایا ابن مرزوق کے بعد ان جیسا پیدا ہونا دشوار ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس بیل میں برکت رکھی کہ وہ شخص بڑا مالدار ہو

گیا (۱۱) امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب طبقات کبریٰ احوال حضرت سیدی ابوالمواہب محمد شاذلی میں فرماتے ہیں وکان رضی اللہ تعالیٰ عنه يقول رأيت النبی صلی الله علیه وسلم فقال اذا كان لك حاجة واردت قضاء هافانذرانفسية الطاهرة ولو فلسافان حاجتك تقضى یعنی حضرت ممدوح فرمایا کرتے میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا حضور نے فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت ہو اور اس کا پورا ہونا چاہو تو سیدہ طاہرہ حضرت نفیسہ کیلئے کچھ نذر مان لیا کرو اگر چہ ایک ہی پیسہ تمہاری حاجت پوری ہوگی یہ ہیں اولیا کی نذریں اور یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ نذر اولیا کو مَا اُهِلَّ به لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل کرنا باطل ہے ایسا ہوتا تو یہ ائمہ دین کیونکر اسے قبول فرماتے اور کھاتے کھلاتے بلکہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وہ جانور ہے جو ذبح کے وقت تکبیر میں غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔ اب امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کے باپوں کے بھی اقوال لیجئے (۱) جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مولوی اسمٰعیل کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر انفاس العارفین میں اپنے والد ماجد کے حال میں لکھتے ہیں حضرت ایشان در قصبہ ڈاسنہ بزیارت مخدوم آلہ دیا رفتہ بودند شب ہنگام بود دراں محل فرمودند مخدوم ضیافت مامیکنند ومیگویند چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد وملال بر یاران غالب آمد آنگاہ زنے بیامد طبق برنج وشیرینی برسر وگفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعت ایں طعام پختہ بہ نشینند گاں درگاہ مخدوم آلہ دیا رسانم درینوقت آمد ایفائے نذر کردم (۲) اسی میں ہے حضرت ایشاں میفرمودند کہ فرہاد بیگ رامشکلے پیش افتاد نذر کرد کہ بارخدایا اگر ایں مشکل بسر آید ایں قدر مبلغ بحضرت ایشاں ہدیہ وہم آں مشکل مندفع شد آں نذر از خاطر او برفت بعد چندے اسپ او بیمار شد ونزدیک ہلاک رسید بر سبب ایں امر مشرف شدم بدست یکی از خادماں گفتہ فرستادم کہ ایں بیماری اسپ عدم وفائے نذر ست اگر اسپ خود رامیخواہی نذرے را کہ در فلاں محل التزام نمودہ بفرست وی نادم شد وآں نذر فرستاد ہماں ساعت اسپ او شفا یافت (۳) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں حضرت امیر وذریہ طاہرہ

اور اتمام امت بر مثال پیراں و مرشدان مے پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردید چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است فاتحہ و درود و نذر و عرس و مجلس (فوائد عظیمہ جلیلہ) مسلمان دیکھیں دونوں شاہ صاحبوں کی ان تینوں عبارتوں سے کتنے جلیل وجمیل وہابیت کش فائدے حاصل ہوئے واللہ الحمد (۱) اولیا کا اپنے حاضرین مزارات پر مطلع ہونا (۲) ان سے کلام فرمانا کہ جب حضرت مخدوم اکہ دیا قدس سرہ کے مزار شریف پر شاہ ولی اللہ صاحب والد شاہ عبدالرحیم صاحب حاضر ہوئے حضرت نے مزار شریف سے ان کی دعوت کی اور فرمایا کچھ کھا کر جانا (۳) اولیائے کرام کا بعد وفات بھی غیبوں پر اطلاع پانا کہ حضرت مخدوم قدس سرہ کو معلوم ہوا کہ اایک عورت نے اپنے شوہر کے آنے پر ہماری نذر مانی ہے اور یہ کہ آج اس کا شوہر آئے گا (۳) اور یہ کہ عورت اسی وقت ہماری نذر کے چاول اور شیرینی حاضر کرے گی (۴) اولیا کی نذر (۵) مصیبت کے وقت اس کے دفع کو اولیاء کی نذر ماننی (۶) ان کی نذر مانکر پوری نہ کرنے سے بلا آنا اگرچہ وہ پورا نہ کرنا بھول جانے سے ہو (۷) اس نذر کے پورا کرتے ہی فوراً بلا کا دفع ہونا کہ فرہاد بیگ نے کسی مشکل کے وقت شاہ ولی اللہ صاحب کے والد کی نذر مانی پھر یاد نہ رہی گھوڑا مرنے کے قریب پہنچ گیا شاہ صاحب کو معلوم ہوا کہ اس پر یہ مصیبت ہماری نذر پوری نہ کرنے سے ہے اس سے فرما بھیجا کہ گھوڑا بچانا چاہتے ہو تو ہماری منت پوری کرو اس نے وہ نذر پوری کی گھوڑا فوراً اچھا ہو گیا (۸) فاتحہ مروجہ (۹) عرس اولیا (۱۰) ان سب سے بڑھ کر یہ پانچ بھاری غضب کہ پیر پرستی (۱۱) مولیٰ علی وائمہ اطہار کی بندگی (۱۲) اس پرستاری و بندگی پر تمام امت مرحومہ کا اجماع (۱۳) فتح شکست تندرستی مرض دولتمندی تنگدستی اولاد ہونا نہ ہونا مراد ملنا نہ ملنا اور ان کے مثل احکام تکوینیہ کا مولیٰ علی وائمہ اطہار و اولیائے کرام سے وابستہ ہونا (۱۴) اس وابستہ جاننے پر امت مرحومہ کا اجماع ہونا۔ وہ سات بڑے شاہ صاحب کے کلام میں تھے یہ بھاری پتھر چھوٹے شاہ صاحب کے کلام میں ہیں اب اسمٰعیل دہلوی کی تقویت الایمان وایذاء الحق اور گنگوہی صاحب کی قاطعہ براہین وغیرہا خرافات وہابیہ سے ان ۱۴ کو ملا کر دیکھیے دونوں

شاہ صاحب معاذ اللہ کتنے بڑے کٹے پکے مشرک گر ٹھہرتے ہیں۔ مگر ان کا مشرک ہونا آسان نہیں اس کے ساتھ ہی یہ بھاری (۱۵) فائدہ حاصل ہوگا کہ اسمٰعیل دہلوی و گنگوہی و تھانوی اور سارے کے سارے وہابی سب مشرک کافر بیدین کہ اسمٰعیل دہلوی ان دو مشرکوں کا غلام ان کا شاگرد ان کا مرید ان کا مداح ان کو امام وولی وچنیں و چناں جاننے والا اور گنگوہی و تھانوی اور سارے کے سارے وہابی ان دو تفویت الایمانی دھرم پر مشرکوں اور تیسرے قرآنی دھرم پر بددین گمراہ کو ایسا ہی جاننے والے اور جو ایسوں کو ویسا جانے وہ خود مشرک کافر بیدین والحمدللہ رب العلمین ہے کسی وہابی گنگوہی تھانوی دہلوی امر تسری بنگالی بھوپالی وغیرہ ہم کے پاس اس کا جواب یا آج ہی سے[1] وقفوھم انھم مسؤلون ۝ مالکم لا تناصرون۝ بل ھم الیوم مُسْتَسْلِمُوْنَ۝ کا ظہور یجاب [2] کذلك العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون۝ یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ اس مجموعہ خطب کے اشعار موافق اہل سنت نہیں اور برکات الامداد کی وہ عبارت متعلق بہ استمداد ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۱: حضور اقدس ﷺ کی حدیث شریف ہے کہ نیک مجلس میں بیٹھنے سے نیک راستہ ملتا ہے اور بد مجلس میں بیٹھنے سے بد راستہ ملتا ہے زید کہتا ہے کہ نہیں صحبت کا اثر کچھ نہیں لگتا آخر تقدیر کے ساتھ ہے پھر اچھی مجلس میں بیٹھنے کا حضور اقدس ﷺ کیوں ارشاد فرماتے ہیں۔لباب الاخبار قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَا ابْنَ مَسْعُوْدٍ جُلُوْسُكَ فِیْ حَلْقَةِ الْعِلْمِ لَا تَمَسُّ قَلَمًا وَّلَا تَکْتُبُ حَرْفًا خَیْرٌ لَّكَ مِنْ اِعْطَآءِ اَلْفِ فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَسَلَامُكَ عَلَی الْعَالِمِ خَیْرٌ لَّكَ مِنْ عِبَادَةِ اَلْفِ سَنَةٍ یعنی فرمایا نبی مکرم ﷺ نے ابن مسعود کو اے ابن مسعود بیٹھنا تیرا علم کی مجلس میں کہ نہ پکڑے تو قلم اور نہ لکھے تو حرف بہتر ہے تیرے واسطے آزاد کرنے سے ہزار غلام کے اور دیکھنا تیرا طرف منہ عالم کے بہتر ہے تجھ کو دینے سے ہزار گھوڑے راہ خدا میں اور سلام کرنا تیرا عالم پر بہتر ہے تجھ کو ہزار برس کی عبادت سے۔ کیوں میاں سنا

[1] ترجمہ انہیں روکو ان سے پوچھنا ہے تمہیں کیا ہوا اب ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ اب وہ گردن ڈالے ہیں
[2] ترجمہ عذاب ایسا ہوتا ہے اور بیشک آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے کاش وہ جانتے۔

اچھی مجلس میں بیٹھنے سے کتنا فضل ربی ہے جل و علا قال اللہ عزوجل واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ حضور اک رسالہ ازالۃ العار صفحہ ۱۴ پانچویں حدیث میں ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں ایاك وقرین السوء فانك به تعرف برے ہمنشیں سے دور بھاگ کہ تو اسی کے ساتھ مشہور ہوگا رواہ ابن عساکر عن انس بن مالک۔

الجواب: زید جاہل محض بلکہ شاید مجنون ہے صحبت کا اثر بھی تقدیر ہی ہے شہد سے نفع زہر سے ضرر ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور ہر مسلمان کے نزدیک یہ بھی تقدیر ہی سے ہے صحبتِ بد سے ممانعت کو وہ آیہ کریمہ کہ سوال میں ذکر کی کافی اور صحبتِ نیک کی خوبی کو وہ ارشادِ الٰہی بس ہے کہ رب عزوجل سے اس کے نبی اکرم ﷺ نے روایت کیا کہ فرماتا ہے هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم اللہ و رسول کی مجلس ذکر والے وہ لوگ ہیں کہ ان کا پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا اور دونوں کی جامع وہ حدیث جامع صحیح بخاری ابو موسےٰ اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مثل الجلیس الصالح والجلیس السوء کمثل صاحب المسك وکیر الحداد لا یعدمك من صاحب المسك اما ان تشتریه اوتجد ریحه و کیر الحداد یحرق بیتك اوثوبك اوتجدمنه رائحة خبیثة یعنی نیک ہمنشیں کی مثال مشک فروش کی مثل ہے کہ تو اس سے مشک مول لے گا یا کم از کم تجھے اس کی خوشبو تو آئے گی اور بد ہمنشیں کی مثال لوہار کی بھٹی کی طرح ہے کہ وہ تیرا گھر پھونک دیگی یا کپڑے جلائے گی اور کچھ نہ ہوا تو اس سے تجھے بدبو تو پہنچے گی۔ احادیث اس باب میں کثر وافر ہیں اور لباب الاخبار کی وہ روایت صحیح نہیں۔ بل لوائح الوضع لائحۃ علیہ ہاں اگر یہ مراد ہو کہ اصل تقدیر ہے صحبت کوئی اثر خلاف تقدیر نہیں کر سکتی تو بات فی نفسہ صحیح ہے مگر اس سے اثر صحبت کا انکار جہل قبیح ہے جیسا کہ شہد و زہر کی مثال سے گزرا۔ ولا خبرة للعوام بسلك الامام ابی الحسن الاشعری فی هذا حتی یحمل علیه مع انه ایضا خلاف الصواب کما نص علیه الائمة الاصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنه الجمیع واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۲: حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور میرے نور سے سارے جہان کو۔ زید نے سوال کیا وہ نور محمدی ﷺ کتنا بڑا ہوگا فقیر نے جواب دیا اس میں کونسا شک ہے ایک شمع روشن کرو اور پھر لاکھوں کروڑوں شمعیں اس سے روشن کرلو اس کا نور کم نہیں ہوتا ایسا ہی نور محمد ﷺ کا نور پاک کم نہیں ہوتا۔

الجواب: زید کا اعتراض جاہلانہ اور سائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا جواب صحیح و عالمانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳: حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کی پیدائش جس زمین کی مٹی سے ہوتی ہے وہاں آدمی دفن ہوتا ہے زید سوال کرتا ہے یہ کیسے بن سکتا ہے کہ آدمی صحبت اندھیری رات میں کرتا ہے اور حمل قرار پانے کا کچھ وقت معلوم نہیں تو اس وقت کیسے مٹی ماں کے شکم میں بچہ دان میں پہنچ سکتی ہے فقیر نے کہا میاں کیا اللہ عزوجل کو اتنی قدرت نہیں کہ زمین سے مٹی اٹھالیوے یا بذریعہ ملک اس ساعت میں بچہ دان میں پہنچادے۔

آدم سرِ دتن بآب و گل داشت کو حکم بملک جاں ودل داشت

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے **منها خلقنكم وفيها نعيد كم ومنها نخرجكم تارة اخرى**○ زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لیجائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔ ابونعیم نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **مامن مولود الاوقدذر عليه من تراب حفرته** کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑکی ہو۔ کتاب المتفق والمفترق میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا **مامن مولود الا وفى سرته من تربته التى خلق منها حتى يدفن فيها وانا و ابوبكر و عُمر و خلقنا من تربة واحدة فيها ندفن** ہر مولود کی ناف میں اس کی قبر کی مٹی ہوتی ہے جس سے اسے پیدا کیا اور اسی میں وہ دفن ہوتا ہے اور میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے۔ امام ترمذی حکیم عارف نوادر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے راوی کہ فرشتہ جو رحم زن پر مؤکل ہے جب نطفہ رحم میں قرار پاتا ہے اسے رحم سے لے کر

اپنی ہتھیلی پر رکھ کر عرض کرتا ہے اے رب میرے بنے گا یا نہیں، اگر فرماتا ہے نہیں تو اس میں روح نہیں پڑتی اور خون ہوکر رحم سے نکل جاتا ہے اگر فرماتا ہے ہاں تو عرض کرتا ہے اے میرے رب اس کا رزق کیا ہے زمین میں کہاں کہاں چلے گا کیا عمر ہے کیا کیا کام کرے گا ارشاد ہوتا ہے لوح محفوظ میں دیکھ کہ تو اس میں اس نطفے کا سب حال پائے گا یأخذ التراب الذی یدفن فی بُقعته و تعجن به نطفته فذلك قوله تعالیٰ منها خلقنکم و فیها نعید کم فرشتہ وہاں کی مٹی لیتا ہے جہاں اسے دفن ہونا ہے اسے نطفہ میں ملا کر گوندھتا ہے یہ ہے مولیٰ تعالیٰ کا وہ ارشاد کہ زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لیجائیں گے۔ عبد بن حمید وابن المنذر عطائی کراسانی سے راوی ان الملك ینطلق فیأخذ من تراب المکان الذی یدفن فیه فیذره علی النطفة فیخلق من التراب و من النطفة وذلك قوله تعالیٰ منها خلقنکم و فیها نعید کم فرشتہ جا کر اس کے مدفن کی مٹی لا کر اس نطفہ پر چھڑکتا ہے تو آدمی اس مٹی اور اس بوند سے بنتا ہے اور یہ ہے مولےٰ تعالیٰ کا وہ ارشاد کہ ہم نے تمہیں زمین ہی سے بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے دینوری نے کتاب المجالسہ میں ہلال بن یساف سے نقل کی مامن مولودیولد الاوفی سرته من تربة الارض التی یموت فیها کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس کی ناف میں وہاں کی مٹی نہ ہو جہاں مرے گا اقول یہ اگر ثابت ہو تو حاصل یہ ہوگا کہ قبر کی مٹی سے نطفہ گوندھا جاتا ہے اور جب پتلہ بنتا ہے تو جہاں مرے گا اس جگہ کی کچھ مٹی ناف کی جگہ رکھی جاتی ہے مگر حدیث مرفوع سے گزرا کہ ناف میں بھی اسی مٹی کا حصہ ہوتا ہے جہاں دفن ہوگا تو ظاہراً اس روایت میں موت سے دفن مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ زید جاہل ہے اور اسپر بد عقل یا بدعقیدہ ہے اور اس پر بیباک۔ اجالی اندھیری میں تمام جہان کے کام ملئکہ ہی کرتے ہیں وہ اس روشنی کے کیا محتاج ہیں رحم میں جب نطفہ قرار پاتا ہے اور رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے کہ اس میں سلائی نہیں جا سکتی اس وقت بچے کا پتلا کون بناتا ہے یہ باریک باریک رگیں اور مسام اور رونگٹے اس میں کون رکھتا ہے سب کے سب کام بحکم الٰہی فرشتہ ہی کرتا ہے جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے احادیث میں ارشاد فرمایا

جن کو ہم نے اپنی کتاب مستطاب الامن و العلی' میں ذکر کیا ہے دن بھی ہو تو بند رحم کے اندر کونسی روشنی ہے۔ نہ سہی سخت کالی اندھیری رات میں کہ ہاتھ سے ہاتھ نہ سوجھے ہزار آدمیوں کے بیچ میں ایک کی روح نکلتی ہے وہ کون نکالتا ہے فرشتہ ہی نکالتا ہے قل یَتَوفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوتِ الَّذِی وُکِّلَ بِکُمْ استقرار نطفہ کا وقت تمہیں معلوم نہیں یا فرشتے کو بھی نہیں معلوم جیسے موت کا وقت غرض ایسے جاہلوں سے مخاطبہ بیسود ہے اسے سمجھایا جائے کہ ارشادات قرآن وحدیث میں اپنی بھدی سمجھ کو جگہ نہ دیا کرے کہ گمراہی و بیدینی کا بڑا پھاٹک یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۴: ایک شخص سنی مسلمان ایک کافرہ عورت نصاریٰ سے زنا کرتا تھا اور دو بچے پیدا زنا سے ہوئے بعدہ عورت اسلام لائی بعدہ تین بچے پیدا ہوئے۔ اور بعدہ مرد کا انتقال ہوا اور پھر وہ عورت نصاریٰ کے دین میں گئی اور ایک ہندو شخص سے پھر زنا کرتی ہے اور اسی کے مکان میں عورت کی مثال رات و دن رہتی ہے اور پھر وہ مسلمان کے بچے بھی اپنی ماں کے ساتھ ہیں اور وہ گوشت حرام کافر کا ذبیحہ کھاتی ہے اور وہ بچے بھی اپنی ماں کے ساتھ حرام گوشت کھاتے ہیں۔ بڑا لڑکا اسلام سے کچھ واقف ہے تو وہ ماں کے پاس نہیں اور لڑکی دس برس کی ہے اور دیگر لڑکے چھوٹے ہیں سوائے بڑے لڑکے کے سب بچے اپنی ماں کے پاس ہیں اب ان بچوں کے واسطے شرع کیا حکم کرتی ہے اور اگر اسی حالت میں کوئی بچہ انتقال ہوا تو نماز جنازہ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب: اس بارے میں کوئی روایت نہیں علامہ شہاب شلبی کا خیال اس طرف گیا کہ کافرہ کا بچہ جو مسلمان کے زنا سے پیدا ہو مسلمان [1] نہ ٹھہرے گا کہ زنا سے نسبت منقطع ہے اقول اس تقدیر پر ان شہروں میں جہاں اسلامی سلطنت کبھی نہ ہوئی وہ بچے کہ اس عورت کے حال اسلام میں پیدا ہوئے پھر وہ مرتد ہوگئی اس کی تبعیت سے مرتد ٹھہریں گے جب تک سمجھ دار ہو کر خود اسلام نہ لائیں اور اذلا اب ولا دارا علامہ شامی کی تحقیق یہ ہے کہ

تنبیہ [1] جواب سوال ۱۶ میں جو گزرا کہ اگر نا سمجھ ہے اور ماں کافرہ تو مسلمان نہیں اس فتاوی علامہ شلبی کے موافق تھا علامہ شامی کی تحقیق پر اب بھی مسلمان ٹھہرے گا اور فقیر کی رائے میں یہی اقوی معلوم ہوا تو جواب سوال ۱۶ میں استثار کھا جائے کہ اگر سمجھ والا ہو کر خود اس نے کفر کیا تو مسلمان نہیں ۱۲ منہ غفرلہ

مسلمان کے بچے اگر چہ زنا سے ہوں مسلمان ہی ٹھہریں گے کہ ہمارے نزدیک بنت زنا سے نکاح حرام ہے اپنے بچہ زنا کو زکاۃ نہیں دے سکتا اس کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں فان الحقائق لا مرد لها جب یہ احکام شرع نے مانی ہیں یونہی تبعیت اسلام بھی اور اسی پر امام اجل سبکی شافعی اور قاضی القضاۃ حنبلی نے فتویٰ دیا اقول یہ بلاشبہ قوی ہے یوں وہ سب بچے مسلمان ہیں ان میں جو مرے گا اس کے جنازے کی نماز ہوگی جب تک سمجھ والا ہو کر خود کفر نہ کرے اور اب ماں کا ارتداد انہیں ضرر نہ دے گا کہ باپ کے اسلام پر مرنے سے انکا اسلام مستقر ہو گیا۔ درمختار میں ہے لتنا هى التبعية صوت احدهما مسلما واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۵، ۶۶: اہل کتاب نصاریٰ کی لڑکی نے سنی مسلمان کے ساتھ نکاح کیا مگر شرط یہ کہ وہ دین محمدی پر قائم رہے اور وہ دین نصاریٰ پر قائم رہے اب اس صورت میں نکاح پڑھنا کیا حکم ہے فی زمانہ اور اہل کتاب بعد دار الحرب سلطنت اسلامیہ کے تابع ہو اور جو غیر تابع ہو ان دونوں صورتوں میں نکاح کس شرط سے پڑھی جائے گی ۶۶ اور سنی مسلمان کی لڑکی اہل کتاب نصاریٰ کے نکاح میں جا سکتی ہے وہ نصاریٰ دین پر ہو اور لڑکی دین محمدی ﷺ پر ہو۔

الجواب: لااله الله مسلمان عورت کا نکاح نصرانی وغیرہ کسی کافر سے نہیں ہو سکتا اگر ہو گا زنائے محض ہو گا اللہ عزوجل فرماتا ہے لاهن حل لهم ولا هم يحلون لهن نہ مسلمان عورتیں کافروں کو حلال ہیں نہ کافر مسلمان عورتوں کو حلال نصرانیہ اگر سلطنت اسلامیہ میں مطیع الاسلام ہے اس سے نکاح مکروہ تنزیہی ہے ورنہ مکروہ تحریمی قریب بحرام۔ یہ بھی اس صورت میں کہ وہ واقعی نصرانیہ ہو نہ حالت دہریت و نیچریت جیسے مسلمان کہلانے والا نیچری مسلمان نہیں درمختار میں ہے (۱) صح نکاح کتابية) وان کره تنزيها (مؤمنة بنبي مقرة بكتاب) وان اعتقد واالسيح الها فتح القدير میں ہے

(۱) ترجمہ کتابیہ جو کسی نبی کو مانتی اور کسی کتاب آسمانی کا اقرار کرتی ہو اس سے نکاح صحیح ہے اگرچہ مسیح کو خدا کہے ہاں مکروہ تنزیہی ہے

[1] وتکرہ الکتابیہ الحربیۃ اجماعا ردالمختار میں ہے [2] اطلاقھم الکراھۃ فی الحربیۃ یفید انھا تحریمیۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۶۷: ایک شخص اپنی چچانی یا ممانی کے ساتھ نکاح کرے بعد انتقال اپنے چچا اور ماموں کے یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔

الجواب: درست ہے جبکہ رضاعت وغیرہ کوئی مانع نہ ہو قال تعالٰی واحل لکم ماوراء ذلکم واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۶۸: زید اگر اپنے بہنوئی کی لڑکی جو دوسری عورت کے شکم سے پیدا ہوئے نہ خاص اپنی بہن کی لڑکی مگر بہن کی سوکن کی لڑکی سے نکاح پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں

الجواب: جائز ہے لعدم المانع۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۶۹: ناف سے نیچے بدن غیر آدمی کا دیکھنے سے وضو جاتا ہے اب اس ملک افریقہ میں جنگلی آدمی ہیں ان کو کپڑے پہننے کی کچھ خبر نہیں اور ہر وقت تھوڑا سا کپڑا آگے شرمگاہ کے رکھتے ہیں اور سب بدن کھلا رہتا ہے ایسے لوگ اگر نمازی کے سامنے سے گزریں اور کھلا بدن نظر پڑے تو نمازی کا وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں وہ آدمی دین اسلام نہیں جانتے اور کافر ہیں اور ہر وقت آمدورفت کرتے ہیں۔

الجواب: اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے اصلا وضو میں خلل نہیں آتا یہ مسئلہ عوام میں غلط مشہور ہے ہاں پرایا ستر بالقصد دیکھنا حرام ہے اور نماز میں اور زیادہ حرام۔ اگر قصداً دیکھے گا نماز مکروہ ہوگی اور اتفاقاً نگاہ پڑ جائے پھر نظر پھیر لے یا آنکھیں بند کر لے تو حرج نہیں حدیث میں ہے النظرۃ الاولی لک والثانیۃ علیک پہلی نگاہ یعنی جو بے قصد پڑے وہ تیرے لئے ہے یعنی تجھ پر اس میں مواخذہ نہیں اور دوسری نگاہ یعنی جب دوبارہ قصداً دیکھے یا پہلی نگاہ قائم رکھے منہ نہ پھیرے آنکھیں نہ بند کرے تو اس کا تجھ پر مواخذہ ہے واللہ تعالٰی اعلم

---

[1] جو کتابیہ عورت سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر نہ رہتی ہو اس سے نکاح بالاجماع مکروہ ومنع ہے [2] ایسی کتابیہ کے باب میں علماء کا کراہت کو مطلق رکھنا بتاتا ہے کہ یہ کراہت تحریمی قریب بحرام ہے

مسئلہ ۷۰: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل کتاب کا ذبیحہ کھانا درست ہے تو فی زمانہ اہل کتاب نصاریٰ ہو یا یہود ان کا ذبح کیا ہوا کھانا حرام ہے یا نہیں۔

الجواب: نصاری کے یہاں ذبح نہیں وہ گلا گھونٹتے ہیں یا سر پر ڈنڈا مارتے یا گلے میں ایک طرف سے چھری بھونک دیتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے تو ان کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار ہے۔ یہود کے یہاں البتہ ذبح ہے پھر بھی بلا ضرورت ان کے ذبیحوں سے بچنا ہی چاہیے خصوصاً نصاریٰ مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں یہ اگر باقاعدہ ذبح بھی کریں تو ایک جماعت علماء کے نزدیک جب بھی ان کا ذبیحہ مطلقاً حرام ہے اور کہا گیا کہ اسی پر فتویٰ ہے اور اگر دہریہ نیچری ہو تو اس کا ذبیحہ بالاجماع مردار و حرام ہے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہو نہ کہ نصرانی یا یہودی کہ مجرد نام اصلا کافی نہیں۔ ردالمحتار و درمختار اواخر باب نکاح الکافر و بحر الرائق و فتاوی والوالجیہ میں ہے[۱] النصرانی لا ذبیحة له وانما یاکل ذبیحة المسلم اویخنق فتح القدیر[۲] میں ہے الاولی ان لایأکل ذبیحتیهم الاللضرورة مجمع النهر میں ہے فی المستصفیٰ قالوا الحل اذا لم یعتقد السیح الها امام اذا اعتقده فلا انتهی و فی مبسوط شیخ الاسلام یجب ان لا یا کلوا ذبائح اهل الکتاب اذا اعتقدوان السیح اله ولا یتزوجوانساء هم قیل و علیه الفتوی لکن بالنظر الی الدلیل ینبغی ان یجور والاولی ان لا یفعل الا للضرورة کما فی الفتح والنصاری فی زماننا یصرحون بالابنیة وعدم الغرورة متحقق والاحتیاط واجب لان فی حل ذبیحتهم اختلاف العلماء کما بینا فالا خذبجانب الحرمة اولی عند عدم الضرورة والله تعالیٰ اعلم۔

---

[۱] ترجمہ نصرانی کیلئے ذبیحہ نہیں وہ تو مسلمان کا ذبح کیا ہوا کھاتا ہے یا گلا گھونٹتا ہے [۲] ترجمہ اولیٰ یہ ہے کہ ان کا ذبیحہ نہ کھائے مگر مجبوری کو [۳] ترجمہ مستصفے میں ہے مشائخ نے فرمایا کہ نصاری کا ذبح کیا ہوا اور نصرانیہ سے نکاح اس وقت حلال ہیں جبکہ وہ مسیح کو خدا نہ مانے ورنہ ذبیحہ و نکاح دونوں حرام ہیں انتہے اور مبسوط امام شیخ اسلام میں ہے نصرانی جبکہ مسیح کو خدا جانے تو واجب ہے کہ اس کا ذبح کیا ہوا نہ کھایا جائے نہ ایسی عورت سے نکاح کیا جائے۔ کہا گیا کہ اسی پر فتویٰ ہے مگر نظر بدلائل جو از مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ بے ضرورت نہ کریں جیسا کہ فتح القدیر میں ہے اور ہمارے زمانے میں نصاری علانیہ بیٹا کہتے ہیں اور ضرورت کچھ نہیں اور احتیاط واجب ہے کہ انکا ذبیحہ حلال ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے تو جہاں مجبوری نہ ہو ان کا ذبح کیا ہوا بھی حرام ہی سمجھنا چاہیے۔

مسئلہ ۷۱: اگر ایک شخص گھرستی عورت کے ساتھ نصارے کے گرجے میں نکاح کیا اور پھر اسلامی طریقے بموجب نکاح کیا اور وہ عورت اپنے نصارے گرجے میں پوجا کرنے کو جاتی ہے آیا اگر وہ عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے دفن کفن کا کیا حکم ہے۔

الجواب: صرف اتنی بات کہ اس نے مسلمان سے نکاح کر لیا اسے مسلمان نہ کر دے گی کہ مرتدہ ٹھہرے وہ بدستور نصرانیہ ہے اس کے نصرانی رشتہ داروں کو دیدیجائے کہ وہ اس کا گور گڑھا کریں ہدایہ میں ہے[1] اذا مات الکافر ولہ ولی مسلم یغسل غسل الثوب النجس ویلف فی خرقتہ وتحفرحفیرۃ من غیر مراعاۃ سنۃ التکفین واللحد ولا یوضع فیھا بل یلقی فتح القدیر میں ہے جواب[2] المسألۃ مقید بما اذا لم یکن قریب کانھر فانکان خلی بینہ و بینھم ھذا اذا لم یکن کفرہ والعیاذ باللہ بارتد ادفا نکان تحفرلہ ویلقی فیھا کالکلب ولا یدفع الیٰ من انتقل الی دینھم صرح بہ فی غیر موضع واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] ترجمہ جب کافر مر جائے اور اس کا کوئی رشتہ دار مسلمان ہو وہ اسے بے رعایت سنت ایسا غسل دے جیسے ناپاک کپڑے کو دھوتے ہیں اور ایک چیتھڑی میں لپیٹ کر ایک تنگ گڑھے میں پھینکدے آہستگی سے نہ رکھے جگہ اوپر سے ڈالدے[2] ترجمہ یہ بھی اس صورت میں ہے کہ اس کا کوئی رشتہ دار کافر نہ ہو ورنہ اسے دیدیا جائے۔ یہ بھی اس صورت میں ہے کہ مرتد نہو اور اگر معاذ اللہ مرتد ہے تو غسل وکفر کچھ نہ اس کی لاش ان لوگوں کو دیں جن کا دین اس نے اختیار کیا بلکہ ایک تنگ گڑھے میں کتے کی طرح یونہی پھینک دیا جائے قال فی الغایہ رواہ والی مسلم ای قریب لان حقیقۃ الولایۃ متنفیۃ قال اللہ تعالیٰ لاتتخذوا الیھود والنصری اولیاء اہ ولم یرضہ فی الفتح فقال عبارۃ معیبۃ وما دفع بہ من انہ ابعاد القریب لا ینبغی لان المؤاخذۃ انما ھی علی نفس التعبیر بہ بعد ارادۃ القریب بہ اہ و تبعہ فی البحر واجاب فی النھر بالتجوز واقرہ فیما لمنحۃ اقول ولا ھمس کلام آنفتح کماتری وانا اقول الولی یکون من الوالاۃ و ھی المنتفۃ بین المؤمنین والکافرین یایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ و قدکفروا بماجاءکم من الحق ومن الولایۃ ابمعنے القدرہ علی التصرف فی الامرو ھی منتفیۃ للکافر علی المسلم لن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا وثابۃ للمسلم علی الکافر تالکوراۃ وللقضاۃ علی اھل الذمۃ وتذالمرتجز شھادۃ کافر علی مسلم و جازت شھادۃ المسلم علی الکافرلان الشھادۃ من باب الولایۃ والولایۃ فی امر التجھیز تکون عادۃ للاقرباء فالمعنی ولہ قریب من المسلمین یتصرف فی تجھیزہ و تکفینہ قسمۃ العیب ماھو لفظ محمد فی الجامع الصغیر وقدرواہ عن ابی یوسف عن الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنھم لیس مما ینبغی ھذا وقال فی ردالمحتار قولہ ویغسل المسلم جواز الان من شروط وجوب الغسل کون المیت مسلما قال فی البدائع لا یجب غسل الکافرلان الغسل واجب کرامۃ وتعظیما للمیت والکافرلیس من اھل ذلک اہ ما فی ش وانا اقول لا ادری لماذا یغسل فاقل ما فیہ التلوث بالخبث والاشتغال بالعبث

۲ فانہ ان غسل یسمین بحرالم یستفد طھرا ولا ان فی الغسل اکرما للمیت و تعظیما لہ لما وجب للمسلم فیبغی ان لا یجوز للکافر لانہ لیس من اھل ذلک و انما الواجب علینا اھانۃ فیھا قدرنا

مسئلہ ۷۲: ایک شخص اہل اسلام سنی ہے اور وہ ظاہراً شراب پیتا ہے اور حرام گوشت نصاریٰ کا یا کافر کے ہاتھ کا ذبیحہ کھاتا ہے اور کلمہ کا شریک ہے تو ایسے شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا اور بعد موت کے نماز جنازہ وغیرہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب: جبکہ وہ مسلمان ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے کہ ذبح میں اسلام بھی شرط نہیں ملت سماویہ کافی ہے اور اس کے جنازے پر نماز فرض ہے جیسا کہ جواب سوم میں گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۳: اگر کوئی شخص کافر ایمان لایا اور بڑی عمر کا ہونے کے سبب وہ ختنہ نہیں بیٹھا اب وہ شخص اگر ذبح کرے اور کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے تو اس ذبیحہ کھانا اور نکاح پڑھنا درست ہے یا نہیں زید کہتا ہے جب تک وہ ختنہ نہیں بیٹھا وہاں تک ذبیحہ اور نکاح اس کا درست نہیں ہے۔

الجواب: اس کے ذبیحہ کا حکم جواب ۳۸ میں گزرا اور اس کا نکاح بھی صحیح ہے وہیں گزرا کہ جوانی میں مسلمان ہوا اور اپنے ہاتھ سے اپنا ختنہ نہ کر سکے اور کوئی عورت ختنہ کرنا جانتی ہو تو اس سے اس کا نکاح کر دیا جائے کہ بعد نکاح وہ اس کا ختنہ کرے معلوم ہوا کہ بے ختنہ نکاح جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۴: اگر تیل یا گھی گرم ہو یا سرد اس میں حرام جانور مثلاً چوہا بلی یا کتا یا خنزیر وغیرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) وقول الهداية يغسله ويكفنه ويدفنه بذلك امر علی رضی الله تعالٰی عنه فی حق ابیه ابیطالب لکن یغسل غسل الثواب النجس الخ فاقول انما الثابت فی حدیث ابی داؤدان علیا کرم الله تعالٰی وجهه قال یا رسول الله ان عمك الشیخ الضال قدمات قال اذهب فوار اباك لیس فیه ذکر غسل ولا تکفین والمواداة لیست للاکرام بل لدفع الاذی وکذا هو عند الشافعی وابی داؤد الطیالسی وابن راهویه وابی یعلی والبیهقی نعم فی روایة ابن ابی شیبه اری ان تغسله وتجنه ولا بن سعد فی الطبقات من طریق الامام الواقدی قال اذهب فاغسله وکفنه دواره قال البیهقی حدیث باطل واسانیده کلها ضعیفة اه اقول صححه ابن خزیمة کما فی الاصابة من ترجمه ابیطالب واقره الحافظ لکنه فی المواراة فقط نعم الواقدی ثقه عندنا فصدق قول الهداية بذلك امر علی ومع هذا هی واقعة عین لا عموم لها وقد خفف عن ابی طالب عذاب النار اکراما رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فلیکن غسله و تکفینه ایضامن هذا و بعد کل ذلك والمذهب مانص علیه ولیس لنا مقال لدیه والله تعالٰی علم ۱۲ منه غفرله

جانور اندر مر گیا یا جھوٹا کر گیا اب وہ گھی وتیل وغیرہ کیسے پاک ہوگا اور وہ کھانا درست ہوگا یا نہیں۔

الجواب: گھی اگر رقیق پتلا ہے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ مسئلہ پنجم میں گزرا اور اگر جما ہوا ہے تو اس جانور یا اس کے منہ لگنے کی جگہ سے تھوڑا سا گھی کھرچ کر پھینک دیں باقی پاک ہے احمد وابوداؤد ابوہریرہ اور دارمی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اذا وقعت الفارۃ فی السمس فان کان جامدا فالقوھا وما حولھا** اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو چوہا اور اس کے آس پاس کا گھی نکال کر پھینک دو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۷: اگر کوئی شخص زاد راہ رکھتا ہے اور اس کو طاقت ہے کہ اپنے زن وفرزند کو حج کے واسطے لیجا سکتا ہے تو اپنے فرزند وزن کو حج بیت اللہ پڑھوانا واجب ہے یا نہیں اور حج نہیں پڑھاوے تو اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: اگر زن وفرزند پر حج فرض نہیں یوں کہ نابالغ ہیں یا مثلاً اتنا مال نہیں رکھتے جب تو ظاہر کہ انہیں حج کرانا اصلا واجب نہیں اور اگر ان پر حج فرض ہے تو اس پر اتنا واجب ولازم ہے کہ انہیں حج کا حکم دے اور بلا وجہ شرعی دیر نہ کرنے دے سستی کریں تو انہیں تنبیہ کرے اللہ عزوجل فرماتا ہے **یایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملئکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یومرون** O اے ایمان والو بچاؤ اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت درشت فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور انہیں جو حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ** تم میں ہر ایک کے تحت میں رعیت ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہونا ہے۔ مگر یہ اس پر ہرگز واجب نہیں کہ اپنا روپیہ ان کے حج کو دے اگر ایک پیسہ نہ دے اس پر الزام نہیں ہاں ایسا کرے تو ثواب عظیم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۶: اپنی عورت یا لڑکی وغیرہ کو ساتھ میں حج بیت اللہ کے واسطے لیجانا درست ہے اب زید کہتا ہے کہ اپنی عورت کو یا لڑکی کو حج کے واسطے نہیں لیجاوے تو اچھا ہے کیونکہ اس سفر میں عورت کا پرہیز نہیں رہتا اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

الجواب: زید غلط کہتا ہے اللہ کے بندے جو یہاں احتیاط رکھتے ہیں اللہ عزوجل جنگلوں دریاؤں مجمعوں میں ان کے لئے احتیاط رکھتا ہے جس پر بفضل اللہ تعالیٰ تجربہ شاہد ہے اور جو خود ہی بے پرواہی کریں تو اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من استعف اعفه الله و من استكفى كفاه الله جو پارسائی چاہے گا اللہ عزوجل اسے پارسائی دے گا اور جو مخلوق سے نگاہ پھیر کر اللہ کی کفایت چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے کفایت فرمائے گا[۱] رواه احمد و النسائی والضياء عن ابی سعيد الخدری رضی الله تعالٰى عنه بسند صحيح ایسے مہمل واہیات عذروں کے سبب حج فرض کا روکنا وسوسۂ شیطان ہے ہاں دوبارہ حج کو لیجانے میں ایسے خیال کی گنجائش ہوسکتی ہے خود حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ رکاب اقدس حجۃ الوداع میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن تھیں اس کے بعد ان سے فرمایا هذه ثم ظهور الحصر جو حج ضروری تھا وہ تو یہ ہولیا آگے چٹائیوں کی نشست[۲] رواه احمد عن ابی هريرة رضى الله تعالٰى عنه۔ والله تعالٰى اعلم۔

مسئلہ ۷۷: اگر بکرا یا مرغی وغیرہ بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ذبح کیا اور چھری تیز ہونے کے سبب سر جدا ہوجائے تو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: کھانا درست ہے یہ فعل مکروہ ہے اور بلا قصد واقع ہوا تو حرج نہیں درمختار میں ہے[۳] كره النخع بلوغ السكين النخاع وهو عرق ابيض فى جوف عظم الرقبة وكل تعذيب بلا فائدة مثل قطع الرأس والسلخ قبل ان تبرد اى تسكن عن اضطراب والله تعالٰى اعلم۔

---

[۱] ترجمہ: یہ حدیث امام احمد ونسائی وضیا نے بسند صحیح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔۱۲ [۲] ترجمہ یہ حدیث امام احمد نے ابوہریرہ سے روایت کی [۳] ترجمہ حرام مغز تک چھری پہنچا دینا مکروہ ہے اس طرح ہر وہ بات جس میں بیفائدہ جانور کی ایذ ہو جیسے ٹھنڈا ہونے یعنی تڑپ موقوف ہونے سے پہلے کا سر کاٹ دینا یا کھال کھینچنا۔

مسئلہ ۷۸: بروز عید یا وبا و طاعون کے مع نشان عیدگاہ پر جانا درست ہے یا نہیں یعنی ڈھول یا پڑگم وغیرہ کے ساتھ جانا۔

الجواب: باجے منع ہیں اور نشانی کے لئے نشان میں حرج نہیں جمادی الاخرہ ۱۸ میں بلاول بندر جونا گڑھ کاٹھیاوار سے اس کا سوال آیا تھا جس کا مفصل جواب ہمارے فتاوے میں موجود ہے جو اسی زمانے میں بمبئی سے شائع بھی ہو چکا مگر ایک امر ضروری قابل لحاظ ہے کہ یہ نفس علم کا حکم ہے جہاں اس سے کوئی محذور شرعی پیدا ہوتا ہو مثلاً جن بلاد میں محرم کے علم رائج ہیں عوام اسے انس سے سمجھیں اور اس سے ان کے جواز پر استدلال کریں۔ اور فرق سمجھانیکی ضرورت پڑے وہاں اس سے احتراز کیا جائے کہ کوئی امر ضروری نہیں اور احتمال فتنہ و فساد عقیدہ ہے نہ ہر ایک کو سمجھا سکیں گے نہ ہر ایک سمجھانے سے سمجھے گا تو ایسی بات سے احتراز مناسب۔ حدیث میں ہے ایاك وما یعتذر منه اسبات سے بچ جس میں معذرت کرنی پڑے۔[1] رواہ الحاکم والبیهقی عن سعد بن ابی وقاص والضیاء عن انس رضی الله تعالٰی عنهما بسند حسن و فی الباب عن جابرو عن ابن عمرو عن ابی ایوب رضی الله تعالٰی عنهم والله تعالٰی اعلم

مسئلہ ۷۹، ۸۰: حضرت جناب پاک محمد رسول اللہ ﷺ و حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا اسم شریف سن کر دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کو بوسہ دینا اور دونوں چشموں پر رکھنا شرع میں جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو بدعت کہنے والا کافر ہے یا نہیں آپ کا رسالہ الکوکبة الشهابیة فی کفریات ابی الوهابیة صفحہ ۳ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم میں آیت اولٰی اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔ بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سنا تا کہ جو تمہاری تعظیم کرے اسے فضل عظیم کی بشارت دو اور جو معاذ اللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذاب الیم کا ڈر سناؤ اب حضرت ﷺ و جناب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا نام سن کر بوسہ دینا تعظیم ہے یا نہیں۔

---

[1] یہ حدیث حاکم و بیہقی نے سعد بن ابی وقاص اور ضیا نے بسند حسن انس سے روایت کی اور اس باب میں جابر بن عبداللہ بن عمرو ابوایوب انصاری سے حدیثیں ہیں۔ ۱۲ منہ

الجواب: اذان میں نام اقدس سن کر یہ بوسہ دینا بتصریح فقہ مستحب ہے اس کے بیان میں ہماری مبسوط کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین سالہا سال سے شائع ہے اقامت یعنی تکبیر نماز میں اس کا انکار طائفہ دیو بندیت کے جدید سرغنہ تھانوی نے فتاوی امدادیہ میں کیا اس کے رد میں ہمارا رسالہ نھج السلامہ فی حکم تقبیل الابھامین فی الاقامہ ہے۔ رہی یہ صورت کہ اذان و اقامت کے سوا بھی جہاں نام اقدس سنے اس کے جواز میں بھی شبہ نہیں جبکہ مانع شرعی نہ ہو جیسے حالت نماز میں [۱] جواز کو یہی کافی کہ شرعاً ممانعت نہیں جس چیز کو اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع نہ فرمائیں اسے منع کرنا خود شارع بننا اور نئی شریعت گھڑنا ہے اور جب اسے بنظر تعظیم و محبت کیا جاتا ہے تو ضرور پسندیدہ و محبوب ہوگا کہ ہر [۲] مباح نیت حسن سے مستحب و مستحسن ہو جاتا ہے کما فی البحر الرائق وردالمحتار و غیر ھما من معتھدات الاسفار [۳] افعال تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لیے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ۔ وہاں خاص کا ثبوت مانگنے والا اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ مولیٰ عزوجل نے مطلق بلا تقیید و تحدید انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلاۃ والثنا کی تعظیم کا حکم فرمایا قال تعالیٰ وتعزروہ و توقروہ رسول کی تعظیم و توقیر کرو قال تعالیٰ فالذین امنوا بہ و عزّروہ و نصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئك ھم المفلحون جو اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اسکی تعظیم و مدد اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اترا پیروی کریں وہی فلاح پائیں گے وقال تعالیٰ لئن اقمتم الصلوۃ واتیتم الزکوۃ وامنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضا حسنا لا کفرن عنکم سیاتکم ولا دخلنکم جنت تجری من تحتھا الانھر اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو

---

[۱] کسی شے کے جائز ہونے کو اتنا کافی ہے کہ شرح میں اسکی ممانعت نہ آئی ہے [۲] ہر مباح اچھی نیت سے مستحب ہو جاتا ہے
[۳] تعظیم انبیاء اولیاء میں جتنے نئے طریقے ایجاد کرو جن سے ممانعت نہ ہو سب خوب و مستحسن ہے۔

اور اللہ کے لیے اچھا قرض دو تو ضرور تمہارے گناہ مٹادوں گا اور ضرور تمہیں جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہیں وقال تعالیٰ و من یعظم حرمت اللہ فھو خیر لہ عند ربہ جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے وقال تعالیٰ و من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب O جو الٰہی نشانوں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

ولہذا ہمیشہ علمائے کرام وائمہ اعلام امور تعظیم ومحبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور انہیں ایجاد کنندہ کی منقبت میں گنتے آئے جس کی بعض مثالیں ہمارے رسالہ اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تھامہ میں مذکور ہوئیں۔ امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابر نے فرمایا کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا جو بات ادب وتعظیم میں جتنی زیادہ دخل رکھتی ہو خوب ہے امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب البحر المورود میں فرماتے ہیں اخذ علینا العھود ان لا نمکن احدا من اخواننا ینکر شیأ ابتداعہ المسلمون علی جھۃ القربۃ الی اللہ تعالیٰ ورأوہ حسنا کما مر تقریرہ مرارا فی ھذہ العھود لا سیما ما کان متعلقا باللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم پر عہد لئے گئے کہ کسی بھائی کو کسی ایسی چیز پر انکار نہ کرنے دیں جو مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کے لیے نئی نکالی اور اچھی سمجھی ہو جیسے اس کی تقریر اس کتاب میں بارہا گزری خصوصاً وہ ایجادیں کہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہوں۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں۔ یسمون بفعلھم السنۃ الحسنۃ وان کانت بدعۃ اھل البدعۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من سن سنۃ حسنۃ فسمی المبتدع للحسن مستنا فأدخلہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السنۃ فقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذن فی ابتداع السنۃ الحسنۃ الی یوم الدین وانہ ما جور علیھا مع العاملین لھا بدوا مھا فیدخل فی السنۃ الحسنۃ کل حدث مُستحسَنٌ

قال الامام النووی کان له مثل اجورتا بعیه سواء کان هو الذی ابتدأه او کان منسوبا الیه و سواء کان عبادة اوادبا او غیر ذلك اه ملتقطا یعنی نیک بات اگر چہ بدعتِ نو پیدا ہواس کا کرنے والا سنی ہی کہلائے گا نہ بدعتی اس لئے کہ رسول ﷺ نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا تو ہر اچھی بدعت کو سنت میں داخل فرمایا اور اسی ارشاد اقدس میں قیامت تک نئی نئی نیک باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو ایسی نئی بات نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملیگا تو اچھی بدعت سنت ہی ہے امام نووی نے فرمایا جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملے گا خواہ اسی نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا اس کی طرف منسوب ہو اور چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات یا کچھ اور ظاہر ہے کہ یہ انگوٹھے چومنا حسب نیت وعرف ادب کی بات میں داخل ہے اور نہ سہی تو کچھ اور تو سب کو شامل ہے مسلمان یہ فائدہ جلیلہ خوب یاد رکھیں کہ بات بات پر وہابیہ مخذولیں کے الٹے مطالبوں سے بچیں ان خبثاء کی بڑی دوڑ یہی ہے کہ فلاں کام بدعت ہے حادث ہے اگلوں سے ثابت نہیں اس کا ثبوت لاؤ سب کا جواب یہی ہے کہ تم اندھے ہو اوندھے ہو دو باتوں میں سے ایک کا ثبوت تمہارے ذمے ہے یا تو یہ کہ فی نفسہ اس کام میں شر ہے یا یہ کہ شرع مطہر نے اسے منع فرمایا ہے اور جب نہ شرع سے منع نہ کام میں بلکہ قرآن عظیم کے ارشاد سے جائز دارقطنی نے ابوثعلبہ خشنی سے روایت کی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان الله فرض فرائض ولا تضیعوها وحرم حرمات فلا تنتهکوها وحد حدودا فلا تعتدوها وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تحثوا عنها بیشک اللہ عزوجل نے کچھ باتیں فرض کی ہیں انہیں نہ چھوڑو اور کچھ حرام فرمائیں ان پر جرات نہ کرو اور کچھ حدیں باندھیں ان سے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں کا کوئی حکم قصداً ذکر نہ فرمایا ان کی تفتیش نہ کرو کہ ممکن کہ تمہاری تفتیش سے حرام فرما دی جائیں صحیح بخاری و مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان اعظم

---

۱ نبی ﷺ نے قیامت تک نیک باتیں نئی پیدا کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور ان سب کو سنت میں داخل فرمایا جن چیزوں کی ممانعت قرآن وحدیث میں نہیں سب جائز ہیں۔ جائز ہونے کا ثبوت درکار نہیں۔

المسلمین فی المسلمین جرما من سأل عن شئے لم یحرم علی الناس محرم من اجل مسألته مسلمانوں میں سب میں بڑا مسلمانوں کے حق میں مجرم وہ ہے جس نے کوئی بات پوچھی اس کے پوچھنے پر حرام فرمادی گئے یعنی نہ پوچھتا تو اس بنا پر کہ شریعت میں اس کا ذکر نہ آیا جائز رہتی اس نے پوچھ کر ناجائز کرالی اور مسلمانوں پر تنگی کی۔ ترمذی وابن ماجہ سلمان فارسی سے راوی الحلال مااحل اللہ فی کتابه والحرام ماحرم اللہ فی کتابه وما سکت عنه فھو مما عفا عنه جو کچھ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ما احل فھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت عنه فھو عفو جو جسے اللہ ورسول نے حلال کہا وہ حلال ہے جسے حرام کہا وہ حرام ہے جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنه فانتھوا جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ تو معلوم ہوا کہ جس کا نہ حکم دیا نہ منع کیا وہ نہ واجب نہ گناہ۔ اور عزوجل جلہ فرماتا ہے یایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم وان تسلوا عنھا حین ینزل القرآن تبدلکم عفا اللہ عنھا واللہ غفور حلیم۔ اے ایمان والو نہ پوچھو وہ باتیں کہ ان کا حکم تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں برا لگے اور اگر اس زمانے میں پوچھو گے جب تک قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائے گا اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے یہ آیۂ کریمہ ان تمام حدیثوں کی تصدیق اور صاف ارشاد ہے کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے جب تک کلام مجید اتر رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاکر نہ ہو کہ کوئی پوچھتا اس کے سوال کی شامت سے منع فرما دی جاتی اب کہ قرآن کریم اتر چکا دین کامل ہولیا اب کوئی حکم نیا آنے کو نہ رہا جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ منع کیا ان کی معافی مقرر ہو چکی جس میں اب تبدیلی نہ ہوگی وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے وللہ الحمد یہاں تک جواز کا بیان تھا رہا

استحباب وہ فعل جب کہ فی نفسہ خود ہی نیک ہے یا مسلمان نے اسے نیت حسن محمود سے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے داخل سنت ہے اگر چہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا ہو جیسا کہ حدیث من سن فی الاسلام سنة حسنة وعبارات ائمہ سے گزرا والحمد لله رب العلمین تعظیم حضور پرنور ﷺ مدار ایمان ہے اس کا منکر قطعاً کافر مگر یہ نفس تعظیم میں ہے افعال تعظیمیہ میں جس کا ثبوت ضروریات دین سے ہے جیسے درود وسلام اس کا منکر مرتد کافر یا جس کا ثبوت قطعی ہو اگر چہ بدیہی نہ ہو ائمہ حنفیہ اسے بھی کافر کہیں گے بغیر اس کے تکفیر کی گنجائش نہیں خصوصاً ایک نو پیدا بات جس میں منکر کو شبہہ بدعت یہ اس کے لیے ہے جس کا انکار بر بنائے وہابیت نہ ہو ورنہ وہابیہ پر خود ہی صدہا وجہ سے کفر لازم اور ان کے انکار کا منشا بھی وہی ہوتا ہے کہ ان کے سینے توہین سے پر اور تعظیم مصطفےٰ ﷺ ان کے دلوں پر شاق قل موتوا بغیظكم ان الله علیم بذات الصدور والله تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۸۰: حضور پرنور سیدنا غوث اعظم حضور اقدس وانور سید عالم ﷺ کے وارث کامل ونائب تام وآئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور ﷺ مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات ونعوت جلالت آئینہ محمدی ﷺ میں تجلی فرما ہے من رانی فقد رأی الحق تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے اور تعظیم سرکار رسالت عین تعظیم حضرت عزت ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور یہ مثل صلاة بالاستقلال ان تعظیموں میں نہیں جن کو شرع مطہر نے شانِ نبوت سے خاص فرما دیا ہو تو وہی آیات واحادیث وارشادات ائمہ قدیم وحدیث اس کے جواز میں بھی کافی کفانا الكافی فی الدارین۔ وصلے وسلم علی سید الكونین۔ واله وصحبه وغوث الثقلین۔ وخربه وامته كل حین واین عدو كل اثرو عین والحمد لله رب النشأتین والله سبحنه و تعالٰی اعلم۔ بنوو علم جل مجده اتم واحكم۔

سوالات بار دیگر

مسئلہ ۸۱: بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین محمد والہ واصحبہ اجمعین الی یوم الدین بالتبجیل و حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام اہلسنت پر کہ جو ہمیں خدا اور رسول جل وعلاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگویوں کی دشناموں اور ان کے کفریات سے مطلع کئے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے بہ برکت رسولہ الکریم ﷺ آمین فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے تمہید ایمان سے صفحہ ٦ لے کر صفحہ ۲۲ تک وعظ کیا جس میں زید صاحب نے چند عذر پیش کئے جس سے بعض برادران اہلسنت کو دھوکا ہونے کا اندیشہ ہے لہٰذا ہمارے آقا ہمارے سردار کے سامنے وہ عذر بیان کرنا ضروری سمجھا گیا ہے عذر اوّل تمہید ایمان صفحہ ۸ آیت اور فرمایا ہے وَمَنۡ یَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ جو تم میں ان سے دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہے بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو پہلی دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہ ہی فرمایا تھا اس آیہ کریمہ نے بالکل تصفیہ فرما دیا کہ جو ان سے دوستی رکھے وہ بھی انہیں میں سے ہے انہیں کی طرح کافر ہے ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ کوڑا بھی یاد رکھیے کہ تم چھپ چھپ کر ان سے میل رکھتے ہو اور میں تمہارے چھپے ظاہر سب کو خوب جانتا ہوں اس مقام پر یہ عذر ہوا کہ جب ان سے دوستی کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے تو سارے جہان کو مسلمان کافر ٹھہرے جاتے ہیں کیونکہ ہر ایک مسلمان قوم مجوس و ہنود و نصاریٰ و یہود وغیرہ سے دوستی رکھتے ہیں یہ بدگو لوگ تو عالم ہیں اس عذر کا جواب یہ دوستی مذہبی نہیں کہ مذہب کی رو سے ان کو قطعاً کافر سمجھتے ہیں نہ کہ ان بدگویوں کی طرح عالم دین پھر کافر اصلی و مرتد میں بڑا فرق ہے یہ لوگ مرتد ہیں اس نے کسی قسم کا میل جول جائز نہیں۔ تمہارا رب عزوجل اللہ رسول ﷺ کے بدگویوں کے واسطے ارشاد فرماتا ہے کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِسۡلَامِهِمۡ وہ مسلمان ہو کر اس کلمے کے سبب کافر

ہو گئے کہیں فرمایا لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد عذر دوم رسول اللہ ﷺ کو ان دشنامیوں کی تیسری دشنام میں تمہید ایمان صفحہ ۱۲ ''معاذ اللہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانے اور اگر اب بھی تجھے اعتبار نہ آئے تو خود انہیں بدگویوں سے پوچھ دیکھ کہ آیا تمہیں اور تمہارے استادوں پیرجیوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں تجھے اتنا علم ہے جتنا سوئر کو ہے تیرے استاد کو ہی علم تھا جیسا کتے کو ہے تیرے پیر کو اس قدر علم تھا جس قدر گدھے کو ہے یا مختصر طور پر اتنا ہی ہو کہ او علم میں الو۔ گدھے۔ کتے۔ سوئر کے ہمسرو دیکھو تو وہ اس میں اپنی اور اپنے استاد و پیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں۔ قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سر ہو جائیں پھر کیا سبب ہے کہ جو کلمہ ان کے حق میں توہین و کسر شان ہو محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین نہ ہو کیا معاذ اللہ ان کی عظمت ان سے بھی گئی گزری ہے کیا اس کا نام ایمان ہے حاش للہ'' یہاں بڑا بھاری سخت عذر گزرا کہ میاں واعظ کو مسجد میں بیٹھ کر الو گدھے، کتے۔ سوئر کا نام لینا ناجائز ہے یہاں تک کہ کتے سوئر کا نام لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور منہ میں پانی لے کر کلی کرنا واجب ہے اس عذر کا جواب تو اول حضور کا رسالہ ازالۃ العار سے پوچھے صفحہ ۱۸ ''دلیل ششم ایھا الناس ضرب مثل فاستمعوا له اے لوگو ایک مثل کہی گئی اسے کان لگا کر سنو ان الله لا يستحي من الحق بیشک اللہ عزوجل حق بات فرمانے میں نہیں شرماتا ایحب احدکم ان تکون کریمته فراش کلب فکرھتموہ کیا تم میں کسی کو پسند آتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے تم اسے بہت برا جانو گے رب جل وعلا نے غیبت کا حرام ہونا اسی طرز بلیغ سے ادا فرمایا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتافکر ھتموہ کیا تم میں کوئی پسند رکھتا ہے کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں برا لگا۔ سنو سنو اگر سنی ہو تو بگوش ہوش سنو لیس لنا مثل السؤ التی صارت فراش مبتدع کالتی کانت فراشالکلب ہمارے لیے بری مثل نہیں جو عورت کسی بدمذہب کی جورو بنی وہ ایسی ہی ہے جیسے کسی کتے کے تصرف میں آئی رسول اللہ ﷺ نے کوئی چیز دے کر پھیر لینے کا ناجائز ہونا اس وجہ سے انیق سے بیان

فرمایا العائد فی هبته کالکلب یعود فی قیئه لیس لنا مثل السوء اپنی دی ہوئی چیز پھیرنے والا ایسا ہے جیسے کتا قے کر کے اسے پھر کھا لیتا ہے ہمارے لئے بری مثل نہیں۔ اب اتنا معلوم کرنا رہا کہ بد مذہب کتا ہے یا نہیں۔ ہاں ضرور ہے بلکہ کتے سے بھی بدتر و ناپاک تر کتا فاسق نہیں اور یہ اصل دین و مذہب میں فاسق ہے کتے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب شدید کا مستحق ہے میری نہ مانو سید المرسلین ﷺ کی حدیث مانو ابو حاتم خزاعی اپنی جزو حدیثی میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اصحاب البدع کلاب اهل النار بد مذہبی والے جہنمیوں کے کتے ہیں'' اب تمہید ایمان سے سینے صفحہ ۴ اور ۱۰۔ ''تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ یعنی وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بہکے ہوئے وہی لوگ غفلت میں پڑے ہیں اور فرماتا ہے اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ وہ تو ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں دیکھو تمہید ایمان ص۱۸ اور ۱۹ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے۔ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۔ بھلا دیکھئے تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ نے علم ہوتے ساتے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھ پر پٹی چڑھا دی تو کون اسے راہ پر لائے اللہ کے بعد۔ تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اور فرماتا ہے كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ط بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ان کا حال اس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں کیا بری مثال ہے ان کی جنہوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں اور فرماتا ہے فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے یہ ان کا حال ہے جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں۔'' اور سینے اللہ عزوجل فرماتا ہے پارہ ۲۹ سورہ مدثر فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِنْ

قَسْوَرَةٍ٥ انہیں کیا ہوا نصیحت سے منہ پھیرے ہیں گویا وہ گدھے ہیں بھڑکے ہوئے کہ شیر سے بھاگے ہوں۔ الحمد للہ ہمارے علمائے کرام نے جو الفاظ ان بدگویوں کے رد میں لکھے ان کے ثبوت قرآن عظیم ہی کی آیات کریمہ نے دیے اب اتنا معلوم کرنا رہا کہ قرآن مجید میں لفظ خنزیر ہے یا نہیں مسلمانوں دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے پارہ لا یحب اللہ سورہ مائدہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سوئر کا اور جس کے ذبح پر اللہ کا غیر نام پکارا گیا اور فرماتا ہے پارہ سوۂ انعام قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْدَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْلَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ بِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ج یعنی کہہ نہیں پاتا میں بیچ اس چیز کے کہ وحی کی ہے طرف میری حرام کیا گیا اوپر کسی کھانے والے کے کہ کھاوے اس کو مگر یہ کہ ہو مردار اور لہو ڈالا ہوا رگوں میں سے یا گوشت سوئر کا پس تحقیق وہ ناپاک ہے اور وہ کہ ذبح کیا گیا ہو غیر خدا کا نام لے کر اور فرماتا ہے پارہ ۱۴ سورۂ نحل اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ سوا اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سوئر کا اور وہ چیز کہ اس کے ذبح میں آواز بلند کی جاوے واسطے غیر خدا کے اور یہ تو سنیے جو اللہ عزوجل فرماتا ہے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اللہ نے ان کافروں میں سے کر دیئے بندر اور سوئر اور شیطان کے پجاری مولانا صاحب للہ للہ انصاف اگر گدھے کتے سوئر کے نام لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وہی الفاظ حافظ و امام عین نماز میں قراءت میں پڑھتے ہیں جب وضو ٹوٹ جاتا ہے تو پھر ہمارے آئمہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیوں حکم نہیں کیا کہ جس وقت امام کی زبان سے گدھے کتے سوئر کا لفظ نکلے فوراً نماز جاتی رہے گی اور جن سورتوں میں یہ نام آئے نماز میں ان کا پڑھنا حرام ہے کہ نماز وضو دونوں باطل ہو جائیں گے بلکہ زید صاحب کے نزدیک یہ نام وضو توڑنے والی چیزوں سے بھی سخت ہوئے کہ ان سے کلی فقط سنت ہوئی اور ان سے واجب ہوئی پھر وہی کہنا پڑا کہ ایسی بات وہی کہیگا جو گدھا ہو پھر اگر وضو نہ ٹوٹے صرف کلی واجب ہو تو نماز باطل نہ ہوئی

ناقص تو ہوئی اب اگر عمداً کلی نہ کرے تو نماز پھیرنا واجب ہو اور سہواً نہ کرے تو سجدہ سہو واجب ہو اور اگلی کلی کرے تو عمل کثیر کے سبب نماز باطل ہو بہر حال یہ عذر باطل و مردود ہوا عذر سوم بے علم نادان کا فرمانا یہ ہوا کہ اگر چہ کتابوں میں اور قرآن شریف میں گدھے کتے۔ سوئر کا نام لکھا ہوا ہے مگر تاہم وعظ میں مسجدوں میں بیٹھ کر اپنی زبان سے یہ الفاظ نہ نکالیں اولاً اس عذر کا جواب تو ازالۃ العازلبحر الکرائم عن کلاب النار سے سن چکے ان اللہ لا یستحیی من الحق بیشک اللہ عزوجل حق بات فرمانے میں نہیں شرماتا پھر ہم حق بات میں کیوں شرمائیں اور یہ قول بھی جاہلوں کا باطل ہے اگر جو الفاظ قرآن مجید میں لکھے ہوئے وعظ و مسجد میں پڑھنا منع ہو تو یہ قرآن شریف کا رد کرنا ہے۔ اوپر گزری آیتوں میں کتنی جگہ لفظ گدھے و کتے و خنزیر وغیرہ ہیں تو ایک آیت جان بوجھ کر معیوب سمجھ کر چھوڑ دے تو اس کا کیا حکم ہے اور اگر ان حضرات کو یہ دیکھنا منظور ہو تو حضور کا رسالہ خلاصہ فوائد فتوی ۱۳۲۴ھ کو دیکھیں کہ ہمارے علمائے کرام حرمین شریفین اس باب میں کیا فرماتے ہیں فقیر عفی عنہ یہاں پر فقط دو تقریظ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین[۱۳] کا ترجمہ مبین [۲۵]احکام و تصدیقات[۱۲] اعلام سے نقل کرتا ہے۔

تقریظ اوّل: میرے بھائیو دیکھو صفحہ ۳۳ تقریظ پیشوائے علمائے محققین والا ہمت کبرائے مدققین عظیم المعرفۃ ماہر سردار بزرگ صاحب نور عظیم ابر بارندہ ماہ درخشندہ ناصر سنن فتنہ شکن سابق مفتی حنفیہ جن کی طرف اوّل سے ابتک طالبان فیض دور دور سے جاتے ہیں صاحب عزت وافضال مولانا علامہ شیخ صالح کمال جلال والاعزت و کمال کے تاج ان کے سر پر رکھے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سب خوبیاں اس خدا کو جس نے آسمان علوم کو علمائے عارفین کے چراغوں سے مزین فرمایا اور ان کی برکات سے ہمارے لیے ہدایت اور حق واضح کے راستوں کو روشن کر دکھایا میں اس کے احسان وانعام پر اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے خاص اور عام افضال پر اسکا شکر بجا لاتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ایک اکیلا اس کا کوئی شریک نہیں ایسی گواہی کہ اپنے کہنے والے کو نور کے منبروں پر بلند کرے اور کجی اور بد

کاری والوں کے شہاب کو اس کے پاس نہ آنے دے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہوں نے ہمارے لئے حجت واضح کر دی اور کشادہ راہ روشن فرمائی الٰہی تو درود و سلام نازل فرما ان پر اور ان کی ستھری پاکیزہ آل پر اور ان کے فوز و فلاح والے صحابہ اور ان کے نیک پیرووں پر قیامت تک بالخصوص اس عالم علامہ پر کہ فضائل کا دریا اور علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے حضرت مولانا محقق زمانے کی برکت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے اور سلامت رکھے اور ہر بری اور ناگوار بات سے اسے بچائے حمد و صلوٰۃ کے بعد اے امام پیشوا تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہمیشہ آپ نے جواب دیا اور بہت ٹھیک دیا اور تحریر میں داد تحقیق دی اور مسلمانوں کی گردنوں میں احسان کی ہیکلیں ڈالیں اور اللہ عزوجل کے یہاں عمدہ ثواب کا سامان کر لیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو مسلمانوں کیلئے مضبوط قلعہ بنا کر قائم رکھے اور اپنی بارگاہ سے آپ کو بڑا اجر اور بلند مقام دے اور بیشک گمراہی کے وہ پیشوا جن کا تم نے نام لیا ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا اور تم نے ان کے بارے میں جو کچھ کہا سزا وار قبول ہے تو ان کا جو حال تم نے بیان کیا اس پر وہ کافر اور دین سے باہر ہیں ہر مسلمان پر واجب ہے کہ لوگوں کو ان سے ڈرائے اور ان سے نفرت دلائے اور ان کے فاسد راستوں اور کھوٹی رایوں کی مذمت کرے اور ہر مجلس میں ان کی تحقیر واجب ہے اور ان کی پردہ دری امور ثواب سے ہے اور خدا اس پر رحمت کرے جس نے کہا۔

دین میں داخل ہے ہر کذاب کی پردہ دری ۔۔۔ سارے بددینوں کی جولائیں عجب باتیں بری
دین حق کی خانقائیں ہر طرف پاتا گری ۔۔۔ گر نہ ہوتی اہل حق ورشد کی جلوہ گری

وہی زیان کار ہیں وہی گمراہ ہیں وہی ستمگار ہیں وہی کفار ہیں الٰہی ان پر اپنا سخت عذاب اتار اور انہیں اور جو ان کی باتوں کی تصدیق کرے سب کو ایسا کر دے کہ کچھ بھاگے ہوئے ہوں کچھ مردود۔ اے رب ہمارے ہمارے دلوں میں کجی نہ ڈال بعد اس کے کہ تو نے ہمیں سچی راہ دکھائی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت بخش بیشک تو ہی ہے بہت بخشنے والا اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ اور ان کے آل واصحاب پر بکثرت درود و سلام بھیجے سلخ

محرم الحرام ۱۳۲۴ھ سے اپنی زبان سے کہا اور لکھنے کا حکم دیا مسجد حرام شریف میں علم و علما کے خادم محمد صالح بن علامہ مرحوم حضرت صدیق کمال حنفی سابق مفتی مکہ معظمہ نے اللہ اسے اور اس کے والدین و احباب سب کو بخشے اور اسکے دشمنوں اور برا چاہنے والوں کو مخذول کرے آمین۔

تقریظ دوم صفحہ ۱۴۱: تقریظ غیظ منافقین و کام موافقین حامی سنت و اہل سنت ماحی بدعت و جہل بدعت زینت لیل و نہار نکوئی روزگار خطیب خطیبہائے کرم محافظ کتب حرم علامہ ذیقدر بلند عظیم الفہم دانشمند حضرت مولانا سید اسمٰعیل خلیل اللہ تعالیٰ انہیں عزت و تعظیم کے ساتھ ہمیشہ رکھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب خوبیاں خدا کو جو ایک اکیلا سب پر غالب ہے قوت و عزت و انتقام و جبروت والا جو صفات کمال و جلال کے ساتھ متعالی ہے کافروں سرکشوں گمراہوں کی باتوں سے منزہ ہے جس کا نہ کوئی ضد ہے نہ مانند نہ نظیر پھر درود و سلام ان پر جو سارے جہاں سے افضل ہیں ہمارے سردار محمد ﷺ ابن عبد اللہ تمام انبیاء و رسل کے خاتم اپنے پیرو کو رسوائی و ہلاک سے بچانے والے اور جو ہدایت پر نابینائی کو پسند کرے اسے مخذول کرنے والے حمد و صلاۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کریں بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہہ نہیں کہ ان میں کوئی تو دین متین کو پھینکنے والا اور ان میں کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے تو اسلام میں ان کا نام نشان کچھ باقی نہ رہا جیسا کہ کسی جاہل سے جاہل پر بھی پوشیدہ نہیں کہ وہ جو کچھ لائے ایسی چیز ہے جسے سنتے ہی کان پھینک دیتے ہیں اور عقلیں اور طبعتیں اور دل اس کا انکار کرتے ہیں نیز پھر میں کہتا ہوں میرا گمان تھا کہ یہ گمراہان گمراہ گر فاجر کافر دین سے خارج ان میں جو بد اعتقادی حاصل ہوئی اس کا مبنیٰ بدفہمی ہے کہ عبارات علمائے کرام کو نہ سمجھے اور

اب مجھے ایسا علم یقین ہوا جس میں اصلا شک نہیں کہ یہ کافروں کے یہاں کے منادی ہیں دین محمد ﷺ کو باطل کرنا چاہتے ہیں تو ان میں تو کسی کو اصل دین کا انکار کرتے پائے گا اور ان میں کوئی ختم نبوت کا منکر ہو کر نبوت کا مدعی ہے اور کوئی اپنے آپ کو عیسےٰ بناتا ہے اور کوئی مہدی اور ظاہر میں ان سب میں ہلکے اور حقیقت میں ان سب سے سخت یہ وہابیہ ہیں خدا ان پر لعنت کرے اور ان کو رسوا کرے اور ان کا ٹھکانا اور ان کا مسکن جہنم کرے بے پڑھے جاہلوں کو جو چوپاؤں کی طرح ہیں دھوکے دیتے ہیں کہ وہی پیروان سنت ہیں اور ان کے سوا اگلے نیک امام اور جو ان کے بعد ہوئے بد مذہب ہیں اور سنت روشن کے تارک و مخالف ہیں اے کاش میں جانتا کہ گروہ سلف کرام طریقہ نبی ﷺ کے متبع نہ تھے تو طریقہ نبی ﷺ کا پیرو کون ہے اور میں اللہ عزوجل کی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے اس عالم باعمل کو مقرر فرمایا جو فاضل کامل ہے منقبتوں اور فخروں والا اس مثل کا مظہر کہ اگلے پچھلوں کیلئے بہت کچھ چھوڑ گئے یکتائے زمانہ اپنے وقت کا یگانہ مولانا احمد رضا خاں اللہ بڑے احسان والا پروردگار اسے سلامت رکھے انکی بے ثبات حجتوں کو آیتوں اور قطعی حدیثوں سے باطل کرنے کے لئے اور وہ کیوں نہ ایسا ہو کہ علمائے مکہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہوتا تو علمائے مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو حق و صحیح ہو۔

خدا سے کچھ اس کا اچنبا نہ جان　　　　کہ اک شخص میں جمع ہو سب جہان

تو اللہ اسے دین اور اہل دین کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا کرے اور اسی اپنے احسان اپنے کرم سے اپنا فضل اپنی رضا بخشے اور حاصل یہ کہ زمین ہند میں سب طرح کے فرقے پائے جاتے ہیں اور یہ باعتبار ظاہر ہے ورنہ وہ حقیقت میں کافروں کے راز دار ہیں اور دین کے دشمن ہیں اور ان باتوں سے ان کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں الٰہی ہدایت نہیں مگر تیری ہدایت اور نہ نعمتیں ہیں مگر تیری نعمتیں اور اللہ ہم کو بس ہے اور وہ اچھا کام بنانے والا ہے اور نہ گناہوں سے پھرنا نہ طاعت کی طاقت مگر اللہ عظمت و بلندی والے کی توفیق سے الٰہی ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی ہمیں روزی کر اور ہمیں

باطل کو باطل دکھا اور ہمارے دل میں ڈال کہ اس سے دور رہیں اور اللہ درود و سلام بھیجے۔ ہمارے سردار محمد ﷺ اور ان کے آل و اصحاب پر اسے اپنی زبان سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اپنے جلال والے رب کی معافی امیدوار حرم مکہ معظمہ کی کتابوں کے حافظ سید اسمٰعیل ابن سید خلیل نے ہاں ہاں پیارے بھائیو سنتے ہو ہمارے مولٰنا عالم علامہ محبّ سنت و اہل سنت عدو بدعت و اہل بدعت کے کلاموں کی تصدیق علمائے کرام حرمین شریفین فرما رہے ہیں اور ان بدگویوں کی نسبت صاف حکم کرتے ہیں کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ لوگوں کو ان سے ڈرائے اور ان سے نفرت دلائے اور ان کے فاسد راستوں اور کھوٹی رایوں کی مذمت کرے اور ہر مجلس میں ان کی تحقیر واجب ہے اور ان کی پردہ دری امور واجب سے ہے اب علمائے کرام سے عرض یہ ہے کہ کیا ان بدگویوں دشنامیوں کے رد میں کتے سوئر کا نام لینا ناجائز اور کلی کرنا واجب ہے عذر چہار تمہید ایمان ص۲۱ مکر اول اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے حدیث میں فرمایا مَنْ قال الا الہ الا اللہ دخل الجنۃ جس نے لاالہ الا اللہ کہہ لیا جنت میں جائے گا۔ پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہوسکتا ہے مسلمانو ذرا ہوشیار خبردار۔ اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زبان سے لاالہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے آدمی کا بیٹا اگر اسے گالیاں دے جوتیاں مارے کچھ کرے اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا یونہی جس نے لاالہ الا اللہ کہہ لیا اب وہ چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو سٹری سٹری گالیاں دے اس کا اسلام نہیں بدل سکتا اس مکر کا جواب ایک تو اسی آیہ کریمہ الم احسب الناس میں گزرا کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ نرے ادعائے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہوگا[1] اسلام اگر فقط کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ بیشک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا۔ جسے قرآن عظیم رد فرما رہا ہے اس مقام پر اعتراض ہوا کہ جو لفظ مولنا صاحب نے لکھا ہے کہ زبان سے لاالہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے تو کیا کوئی خدا کا بیٹا بن سکتا ہے یہ لفظ نکالنا بھی کفر ہے جواب کاش معترضوں کو اتنا معلوم ہوتا کہ ہمارے علمائے کرام اپنی طرف سے نہیں فرماتے بلکہ ان کافروں

[1] حضرت شیخ مجدد الف ثانی مکتوب میں فرماتے ہیں مجرد تلفظ بکلمہ شہادت در اسلام تصدیق نبی ما علم بالضرورۃ مجیئہ من الدین باید و تبری از کفر و کافر نیز باید تا اسلام صورت بندد

کے قول کا حاصل بتاتے ہیں کہ ان کے طور پر زبان سے لاالہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے انہوں نے تو گویا کے ساتھ کہا قرآن مجید نے تو کافروں کا قول یہ ذکر فرمایا کہ نحن ابناء اللہ واحبائوہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔ یہاں بھی کہدے کہ یہ لفظ نکالنا ہی کفر ہے۔ اب علما سے سوال ہے کہ میرے یہ جواب صحیح ہیں یا نہیں۔ میرا سوال ختم ہوا اور عذرات کے جو جواب میں نے دیے پورے ہوئے مگر یہاں بعض عبارات اور نقل کرتا ہوں جن سے اس مکر کا کہ نری کلمہ گوئی مسلمان ہونے کے لئے کافی ہے زیادہ رد ہو اور یہ بھی کھلے کہ کیسے دشنامیوں بدگویوں کی حمایت میں وہ عذرات کیے جاتے ہیں تمہید ایمان ''نیز تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ یہ گنوار کہتے ہیں ہم ایمان لائے تم فرمادو ایمان تو تم نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع الاسلام ہوئے ایمان بھی تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا اور فرماتا ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔ منافقین جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور یقیناً خدا کے رسول ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ بیشک تم ضرور اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق ضرور جھوٹے ہیں۔ دیکھو کیسی لمبی چوڑی کلمہ گوئی کیسی کیسی تاکیدوں سے موکد کیسی کیسی قسموں سے موید ہرگز موجب اسلام نہ ہوئی اور اللہ واحد قہار نے ان کے جھوٹے کذاب ہونے کی گواہی دی تو من قال لاالہ الا اللہ دخل الجنۃ کا یہ مطلب گھڑنا صراحۃً قرآن عظیم کا رد کرنا ہے ہاں جو کلمہ پڑھتا اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو اسے مسلمان جانیں گے جب تک اس سے کوئی کلمہ کوئی حرکت فعل منافی اسلام نہ صادر ہو۔ بعد صدور منافی ہرگز کلمہ گوئی کام نہ دیگی'' ہاں ہاں سنیو سنیو اگر سنی ہو تو تمہید ایمان سے سنیو صفحہ ۴ تمہارے نبی ﷺ فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں ﷺ یہ حدیث

بخاری وصحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے اس نے تو بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس ﷺ سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے ہرگز مسلمان نہیں۔ مسلمانو کہو محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام جہاں سے زیادہ محبوب رکھنا مدار ایمان و مدار نجات ہوا یا نہیں کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ یہاں تک تو سارے کلمہ گو خوشی خوشی قبول کرلیں گے کہ ہاں ہمارے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی عظیم عظمت ہے ہاں ہاں ماں باپ اولاد وسارے جہان سے زیادہ ہمیں حضور کی محبت ہے بھائیو خدا ایسا ہی کرے مگر ذرا کان لگا کر اپنے رب کا ارشاد سنو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے اَلٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ھُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ○ کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اوران کی آزمائش نہ ہوگی۔'' اسی میں ہے'' صفحہ ۲۷ امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں اَیُّمَا رَجُلٍ مُّسۡلِمٍ سَبَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلیہ وسلم وَکَذَّبَہٗ اَوۡعَابَہٗ اَو تَنَقَّصَہٗ فَقَدۡ کَفَرَ بِاللّٰہِ تَعالٰی وَ بَانَتۡ مِنۡہُ اِمۡرَاَتُہٗ جو شخص مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہوگیا اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اس کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ نہیں ہوتا سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول والعیاذ باللہ رب العلمین ثالثا اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفا شریف و نبراز یہ و درروغرر و فتاوی خیریہ وغیرہ میں ہے اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس ﷺ کی شان مبارک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے دیکھو اصفحہ

۲۹۔امام اجل سیدی عبدالعزیز بن احمد بن محمد بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ تحقیق شرح اصول حسامی میں فرماتے ہیں ان غلافیه(ای فی اھواہ) حتی وجب اکفارہ به لا یعتبر خلافه ووفاقه ایضا لعدم دخوله فی مسمی الامة المشھود لھا بِالْعِصْمَةِ وان صلی الی القبلة واعتقد نفسه مسلما لان الامة لیست عبارة عن المصلین الی القبلة بل عن المؤمنین فھو کافروان کان لا یدری انه کافر یعنی بد مذہب اگر اپنی بد مذہبی میں غالی ہو جس کے سبب اسے کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اس کی مخالفت موافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو امت کے لئے آئی ہے اور وہ امت ہی سے نہیں اگر چہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو اس لئے کہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگر چہ اپنی جان کو کافر نہ جانے ہاں ہاں میرے بھائیو ہر ایک عذر کا جواب تمہید ایمان میں تو قرآن عظیم کی متعدد آیات سے سن چکے کہ رب عزوجل نے بار بار بتکرار صراحۃً فرمادیا کہ غضب الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس باب میں اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو۔تمہید ایمان صفحہ ۴۵۔تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا . کہدو کہ آیا حق اور مٹا باطل باطل کو ضرور مٹنا ہی تھا اور فرماتا ہے لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْتَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ دین میں کچھ جبر نہیں حق راہ صاف جدا ہوگئی ہے گمراہی سے یہاں چار مرحلے تھے (۱) جو کچھ ان دشنامیوں نے لکھا چھاپا ضرور وہ اللہ ورسول جل وعلا و ﷺ کی توہین و دشنام تھا۔(۲) اللہ و رسول جل وعلا و ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے (۳) جو انہیں کافر نہ کہے جو ان کا پاس لحاظ رکھے جو ان کی استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی انہیں میں سے ہے انہیں[1] کی طرح کافر ہے قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا (۴) جو عذر و مکر جہال وضلال یہاں بیان کرتے ہیں سب باطل و ناروا و پا در ہوا ہیں۔ یہ چاروں بحمد للہ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ واضح روشن ہو گئے جن کے ثبوت قرآن عظیم ہی کی آیات

---

[1] کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے کہ من شک فی عذابه وکفرہ فقد کفر جو ایسے کی معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

کریمہ نے دیے۔ اب ایک پہلو پر جنت وسعادت سرمدی دوسرے طرف شقاوت وجہنم ابدی ہے جسے جو پسند آئے اختیار کرے مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن چھوڑ کر زید وعمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائیگا باقی ہدایت رب العزت کے اختیار ہے بات بحمد اللہ تعالیٰ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلیٰ بدیہیات سے تھی مگر ہمارے عوام بھائیوں کو مہریں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے مہریں علمائے کرام حرمین طیبین سے زائد کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین کا آغاز ہوا اور بحکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا لہٰذا اپنے عام بھائیوں کی زیادت اطمینان کو مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کے علمائے کرام ومفتیان عظام کے حضور فتویٰ پیش ہوا جس خوبی وخوش اسلوبی و جوش دینی سے ان عمائد اسلام نے تصدیقن فرمائیں بحمد اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین میں گرامی بھائیوں کے پیش نظر اور ہر صفحہ کے مقابل سلیس اردو میں اس کا ترجمہ مبین احکام و تصدیقات اعلام جلوہ گر الٰہی اسلام بھائیوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرما اور ضد ونفسانیت یا تیرے اور تیرے حبیب کے مقابل زید وعمر کی حمایت سے بچا صدقہ محمد رسول اللہ ﷺ کی و جاہت کا۔ آمین آمین والحمد لله رب العلمين و افضل الصلاة واكمل السلام على سيدنا محمد واله و صحبه وحزبه اجمعين امين

الجواب: الحمد للہ محب سنت عدو بدعت حاجی اسمٰعیل میاں سلمہ نے چاروں بیہودہ ومہمل اعتراضات کے کافی جواب دیے خوب حق وصواب دیے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ہمیں اور ان کو اور ہمارے سب سنی بھائیوں کو زیر لوائے حضور پر نور سید یوم النشور ﷺ محشور کرے آمین یہ سوال کیا ہے بجائے خود ایک رسالہ ہے فقیر اس کا تاریخی نام تیر اسمٰعیل درنحر اباطیل رکھتا ہے یعنی باطلوں کے سینہ میں اسمٰعیل میاں کا تیر۔ اور اس میں ایک نفیس مناسبت سیدنا اسمٰعیل علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوۃ والتسلیم کے نام پاک سے ہے کہ وہ نبی اللہ تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے حدیث میں ہے اِرمِ بَنِی اِسمٰعِیل فَاِنَّ اَبَاکُم کَانَ رَامِیًا اے اولاد اسمٰعیل تیر اندازی کرو کہ تمہارے باپ تیر انداز تھے علیہ الصلاۃ والسلام واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۲: عمرو اگر اپنا راہ نما پیر و مرشد وسیلہ کے واسطے ڈھونڈ ھے تو وہ اس کا وسیلہ ہو کر دنیا و آخرت میں شفاعت کر کے عذاب سے نجات دلواتے ہیں یا نہیں زید کہتا ہے کہ قیامت میں انبیا و اولیا سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج ہوں گے وہاں کس کو طاقت ہوگی کہ شفاعت کرے۔ اللہ اللہ اللہ اللہ انصاف دیکھو تمہارا رب عزوجل کیا فرماتا ہے پارہ ۶ سورہ مائدہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی اے لوگوں ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو طرف اس کے وسیلہ اور محنت کرو بیچ راہ اس کی کے تاکہ تم فلاح پاؤ[1] مسلمانو مسلمانو ہے مصطفے پیارے کے نام پر قربانو ہاں ہاں سنیو سنیو تمہارے پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں دیکھو تجلی الیقین صفحہ ۴۶۔ ''ارشاد ہیجد ہم امام احمد و ابن ماجہ و ابو داؤد طیالسی و ابو یعلی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں انه لم یکن نبی الاله دعوة قد تخیر ها فی الدنیا وانی قد اختبأت دعوتی شفاعة لامتی وانا سید ولدادم یوم القیمة ولا فخرو انا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر و بیدے لواء الحمد ولا فخر ادم فمن دونه تحت لوائی ولا فخر (ثم ساق حدیث الشفاعة الیٰ ان قال) فاذا اراد ان یصدع بین خلقه نادی مناد این احمد و امته فنحن الاخرون الاولون نحن اخر الامم و اول من یحاسب فتفرج لنا الامم عن طریقنا فنمضی غرا محجلین من اثر الطهور فیقول الامه کادت هذه الامة ان تکون انبیاء کلها الحدیث۔ یعنی ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے اپنی دعا روز قیامت کیلئے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے میری امت کے واسطے اور میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اول میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا اور کچھ فخر منظور نہیں اور میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشان ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں

[1] یعنی رسول کی اطاعت میں جو نیکی کرو وہ قبول ہے اور بغیر اس کے عقل سے کرو تو قبول نہیں ۱۲ منہ

احمد اور ان کی امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلی تمام امتیں ہمارے لیے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے درخشندہ رخ وتابندہ اعضا سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری انبیا ہو جائے۔

جمال پر توش درمن اثر کرد　　　وگرنہ من ہماں خاکم کو ہستم

اب برکات الامداد سے سنیئے صفحہ ۹ حدیث ۱۴۔ صحیح مسلم وابوداؤد ابن ماجہ ومعجم کبیر طبرانی میں ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے ہے حضور پر نور سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو فرمایا بھلا اور کچھ عرض کی بس میری مراد تو یہی ہے فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے قال کنت ابیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فاتیتیه بوضوئه وحاجته فقال لی سل (ولفظ الطبرانی فقال یوما یا ربیعة سلنی فاعطیك رجعنا الی لفظ مسلم) قال فقلت اسألك مرافقتك فی الجنة قال و غیرذلك قلت هو ذاك قال فاعنی علی نفسك بکثرة السجود۔ الحمد للہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعنی فرمایا کہ میری اعانت کر اسی کو استعانت کہتے ہیں یہ درکنار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلق طور پر سل فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے صاف ظاہر کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید و تخصیص فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ الوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ تخصیص نکرد بمطلو بے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد وہر کرا خواہد باذن پروردگار خواہد۔

فان من جودك الدنیا و ضرتها　　　ومن علومك علم اللوح والقلم

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں یوخذ من اطلاقه صلی الله علیه وسلم الامر بالسؤال ان الله تعالی مکنه من عطاء کل ماارادہ

من خزائن الحق یعنی حضور اقدس ﷺ نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں پھر لکھا وذکر ابن سبع فی خصائصه وغیره ان الله تعالیٰ اقطعه ارض الجنه یعطی منها ما شاء لمن یشاء یعنی امام ابن سبع وغیرہ علمائے حضور اقدس ﷺ کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہے جسے چاہیں بخشدیں امام اجل ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خلیفة الله الذی جعل خزائن کرمه و موائد نعمه طوع یدیه و تحت ارادته یعطی منها من یشاء و یمنع من یشاء بیشک نبی ﷺ اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست وقدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم ارادہ واختیار کر دیے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے ہاں اب رسالہ انوار الانتباہ کو دیکھو صفحہ ۲۸ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں من استغاث بی فی کربة کشفت عنه و من نادی باسمی فی شده فرجت عنه ومن توسل بی الی الله عزوجل فی حاجته قضیت له ومن صلے رکعتین یقرؤفی کل رکعة بعد الفاتحه سورة الاخلاص احدی عشرة مرة ثم یصلی علی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بعد السلام ویسلم علیه ثم یخطوالی جهة العراق احدے عشرة خطوة یذکر فیها اسمی و یذکر حاجة فانها تقضے یعنی جو کسی تکلیف میں مجھے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو اکابر علمائے کرام اولیائے عظام مثل امام ابوالحسن نورالدین

علی بن جریر لخمی شطنوفی و امام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی و علامہ علی قاری حنفی مکی و مولانا ابوالمعالی محمد مسلمی قادری و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ ہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ بہجۃ الاسرار و خلاصۃ المفاخر و نزہۃ الخاطر و تحفہ قادریہ و زبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے نقل و روایت فرماتے ہیں۔"

الجواب: بیشک طلب وسیلہ سنت جمیلہ ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کونسا اللہ سے زیادہ قریب تھا کہ اس سے توسل کریں اور رحمت الٰہی کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں تفسیر معالم التنزیل و تفسیر خازن میں ہے[۱] معناہ ینظرون ایھم اقرب الی اللہ فیتو سلون بہ اور بیشک اولیائے کرام دنیا و آخرت و قبر و حشر میں اپنے متوسلوں کے شفیع و مددگار ہیں امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ عہود محمدیہ میں فرماتے ہیں کل من کان متطقا بنبی اورسول اوولی فلابد ان یحضرہ و یاخذ بیدہ فی الشدائد جوکوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا متوسل ہوگا ضرور ہے کہ وہ نبی و ولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں جمیع الائمۃ المجتھدین یشفعون فی اتباعھم و یلاحظونھم فی شدائدھم فی الدنیا والبرزخ و یوم القیمۃ حتی یجاوز وا الصراط تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیرووں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگاہداشت فرماتے ہیں جب تک صراط سے پار نہ ہو جائیں (کہ اب سختیوں کا وقت جاتا رہا اور لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کا زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آ گیا نہ انہیں کوئی خوف ہو نہ کچھ غم والله الحمد) نیز فرماتے ہیں ان ائمۃ الفقھاء والصوفیۃ کلھم یشفعون فی مقلدیھم ویلاحظون احدھم عند طلوع روحہ و عند سؤال منکر ونکیر لہ وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنھم فی

---

[۱] ترجمہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ کونسا اللہ سے زیادہ قریب ہے کہ اسے اپنا وسیلہ بنائیں۔

موقف من المواقف بیشک سب پیشوا اولیاء وعلما اپنے اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے پیرو کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں جب اس کا حشر ہوتا ہے جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے جب اس سے حساب لیا جاتا ہے جب اس کے عمل تلتے ہیں جب وہ صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اسکی نگاہبانی کرتے ہیں اصلا کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔ نیز فرماتے ہیں ولما مات شیخنا شیخ الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی راہ بعض الصالحین فی المنام فقال لہ ما فعل اللہ بك فقال لم اجلسی الملکان فی القبر لیسألانی آتاھما الامام مالك فقال مثل ھذا ایحتاج الی سوال فی ایمانہ باللہ ورسولہ تنحیا عنہ فتنحیا عنی یعنی جب ہمارے استاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوا بعض صالحین نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا جب منکر نکیر نے مجھے سوال کیلئے بٹھایا امام مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا ایسا شخص بھی اسکی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے اللہ ورسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے الگ ہو جاؤ اس کے پاس سے وہ فوراً مجھ سے الگ ہو گئے۔ نیز فرماتے ہیں واذا کان مشایخ الصوفیۃ یلاحظون اتباعھم ومریدھم فی جمیع الاھوال والشدائد فی الدنیا و الاخرۃ فکیف بائمۃ المذاھب جب اولیاء ہر ہول وسختی کے وقت اپنے پیروؤں اور مریدوں کا دنیاء آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو ائمہ مذاہب کا کیا کہنا رضی اللہ عنہم اجمعین مولینا نور الدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی مفوی قدس سرہ القوی سے نقل کرتے ہیں کہ قریب وصال مبارک اپنے مریدوں سے فرمایا در ہر حالتے کہ باشید مرا یاد کنید تا من شارا مدد باشم در ہر لباس کہ باشم یعنی ہر حال میں مجھے یاد کرو کہ میں ہر لباس میں تمہاری مدد کروں گا۔ جناب مرزا مظہر جانجاناں صاحب (کہ وہابیہ کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے نسبا وعلما دادا طریقتا پردادا شاہ ولی اللہ صاحب ان کو قیم طریقہ احمدیہ وداعی سنت نبویہ لکھتے ہیں۔ اور کہتے کہ ہندوعرب وولایت میں ایسا متبع کتاب وسنت نہیں بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے" اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں التفات غوث

الثقلین بحال متوسلاں طریقہ عالیہ ایشاں بسیا معلوم شد باہچگیں از اہل ایں طریقہ ملاقات نشد کہ توجہ مبارک آنحضرت بحالش مبذول نیست نیز فرمایا عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود مصروف ست مغلاں در صحرا وقت خواب اسباب واسپاں خود بجماعت حضرت می سپارند وتاییدات از غیب ہمراہ ایشاں میشود قاضی ثناء اللہ پانی پتی (کہ مولوی اسحٰق ماتہ مسائل واربعین میں ان سے استناد کیا اور جناب مرزا مظہر صاحب ممدوح ان کے پیرومرشد نے مکتوب ۵ میں ان کو فضیلت وولایت مآب مروج شریعت ومنور طریقت ونور مجسم وعزیز ترین موجودات ومصدر انوار فیوض وبرکات لکھا اور منقول کہ جناب شاہ عبد العزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہتے) اپنے رسالہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں۔

راہلاک می نمایندازارواح بطریق اویسیت فیض باطنی میرسد زید گمراہ کی یہ شدید جہالت وضلالت قابل تماشا کہ دربار الٰہی میں محتاج ہونے کو نفی شفاعت کی دلیل ٹھہرایا حالانکہ یہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے شفاعت کی کیا حاجت ہو۔ پھر انبیاء اولیا سب کی شفاعت سے مطلقاً انکار صریح بددینی اور بحکم فقہا موجب اکفار ہے فقہائے کرام کے نزدیک وہ منکر کافر ہے امام اجل ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے فرماتے ہیں **لا تجوز الصلاۃ خلف منکر الشفاعۃ** کافر منکر شفاعت کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی اس لیے کہ وہ کافر ہے اس طرح فتاوی خلاصہ و بحرالرائق وغیرہ ہما میں ہے۔ فتاوی تاتارخانیہ پھر طریقہ محمدیہ میں ہے **من انکر شفاعۃ الشافعین یوم القیمۃ فھو کافر** قیامت میں شفیعوں کی شفاعت کا منکر کافر ہے۔ زید پر فرض ہے کہ تائب ہو از سرنو مسلمان ہو۔ بعد اسلام اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے[1] **کما فی جامع الفصولین والھندیۃ والدر وغیرھا واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۸۳ و ۸۴: اگر زید کا پیرومرشد نہ ہو تو وہ فلاح پائے گا یا نہیں اور اس کا پیرومرشد شیطان ہو گا یا نہیں کیونکہ تمہارا رب عزوجل حکم کرتا ہے **واتبغوا الیہ الوسیلۃ** اور ڈھونڈھو طرف اس کی وسیلہ۔

---

[1] ترجمہ جیسا کہ جامع الفصولین وفتاوے عالمگیری ودرمختار میں ہے

الجواب: ہاں اولیائے کرام قدسنا اللہ باسرارہم کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں اور عنقریب ہم ان دونوں کو قرآن عظیم سے استنباط کریں گے ایک یہ کہ بے پیر افلاح نہ پائیگا حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس سرہ عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں۔ سمعت کثیرا من المشایخ یقولون من لم یر مفلحا لا یفلح یعنی میں نے بہت اولیائے کرام کو فرماتے سنا کہ جس نے کسی فلاح پائے ہوئے کی زیارت نہ کی وہ فلاح نہ پائے گا۔ دوسرے یہ کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے عوارف شریف میں ہے روی عن ابی یزید انه قال من لم یکن له استاذ فامامه الشیطان یعنی سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے مروی ہوا کہ فرماتے ہیں جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے رسالہ مبارکہ امام اجل ابو القاسم قشیری میں ہے یجب علی المریدان یتادب لشیخ فان لم یکن له استاذ لا یفلح ابداھذا ابو یزید یقول من لم یکن له استاذ فَاِمَامُهٗ الشیطان یعنی مرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیر شیطان ہے پھر فرمایا سمعت الاستاذ بوعلی الدقاق یقول الشجرة اذا نبتت بنفسها سن غیر غارس فانها تورق و لکن لا تثمر کذلك المرید اذا لم یکن له استاذ یاخذ منه طریقه نفسا فنفسا فهو عابدهواہ لایجدنفاذا یعنی میں نے حضرت ابوعلی دقاق رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ پیڑ جب بے کسی بونے والے کے آپ سے اگے تو پتے لاتا ہے مگر پھل نہیں دیتا یونہی مرید کیلئے اگر کوئی پیر نہ ہو جس سے ایک ایک سانس پر راستہ سیکھے تو وہ اپنی خواہش نفس کا پجاری ہے راہ نہ پائیگا۔

حضرت سیدنا میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں:

چو پیرت نیست پیر تست ابلیس — کہ راہ دین زوست از مکر و تلبیس

یہ مقام بہت تفصیل و توضیح چاہتا ہے فاقول و باللہ التوفیق فلاح دو قسم ہے اوّل انجام کار رستگاری اگرچہ معاذ اللہ سبقت عذاب کے بعد ہو یہ عقیدہ اہل سنت میں ہر مسلمان کے لیے لازم اور کسی بیعت و مریدی پر موقوف نہیں اس کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے بلکہ ابتدائے اسلام میں کسی دور دراز پہاڑ یا گمنام ٹاپو کے رہنے والے غافل جن کو نبوت کی خبر ہی نہ

پہنچی اور دنیا سے صرف توحید پر گئے بالآخر اُن کے لئے بھی یہ فلاح ثابت صحیح بخاری وصحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل محشر اور انبیاء سے مایوس پھر کر میرے حاضر ہوں گے میں فرماؤں گا۔ انا لھا میں ہوں شفاعت کیلئے پھر اپنے رب سے اذن چاہوں گا وہ مجھے اذن دے گا میں سجدے میں گروں گا۔ ارشاد ہوگا یا محمد ارفع رأسك وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت۔ فرمایا جائے گا جاؤ جس کے دل میں جو بھر ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لو۔ انہیں نکال کر میں دوبارہ حاضر ہوں گا سجدہ کروں گا وہی ارشاد ہوگا کہ اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنا جائیگا مانگو کہ دیا جائے گا شفاعت کرو کہ قبول ہے۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت ارشاد ہوگا جاؤ جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو نکال اور میں انہیں نکال کر سہ بارہ حاضر ہو کر سجدہ کروں گا فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہو منظور ہے جو مانگو عطا ہے شفاعت کرو مقبول ہے میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت ارشاد ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے کم سے کم کمتر ایمان ہو اسے نکال لو میں انہیں نکال کر چوتھی بار حاضر و ساجد ہوں گا ارشاد ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنیں گے مانگو کہ دیں گے شفاعت کرو کہ قبول کریں گے۔ میں عرض کروں گا الٰہی مجھے ان کے نکالنے کی اجازت دے جنہوں نے تجھے ایک جانا ہے ارشاد ہوگا یہ تمہارے سبب نہیں بلکہ مجھے اپنے عزت وجلال وکبریائی وعظمت کی قسم ہر موحد کو اس سے نکال لوں گا اقول یہ ان کے بارے میں رد شفاعت حضور نہیں بلکہ عین قبول ہے کہ حضور کے عرض کرنے ہی پر تو جہنم سے نکالے گئے فقط یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کو رسالت سے توسل کا موقع نہ ملا مجرد عقل جتنی ایمان کے لئے کافی تھی یعنی توحید اس قدر رکھتے تھے ثم اقول معنی حدیث کی یہ تقریر کہ ہم نے کی اس سے ظاہر ہوا کہ یہ اس حدیث صحیح کے معارض نہیں کہ فرمایا ما زلت اتردد علی ربی فلا اقوم فیه مقاما الا شفعت حتی اعطانی الله من ذلك ان قال ادخل من امتك من خلق الله من شهد ان لااله الا الله یوما واحدا مخلصا ومات علی ذلك میں اپنے

رب کے حضور آتا جاتا رہوں گا جس شفاعت کے لیے کھڑا ہوں گا قبول ہوگی یہاں تک کہ میرا رب فرمائے گا کہ تمام مخلوق میں جتنی تمہاری امت ہے ان میں جو توحید پر مرا ہو اُسے جنت میں داخل کردو رواہ احمد بسند صحیح عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ یہاں کلام امت میں ہے تو یہاں لاالہ الا اللہ سے پورا کلمہ طیبہ مراد ہے جیسا کہ انہیں امام احمد و صحیح ابن حبان کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا شفاعتی لمن شھدان لاالہ الا اللہ مخلصا وان محمد رسول اللہ یصدق لسانہ قلبہ لسانہ میری شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہے جو اللہ کی توحید اور میری رسالت پر اخلاص سے گواہی دیتا ہو کہ زبان دل کے موافق ہو اور دل زبان کے[1] اللھم اشھد و کفی بلک شھید انی اشھد بقلبی و لسانی انہ لاالہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حنیفا مخلصا وما انا من الشرکین والحمد للہ رب العلمین۔ دوم کامل رستگاری کہ بے سبقت عذاب دخول جنت ہو اس کے دو پہلو ہیں اوّل وقوع یہ مذہب اہلسنت میں محض مشیت الٰہی پر ہے جسے چاہے ایسی فلاح عطا فرمائے اگرچہ لاکھوں کبائر کا مرتکب ہو اور چاہے تو ایک[2] گناہ صغیرہ پر گرفت کرلے اگرچہ لاکھوں حسنات رکھتا ہو۔ یہ عدل ہے اور وہ فضل یغفر لمن یشاء یعذب من یشاء حضور اقدس ﷺ کی شفاعت سے بے گنتی اہل کبائر ایسی فلاح پائیں گے نبی ﷺ فرماتے ہیں شفاعتی لاھل الکبائر من امتی میری شفاعت میری امت سے کبیرہ گناہوں والوں کیلئے ہے[3] رواہ احمد و ابو داود و الترمذی و النسای وابن حبان الحاکم والبیھقی و صححہ عن انس بن مالک والترمذی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم عن جابر بن

---

[1] الٰہی گواہ ہو جا اور تیری گواہی کافی ہے کہ میں اپنے دل و زبان سے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ سب باطل دینوں سے کنارہ کرتا ہوا خالص اسلام والا ہو کر اور میں شرکوں میں نہیں۔ ۱۲ [2] اگرچہ وہ ایسا کرے گا نہیں بقولہ تعالیٰ ویجزی اللہ الذین احسنوا بالحسنی الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم ان ربك واسع المغفرۃ وقولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم و ندخلکم مدخلا کریما وقولہ تعالیٰ ان الحسنت یذھبن السیئت ذلك ذکری للذاکرین ۱۲ منہ غفرلہ [3] ترجمہ: یہ حدیث احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم و بیہقی نے انس بن مالک سے روایت کی اور بیہقی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی و ابن حبان و حاکم نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی اور طبرانی نے معجم کبیر میں عبد اللہ بن عباس سے اور خطیب نے کعب بن عجرہ سے اور عبد اللہ بن عمر سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

عبد اللہ والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس والخطیب عن کعب بن عجرۃ وعن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ اور فرماتے ہیں: خیرت بین الشفاعۃ و بین ان یدخل شطر امتی الجنۃ فاخترت الشفاعۃ لا نہا اعم و اکفی ترونہا للمؤمنین المتقین لا ولکنہا للمذنبین المتلوثین الخطائین مجھ سے میرے رب نے فرمایا تم کو اختیار ہے چاہے شفاعت لے لو چاہے یہ کہ تمہاری آدھی امت بلا عذاب جنت میں داخل ہو میں نے شفاعت اختیار فرمائی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کافی ہے۔ کیا اسے ستھرے مومنوں کیلئے سمجھتے ہو۔ نہیں بلکہ وہ گناہگاروں آلودہ روزگاروں سخت خطا کاروں کے لئے ہے والحمد اللہ رب العلمین [۱] رواہ احمد بسند صحیح والطبرانی فی الکبیر باسناد حجیہ عن ابن عمر و ابن ماجۃ عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہم بلکہ وہ بھی ہوں گے جن کے گناہ نیکیوں سے بدل دیئے جائیں گے فاولئك یبدل اللہ سیّاتہم جسنت و کان اللہ غفورا رحیما اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے حدیث میں ہے ایک شخص روز قیامت حاضر کیا جائے گا ارشاد ہوگا اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کرو اور بڑے بڑے ظاہر نہ کرو اس سے کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کیے وہ مقر ہوگا اور اپنے بڑے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا۔ کہ ارشاد ہوگا احطوہ مکان کل سیئۃ حسنۃ اسے ہر گناہ کی جگہ ایک نیکی دو اب کہہ اٹھے گا کہ الٰہی میرے اور بہت سے گناہ ہیں وہ تو سننے میں آئے ہی نہیں۔ یہ فرما کر حضور انور ﷺ اتنا ہنسے کہ آس پاس کے دندان مبارک ظاہر ہوئے [۲] رواہ الترمذی عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ بالجملہ وقوع کے لئے سوا اسلام اور اللہ و رسول کی رحمت کے اور کوئی شرط نہیں جل وعلا و ﷺ امید یعنی انسان کے اعمال و افعال واقوال احوال ایسے ہونا کہ اگر انہیں پر خاتمہ ہو تو کرم الٰہی سے امید واثق ہو کہ بلا عذاب داخل جنت کیا جائے یہی وہ فلاح ہے جس کی تلاش کا حکم ہے کہ سابقوا الی

---

[۱] ترجمہ یہ حدیث احمد نے بہ سند صحیح اور طبرانی نے معجم کبیر میں بہ سند جید عبد اللہ بن عمر سے روایت کی اور ابن ماجہ نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی [۲] ترجمہ یہ حدیث ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۱۲

مغفرة من ربکم و جنة عرضها کعرض السماء والارض اس لئے کہ کسب انسانی سے متعلق یہ پھر دو قسم اول فلاح ظاہر حاشا اس سے وہ مراد نہیں کہ نرے ظاہر داروں کو مطلوب جن کی نظر صرف اعمال جوارح پر مقصود ظاہر احکام شرع سے آراستہ اور معاصی سے منزہ کر لیا اور متقی و صلح مفلح بن گئے اگر چہ باطن ریا۱ و عجب۲ و حسد۳ و کینہ۴ و تکبر۵ و حب۶ مدح وحب۷ جاہ و محبت۸ دنیا و طلب۹ شہرت و تعظیم۱۰ امراو تحقیر۱۱ مساکین و اتباع۱۲ شہوات و مداہنت۱۳ و کفران۱۴ نعم و حرص۱۵ و بخل۱۶ و طول۱۷ امل سوئے۱۸ ظن و عناد۱۹ حق و اصرار۲۰ باطل و مکر۲۱ و غدر۲۲ و خیانت۲۳ و غفلت۲۴ و قسوت۲۵ و طمع۲۶ و تملق۲۷ و اعتماد۲۸ خلق و نسیان۲۹ خالق و نسیان۳۰ موت و جرأت۳۱ علی اللہ و نفاق۳۲ و اتباع۳۳ شیطان و بندگی۳۴ نفس و رغبت۳۵ بطالت و کراہت۳۶ عمل و قلت۳۷ خشیت و جزع۳۸ و عدم۳۹ خشوع و غضب۴۰ النفس و تسائل فی اللہ وغیرہا مہلکات آفات سے گندہ ہو رہا ہو جیسے مزبلہ پر زربفت کا خیمہ اوپر زینت اور اندر نجاست پھر کیا یہ باطنی خباثتیں ظاہری صلاح پر قائم رہنے دیں گی حاشا معاملہ پڑنے دیجئے کونسی ناگفتنی ہے کہ نہ کہیں گے کونسی ناکردنی ہے کہ اٹھا رکھیں گے اور پھر بس دستور صالح عوام کی کیا گنتی آجکل بہت علمائے ظاہر اگر متقی ہیں بھی تو اسی قسم کے الامن شاء الله و قليل ماهم میں اسے زیادہ مشرع کرتا مگر کیا فائدہ کہ حق تلخ ہوتا ہے اس سے نفع پانا اور اپنی اصلاح کی طرف آنا درکنار۔ بتانے والے کے الٹے دشمن ہو جاتے ہیں مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ ہزار اف اس نام علم پر کہ آجکل بہت بیدین مرتدین اللہ و رسول کی جناب میں کیسی کیسی سخت گالیاں بکتے لکھتے چھاپتے ہیں ان سے کان پر جوں نہ رینگے کہیں بے پرواہی کہیں آرام خواہی کہیں نیچری تہذیب کہیں طمع کی تخریب کہیں ملاقات کا پاس کہیں اسکا ہراس کہ ان مرتدوں کا رد کریں مسلمانوں کو انکا کفر بتائیں تو یہ سر ہو جائیں گے اخباروں اشتہاروں میں ہماری مذمتیں گائیں گے ہزاروں جھوٹی بہتان لگائیں گے کون اپنی عافیت تنگ کرے ان ناپاک وجوہ کے باعث وہاں خموشی اور خود ان سے اعمال میں خطا بلکہ عقائد میں غلطی ہوا سے کوئی

۱ ترجمہ جلدی کرو اپنی رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑان آسمان وزمین کے پھیلاؤ کی ابتداء ہے۔

بتائے تو اب نہ وہ تہذیب نہ آرام طلبی نہ بے پرواہی نہ سلامت روی بلکہ جامے سے باہر ہو کر جس طرح بنے اس کی عداوت میں گرمجوشی حق کا جواب نہ بن آئے تو عناد و مکابرہ سے کام لینا حتی کہ کتابوں کی عبارتیں گھڑ لیں جھوٹے حوالے دل سے تراش لیں کہ کہیں اپنی ہی بات بالا رہے عوام کے سامنے شیخی کرکری نہ ہو یا وہ جو وعظ وغیرہ کے ذریعہ سے مل رہتا ہے اس میں کھنڈت نہ پڑے۔ کیا اسی کا نام تقویٰ ہے حاشا اللہ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بدگویوں کے مقابل وہ خواب خرگوش اور اپنے نفس کی بجا حمایت میں یہ جوش وخروش تو یہ کہتا ہے کہ اللہ ورسول کی عظمت سے اپنے نفس کی عظمت دل میں سوا ہے اب اسے کیا کہیے سوا اس کے کہ **انّا لِلّٰہِ وانا الیہ رجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** بالجملہ اس صورت کو فلاح سے علاقہ نہیں صاف ہلاک ہے بلکہ فلاح ظاہر یہ کہ دل و بدن دونوں پر جتنے احکام الٰہیہ ہیں سب بجالائے نہ کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے نہ کسی صغیرہ پر مصر رہے نفس کے خصائل ذمیمہ اگر دفع نہ ہوں تو معطل رہیں ان پر کاربند نہ ہو مثلاً دل میں بخل ہے تو نفس پر جبر کر کے ہاتھ کشادہ رکھے حسد ہے تو محسود کی برائی نہ چاہے وعلیٰ ہذا القیاس کہ یہ جہاد اکبر ہے اور اس کے بعد مواخذہ نہیں بلکہ اجر عظیم ہے حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں **ثلاث لم تسلم منھا ھذہ الامۃ الحسدوالظن والطیرۃ الاانبئکم بالمخرج منھا اذا ظننت فلا تحقق واذا حسدت فلا تبغ واذ تطیرت فامض** تین خصلتیں اس امت سے نہ چھوٹیں گی حسد اور بدگمانی اور بدشگون۔ کیا میں تمہیں ان کا علاج نہ بتا دوں بدگمانی آئے تو اسے پرکاربند نہ ہو اور حسد آئے تو محسود پر زیادتی نہ کرو اور بدشگونی کے باعث کام سے نہ رہو[1] **رواہ ستۃ فی کتاب الایمان عن الامام الحسن البصری مرسلا ووصلہ ابن عدی بن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ اذا حسدتم فلا تبغوا واذ اظننتم فلا تحققوا واذا تطیرتم فامضوا علی اللہ**

[1] ترجمہ اس حدیث کو ستہ نے کتاب الایمان میں امام حسن بصری سے بے ذکر صحابی روایت کیا اور ابن عدی نے باسند متصل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دل میں حسد آئے تو زیادتی نہ کرو اور بدگمانی آئے تو اسے جمانہ دو اور بدشگونی آئے تو رکو نہیں اور اللہ ہی پر بھروسا کرو

فتوکلوا یہ فلاح تقویٰ ہے اس سے آدمی سچا متقی ہو جاتا ہے۔ ہم نے اسے فلاح ظاہر باین معنیٰ کہا کہ اس میں جو کچھ کرنا نہ کرنا ہے اس کے احکام ظاہر وواضح ہو چکے ہیں قد تبین الرشد من الغی دوم فلاح باطنی کہ قلب وقالب رذائل سے متخلی خالی اور فضائل سے متحلی کر کے بقایا ہے شرک خفی دل سے دور کئے جائیں یہاں تک کہ[۱] لامقصود الا الله پھر لا[۲] مشھود الا الله پھر لا موجود[۳] الا الله متجلی ہو یعنی اولا ارادہ غیر سے خالی ہو پھر غیر نظر سے معدوم ہو پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کیلئے ہے باقی سب ظلال وپرتو۔ یہ نہایے فلاح وفلاح احسان ہے فلاح تقویٰ میں تو عذاب سے دوری اور جنت کا چین تھا کہ فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز جو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ ضرور فلاح کو پہنچا اور فلاح احسان اس سے اعظم ہے کہ عذاب کا کیا ذکر کسی قسم کا اندیشہ وغم بھی ان کے پاس نہیں آتا الا ان اولیاء الله لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون بہر حال اس فلاح کیلئے ضرور پیر ومرشد کی حاجت ہے چاہے قسم اول کی ہو یا دوم کی اقول اب مرشد بھی دو قسم ہے اول عام کہ کلام اللہ وکلام الرسول وکلام ائمہ شریعت وطریقت وکلام علمائے دین اہل رشد وہدایت ہے اسی سلسلہ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علما علما کا رہنما کلام ائمہ ائمہ کا مرشد کلام رسول رسول کا پیشوا کلام اللہ جل وعلاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیھم وسلم۔ فلاح ظاہر ہو خواہ فلاح باطن اسے اس مرشد سے چارہ نہیں جو اس سے جدا ہے بلاشبہہ کافر ہے یا گمراہ اور اس کی عبادت برباد وتباہ دوم خاص کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے یہ مرشد خاص جسے پیر وشیخ کہتے ہیں پھر دو قسم ہے اوّل شیخ اتصال[۴] یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پر نور سید المرسلین ﷺ تک متصل ہو جائے اس کے لیے چار شرطیں ہیں (۱) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس ﷺ تک پہنچا ہو بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ سے اتصال ناممکن۔ بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت

[۱] ترجمہ کوئی مقصود نہیں سوا اللہ کے ۱۲ [۲] ترجمہ کوئی نظر میں نہیں سوا اللہ کے [۳] ترجمہ کوئی وجود ذاتی نہیں رکھتا سوا اللہ کے [۴] بتائے فوقانی

اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا[۳] سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کر دیا گیا اس میں فیض نہ رکھا گیا لوگ براہ ہوس اس میں اذن و خلافت دیتے چلے آتے ہیں[۴] یا سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہوگا بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے (۲) شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو بد مذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک آج کل بہت کھلے ہوئے بددینوں بلکہ بے دینوں حتی کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں مکاری کیلئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے ہوشیار خبردار احتیاط احتیاط۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

(۳) عالم ہو اقول علم وقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہل سنت سے پورا واقف کفر و اسلام و ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بد مذہب نہیں کل ہو جائے گا ع[۱] فمن لم یعرف الشر فیو ما یقع فیہ صدہا کلمات و حرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت ان میں پڑ جاتے ہیں اوّل تو خبر ہی نہیں ہوتے کہ ان سے قول یا فعل کفر صادر ہوا اور بے اطلاع توبہ ناممکن تو مبتلا ہی رہے اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل ڈر بھی جائے توبہ بھی کرے مگر وہ جو سجادہ مشیخت پر ہادی و مرشد بنے بیٹھے ہیں ان کی عظمت کہ خود ان کے قلوب میں ہے کب قبول کرنے دے[۲] و اذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم اور اگر ایسے ہی حق پرست ہوئے اور مانا تو کتنا اتنا کہ آپ توبہ کر لیں گے قول و فعل کفر سے جو بیعت فسخ ہو گئی اب کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں اور شجرہ اس جدید شیخ کے نام سے دیں اگرچہ شیخ اول ہی کا خلیفہ ہو یہ ان کا نفس کیونکر گوارا کرے نہ اسی پر راضی ہوں گے کہ آج سے سلسلہ بند کریں مرید کرنا چھوڑ دیں

---

[۱] ترجمہ جو شر سے آگاہ نہیں ایک دن اس میں پڑ جائیں گا۔ [۲] ترجمہ اور جب اس سے کہا جائے اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھتی ہے گناہ کی۔

لا جرم وہی سلسلہ کہ ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے لہٰذا عالم عقائد ہونا لازم (۴) فاسق معلن نہ ہو اقول اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ مجرد فسق باعث فسخ نہیں مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب دونوں کا اجتماع باطل تبیین الحقائق امام زیلعی وغیرہ میں دربارۂ فاسق ہے[1] فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمۃ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً دوم شیخ ایصال کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ مفاسد نفس و مکائد شیطان و مصائد ہوا سے آگاہ ہو دوسرے کی تربیت جانتا اور اپنے متوسل پر شفقت تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے ان کا علاج بتائے جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے نہ محض سالک ہو نہ نرا مجذوب عوارف شریف میں فرمایا یہ دونوں قابل پیری نہیں اقول اس لئے کہ اوّل خود ہنوز راہ میں ہے اور دوسرا طریق تربیت سے غافل بلکہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب اور اوّل اولیٰ ہے اقول اس لئے کہ وہ مراد ہے اور یہ مرید پھر بیعت بھی دو قسم ہے اول بیعت برکت کہ صرف تبرک کیلئے داخل سلسلہ ہو جانا۔ آجکل عام بیعتیں یہی ہیں وہ بھی نیک نیتوں کی اور نہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ کیلئے ہوتی ہے وہ خارج از بحث ہیں اس بیعت کیلئے شیخ اتصال کہ شرائط اربع کا جامع ہو بس ہے اقول بیکار یہ بھی نہیں مفید اور بہت مفید اور دنیا و آخرت میں بکار آمد ہے محبوبانِ خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا ان سے سلسلہ متصل ہو جانا فی نفسہ سعادت ہے اولا ان کے خاص غلاموں سالکانِ راہ سے اس امر میں مشابہت اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منھم جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ عنہ عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں[2]
واعلم ان الخرقۃ خرقتان خرقۃ الارادۃ وخرقۃ التبرک والاصل الذی قصدہ المشایخ للمریدین خرقۃ الارادۃ وخرقۃ التبرک تشبہ بخرقۃ الارادۃ فخرقۃ الارادۃ المرید الحقیقی و خرقۃ التبرک لِلْمُتَشَبِّہ ومن تشبہ بقوم فھو منھم

[1] ترجمہ اسے امامت کیلئے آگے کرتے ہیں اس کی تعظیم ہے اور شرع میں تو اس کی توہین واجب ۱۲ [2] ترجمہ: واضح ہو کہ خرقے دو ہیں خرقہ ارادت و خرقہ تبرک مشائخ کا مریدوں سے اصلی مطلوب خرقہ ارادت ہے خرقہ تبرک اس سے مشابہت ہے تو حقیقی مرید کیلئے خرقہ اردات ہے اور مشابہت چاہنے والے کیلئے خرقہ تبرک اور کسی قوم سے مشابہت چاہے وہ اسی سے ہو جائے گا۔

ثانیاً ان غلامان خاص کے ساتھ ایک سلک میں منسلک ہونا ع بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس ست نہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان کا رب عزوجل فرماتا ہے هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا ثالثاً محبوبان خدا آیہ رحمت میں وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں اور اس پر نظر رحمت رکھتے ہیں امام یکتا سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی قدس سرہ بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتی ہیں حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہوگا من انتمی الی و تسمی لی قبله الله تعالیٰ و تاب علیه ان کان علی سبیل مکروه وهون من جملة اصحابی وان ربی عزوجل و عدنی ان یدخل اصحابی و اهل مذهبی و کل محبه الجنة جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے اللہ اسے قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور بیشک میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا والحمد لله رب العلمین دوم بیعت ارادت کہ اپنے ارادہ واختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ مرشد ہادی برحق و اصل بحق کے ہاتھ میں بالکل سپرد کر دے اسے مطلقاً اپنا حاکم و مالک و متصرف جانے اس کے چلانے پر راہ سلوک چلے کوئی قدم بے اس کی مرضی کے نہ رکھے اس کے لئے اس کے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام اگر اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں انہیں افعال خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے مثل سمجھے اپنی عقل کا قصور جانے اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے غرض اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے یہ بیعت سالکین ہے اور یہی مقصود مشائخ مرشدین ہے یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے یہی حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لی ہے جسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بایعنا رسول الله صلی الله تعالیٰ

علیه وسلم علی السمع والطاعة فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وان لا ننازع الامر اهله ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی ودشواری ہر خوشی وناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون وچرا نہ کریں گے شیخ ہادی کا حکم رسول کا حکم ہے اور رسول کا حکم اللہ کا حکم اور اللہ کے حکم میں مجال دم زدن نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے وما کان لِمُؤمن ولا مؤمنة اذا اقضی الله ورسوله امرًا ان یکون لهم الخیرہ من امرهم ومن یعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبینا کسی مسلمان مرد وعورت کو نہیں پہنچتا کہ جب اللہ ورسول کسی معاملہ میں کچھ فرمادیں پھر انہیں اپنے کام کا کوئی اختیار رہے اور جو اللہ ورسول کی نافرمانی کرے وہ کھلا گمراہ ہوا عوارف شریف میں ارشاد فرمایا دخوله فی حکم الشیخ دخوله فی حکم الله ورسوله احیاء سنة المبایعة شیخ کے زیر حکم وہنا اللہ ورسول کے زیر حکم ہونا ہے اور اس بیعت کی سنت کا زندہ کرنا۔ نیز فرمایا ولا یکون هذا الالمرید حصر نفسه مع الشیخ وانسلخ من ارادة نفسه و فنی فی الشیخ یترك اختیار نفسه یہ نہیں ہوتا مگر اس مرید کے لئے جس نے اپنی جان کو شیخ کی قید میں کر دیا اور اپنے ارادے سے بالکل باہر آیا اپنا اختیار چھوڑ کر شیخ میں فنا ہو گیا پھر فرمایا ویحذر الاعتراض علی الشیوخ فانه السم القاتل للمریدین وقل ان یکون مرید یعترض علی الشیخ بباطنه فیفلح و یذکر المرید فی کل ما اشکل علیه من تصاریف الشیخ قصة الخضر علیه السلام کیف کان یصدر من الخضر تصاریف ینکرها موسیٰ ثم لما کشف عن معنا ها بان وجه الصواب فی ذلك فهکذا ینبغی للمر ید ان یعلم ان کل تصرف اشکل علیه صحته من الشیخ عند الشیخ فیه بیان و برهان للصحة پیروں پر اعتراض سے بچے کہ یہ مریدوں کے لئے زہر قاتل ہے کہ کوئی مرید ہوگا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فلاح پائے شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے صحیح نہ معلوم ہوتے ہوں ان میں خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے واقعات یاد کرے کیونکہ ان سے وہ باتیں صادر ہوتی تھیں بظاہر خبر یہ

سخت اعتراض تھا (جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کر دینا بیگناہ بچے کو قتل کر دینا) پھر جب وہ اس کی وجہ بتاتے تھے ظاہر ہو جاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انہوں نے کیا یونہی مرید کو یقین رکھنا چاہیے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح نہیں معلوم ہوتا شیخ کے پاس اس کی صحت پر دلیل قطعی ہے امام ابوالقاسم قشیری رسالہ میں فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی کو فرماتے سنا کہ ان سے ان کے شیخ حضرت ابوسہل صعلوکی نے فرمایا من قال الاستاذہ لم لا یفلح ابدا جو اپنے پیر سے کسی بات میں کیوں کہے گا کبھی فلاح نہ پائے گا نسال اللہ العفو والعافیۃ جب یہ اقسام معلوم ہو لیے اب حکم مسئلہ کی طرف چلیئے مطلق فلاح کے لیے مرشد عام کی قطعاً ضرورت ہے فلاح تقوی ہو یا فلاح احسان اس مرشد سے جدا ہو کر ہرگز نہیں مل سکتی اگرچہ مرشد خاص رکھتا ہو بلکہ خود مرشد خاص بنتا ہو اقول پھر اس سے جدائی دو طرح ہے اول صرف عمل ہیں جیسے کسی کبیرے کا مرتکب یا صغیرے پر مصر اور اس سے بدتر ہے وہ جاہل کہ علما کی طرف رجوع ہی نہ لائے اور اس سے بدتر وہ کہ باوصف جہل ذی رائے بنے احکام علما میں اپنی رائے کو دخل دے یا حکم کے خلاف اپنے یہاں کے باطل رواج پر اڑے اور اسے حدیث وفقہ سے بتا دیا جائے کہ یہ رواج بے اصل ہے جب بھی اسی کو حق کہے بہرحال یہ لوگ فلاح پر نہیں اور بعض بعض سے زائد ہلاک میں ہیں مگر صرف ترک عمل کے سبب نہ بے پیرا ہو نہ اس کا پیر شیطان جبکہ اولیاء وعلمائے دین کا سچے دل سے معتقد ہو اگرچہ شامتِ نفس نافرمانی پر لائے کہ بیعت جس طرح باعتبار پیر خاص دو قسم تھی یونہی باعتبار مرشد عام بھی۔ اگر اس کے حکم پر چلتا ہے بیعت ارادت رکھتا ہے ورنہ بیعت برکت سے خالی نہیں ایمان واعتقاد تو ہے تو گنہگار سنی اگر کسی پیر جامع شرائط اربعہ کا مرید ہے فبہا ورنہ بوجہ حسن اعتقاد مرشد عام کے منتسبوں میں ہے اگرچہ نافرمانی کے باعث فلاح پر نہیں دوم منکر ہو کر جدائی مثلاً (۱) وہ ابلیسی مسخرے کہ علمائے دین پر ہنستے اور ان کے احکام کو لغو سمجھتے ہیں انہیں میں ہیں وہ جھوٹے مدعیان فقر جو کہتے ہیں کہ عالموں فقیروں کی سدا سے ہوتی آئی ہے یہاں تک کہ بعض خبیثوں صاحب سجادہ بلکہ قطب وقت بننے والوں کو یہ لفظ کہتے سنے گئے کہ عالم کون ہے سب پنڈت ہیں عالم تو وہ ہو جو انبیائے بنی اسرائیل کے سے معجزے

دکھائے (۲) وہ دہرے ملحد فقیر وولی بننے والے کہ کہتے ہیں شریعت راستہ ہے ہم تو پہنچ گئے ہمیں راستے سے کیا کام ان خبیثوں کا رد ہمارے رسالہ مقال عرفا باعزاز شرع وعلما میں ہے امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہ رسالہ مبارکہ میں فرماتے ہیں ابو علی الروذ باری بغدادی اقام بمصرومات بہاسنۃ اثنتین وعشرین و ثلثمائۃ صحب الجنید والنوری اظرف المشایخ واعلمھم بالطریقۃ سئل عمن یستمع الملاھی و یقول ھی لی حلال لا فی وصلت الیٰ درجۃ لا تؤثر فی اختلاف الاحوال فقال نعم قد وصل ولکن الی سقر یعنی سیدی ابوعلی رودباری رضی اللہ عنہ بغدادی ہیں مصر میں اقامت فرمائی اور اسی میں ۳۲۲ تین سو بائیس میں وفات پائی سید الطائفہ جنید وحضرت ابو الحسین احمد نوری رضی اللہ عنہما کے اصحاب سے ہیں مشائخ ہیں ان سے زیادہ علم طریقت کسی کو نہ تھا اس جناب سے سوال ہوا کہ ایک شخص مزامیر سنتا اور کہتا ہے یہ میرے لئے حلال ہیں اس لئے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا کہ احوال کا اختلاف مجھ پر کچھ اثر نہیں ڈالتا فرمایا ہاں پہنچا تو ضرور مگر کہاں تک جہنم تک عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں حضور سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کچھ لوگ کہتے ہیں ان التکالیف کانت وسیلۃ الی الوصول وقد وصلنا شریعت کے احکام تو وصول کا وسیلہ تھے اور ہم واصل ہو گئے فرمایا صدقوا فی الوصول ولکن الی سقرو الذی یسرق و یزنی خیر من یعتقد ذلک وہ سچ کہتے ہیں واصل تو ضرور ہوئے مگر جہنم تک چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں (۳) وہ جاہل اجہل یا ضال اضل کہ بے پڑھے یا چند کتابیں پڑھ کر بزعم خود عالم بنکر ائمہ سے بے نیاز ہو بیٹھے جیسا قرآن وحدیث ابوحنیفہ وشافعی سمجھتے تھے ان کے زعم میں یہ بھی سمجھتے ہیں بلکہ ان سے بھی بہتر کہ انہوں نے قرآن وحدیث کے خلاف حکم دیے یہ ان کی غلطیاں نکال رہے ہیں یہ گمراہ بددین غیر مقلدین ہوئے (۴) اس سے بدتر وہابیت کی اصل علت کہ تفویت الایمان پر سر منڈا بیٹھے اس کے مقابل قرآن وحدیث پسِ پشت پھینک دیے اللہ ورسول جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم تک اس ناپاک کتاب کے طور پر معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اور یہ

اللہ ورسول کو پیٹھ دے کر اسی کے مسائل پر ایمان لائیں (۵) ان سے بدتر ان میں کے دیو بندی کہ انہوں نے گنگوہی و نانوتوی و تھانوی اپنے احبار و رہبان کی کفر اسلام بنانے کے لیے اللہ و رسول کو سخت گالیاں قبول کیں (۶) قادیانی (۷) نیچری (۸) چکڑالوی (۹) روافض (۱۰) خوارج (۱۱) نواصب (۱۲) معتزلہ وغیرہم بالجملہ مرتدین یا ضالین معاندین دین کہ سب مرشد عام کے مخالف و منکر ہیں یہ اشد ہالک ہیں اور ان سب کا پیر یقیناً شیطان اگرچہ بظاہر کسی کی بیعت کا نام لیں بلکہ خود پیر و ولی و قطب بنیں قال اللہ تعالیٰ استحوذ علهیم الشیطن فانسهم ذکر الله اولئك حزب الشیطن الاان حزب الشیطن هم الخسرون O شیطان نے انہیں اپنے گھیرے میں لے کر اللہ کی یاد بھلا دی وہی شیطان کے گروہ ہیں۔ سنتا ہے شیطان ہی کے گروہ زیاں کار ہیں والعیاذ باللہ رب العلمین فلاح تقویٰ اقول اس کے لئے مرشد خاص کی ضرورت بایں معنی نہیں کہ بے اس کے یہ فلاح مل ہی نہ سکے یہ جیسا کہ اوپر گزرا فلاح ظاہر ہے اسکے احکام واضح ہیں آدمی اپنے علم سے یا علما سے پوچھ پوچھ کر متقی بن سکتا ہے اعمال قلب میں اگرچہ بعض وقائق ہیں مگر محدود اور کتب ائمہ مثل امام ابو طالب مکی و امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہما میں مشروح تو بے بیعت خاص بھی اس کی راہ کشادہ اور اس کا دروازہ مفتوح یہ جبکہ اس قدر پر اقتصار کرے تو ہم اوپر بیان کر آئے کہ غیر متقی سنی بھی بے پیرا نہیں متقی کیونکر بے پیرا یا معاذ اللہ مرید شیطان ہوسکتا ہے اگرچہ کسی خاص کے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہو کہ یہ جس راہ میں ہے اس میں مرشد عام کے سوا مرشد خاص کی ضرورت ہی نہیں تو جتنا پیرا سے درکار ہے حاصل ہے تو اولیاء کا قول دوم کہ جس کے لئے شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے اس سے متعلق نہیں ہوسکتا اور قول اوّل کہ بے پیرا فلاح نہیں پاتا یہ تو بداہۃ اس پر صادق نہیں فلاح تقویٰ بلاشبہہ فلاح ہے اگرچہ فلاح احسان اس سے اعظم واجل ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ان تجتنبوا کبئر ما تنهون عنه نکفر عنکم سیاتکم و ندخلکم مدخلا کریما O ط اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچے تو ہم تمہاری برائیاں مٹا دیں گے اور تمہیں عزت والے مکان میں داخل فرمائیں گے یہ بلاشبہ فوز عظیم ہے۔ مولیٰ تعالیٰ نے اہل تقویٰ اور اہل

احسان دونوں کے لئے اپنی معیت ارشاد فرمائی ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون بیشک اللہ متقیوں کے ساتھ ہے اوران کے جو اہل احسان ہیں یہ کیسا فضل عظیم ہے۔اور فلاح کے لئے کیا چاہے اقول بات یہ ہے کہ تقوٰی عموماً ہر مسلمان پر فرض عین ہے اوراس فلاح یعنی عذاب سے رستگاری کے لئے بفضل الٰہی حسب وعدہ صادقہ کافی ووافی احسان یعنی سلوک راہ ولایت اعلٰی درجے کا مطلوب ومحبوب ہے مگراس کی طرح فرض نہیں ورنہ اولیا کے سوا کہ ہر دور میں صرف ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوتے ہیں باقی کروڑہا کروڑ مسلمان ہزارہا علماء وصلحاسب معاذ اللہ تارکِ فرض وفساق ہوں اولیا نے بھی کبھی اس راہ کی عام دعوت نہ دی کروڑوں میں سے معدودے چند کواس پر چلایا اوراس کے طالبوں میں سے بھی جسے اس بار کے قابل نہ پایا واپس فرمایا فرض سے واپس کرنا کیونکر ممکن تھا لا یکلف اللہ نفسا الاوسعھا لا یکلف اللہ نفسا الاما اتھا[1] عوارف شریف میں ہے اما خرقۃ التبرک یطلبھا من مقصودۃ التبرک بزی القوم و مثل ھذا لا یطالب بشرائط الصحبۃ بل یوصی بلزوم حدودالشرع و مخالطۃ ھذہ الطائفۃ لیعود علیہ برکتھم و یتأدب بادابھم فسوف یرقیہ ذلک الی الاھلیۃ نخرقتہ الارادۃ فعلے ھذا خرقۃ التبرک مبذولۃ لکل طالب و خرقۃ الارادۃ ممنوعۃ الامن الصادق الراغب یعنی خرقہ تبرک ہر ایک کو دیا جاسکتا ہے اور خرقہ ارادت اسی کو دیا جائے گا جو اس کا اہل ہونا اہل سے اس راہ کے شرائط کا مطالبہ نہ کریں گے صرف اتنا کہیں گے کہ شریعت کا پابند رہ اوراولیا کی صحبت اختیار کر کہ شاید اس کی برکت اسے خرقہ ارادت کا اہل کردے۔تو ظاہر ہوا کہ اس کا ترک نافی فلاح نہیں نہ کہ معاذ اللہ مرید شیطان کردے اکابر علما وائمہ میں ہزارہا وہ گزرے جن سے یہ بیعت خاصہ ثابت نہیں یا کی تو آخر عمر میں بعد حصول مرتبہ امامت اور وہ بھی بیعت برکت جیسے امام ابن حجر عسقلانی نے سیدی مدین قدس سرہ کے دستِ مبارک پر اقول ہاں جو اس کا ترک بوجہ انکار کرے اسے باطل ولغو جانے وہ ضرور

[1] ترجمہ اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت بھر۔اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنے کی جو اسے دیا ۱۲

گمراہ دبے فلاں ومرید شیطان ہے بلکہ انکار مطلق ہو اور اگر اپنے عصر ومصر میں کسی کو بیعت کیلئے کافی نہ جانے تو اس کا حکم اختلاف منشا سے مختلف ہوگا اگر یہ اپنے تکبر کے باعث ہے تو الیس فی جهنم مثوی للمتکبرین کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانا نہیں اور اگر بلاوجہ شرعی اپنی بدگمانی کے باعث سب کو نااہل جانے تو یہ بھی کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ مفلح نہیں اور اگر ان میں وہ باتیں ہیں کہ اشتباہ میں ڈالتی ہیں اور یہ بنظر احتیاط بچتا ہے تو الزام نہیں[1] ان من الحزم سوء الظن دع ما یریبك الی ما لا یریبك فلاح احسان کیلئے بیشک مرشد خاص کی حاجت ہے اور وہ بھی شیخ ایصال کی شیخ اتصال اس کے لئے کافی نہیں اور اس کے ہاتھ پر بھی بیعت ارادت ہو۔ بیعت برکت یہاں بس نہیں۔ اس راہ میں وہ شدید باریکیاں وہ سخت تاریکیاں ہیں کہ جب تک کامل مکمل اس راہ کے جملہ نشیب وفراز سے آگاہ وماہر حل نہ کرے حل نہ ہوں گی نہ کتب سلوک کا مطالعہ کام دے گا کہ یہ دقائق تقوی کی طرح محدود ومعدود نہیں جن کا ضبط کتاب کر سکے الطرق الی الله تعالٰی بعدد انفاس الخلائق اللہ تک راستے اتنے ہیں جتنی تمام مخلوقات کی سانسیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان الله لا یتجلی لعبد فی صفتین ولا فی صفة لعبدین الخ اللہ عزوجل نہ ایک بندے پر دو صفتوں میں تجلی فرمائے نہ ایک صفت سے دو بندوں پر۔[2] فی البهجة الشریفة وفیه ثنیا یطول شرحها اور ہر راہ کی دشواریاں باریکیاں گھاٹیاں جدا ہیں جن کو نہ یہ خود سمجھ سکے گا نہ کتاب بتائے گی اور وہ پرانا دشمن مکار پرفن ابلیس لعین ہر وقت ساتھ ہے۔ اگر بتانے والا آنکھیں کھولنے والا ہاتھ پکڑنے والا مدد فرمانے والا ساتھ نہ ہو تو خدا جانے کس کھو میں گرائے کس گھاٹی میں ہلاک کرے ممکن کہ سلوک درکنار معاذ اللہ ایمان تک ہاتھ سے جائے جیسا کہ بارہا واقعہ ہو چکا ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ابلیس کے مکر کو رد فرمانا اور اس کا کہنا کہ اے عبدالقادر تمہیں تمہارے علم نے بچا لیا ورنہ اسی دھوکے سے میں نے ستر اہل طریق ہلاک کئے ہیں معروف ومشہور اور کتب ائمہ مثل بہجۃ الاسرار شریف وغیرہا میں مروی ومسطور۔ اقول حاشا یہ مرشد عام کا عجز

---

[1] ترجمہ بیشک احتیاط میں داخل ہے برا پہلو بچنے کے لئے سوچ لینا جس بات میں تجھے دغدغہ ہو اسے چھوڑ کر وہ اختیار کر جو بے دغدغہ ہو۔

نہیں بلکہ اسکے سمجھنے سے سالک کا عجز ہے مرشد عام میں سب کچھ ہے ما فرطنا فی الکتب من شیئ ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی مگر احکام ظاہر عام لوگ نہیں سمجھ سکتے جس کے سبب عوام کو علما علما کو ائمہ ائمہ کو رسول کی طرف رجوع فرض ہوئی کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ذکر والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے یہی حکم یہاں بھی ہے اور یہاں اہل الذکر وہ مرشد خاص باوصاف مذکورہ ہے تو جو اس راہ میں قدم رکھے اور (۱) کسی کو پیر نہ بنائے (۲) کسی مبتدع (۳) کسی جاہل کا مرید ہو جو پیر اتصال بھی نہیں (۴) ایسے کا مرید ہو جو صرف پیر اتصال ہے قابل ایصال نہیں اور اس کے بھروسہ پر یہ راہ طے کرنا چاہے (۵) شیخ ایصال ہی کا مرید ہو مگر خود رائی برتے اس کے احکام پر نہ چلے تو یہ شخص اس فلاح کو نہ پہنچے گا اور اس راہ میں ضرور اس کا پیر شیطان ہو گا جس سے تعجب نہیں کہ اسے اصل فلاح بلکہ نفس ایمان سے دور کر دے والعیاذ باللہ رب العلمین اقول بلکہ اس کا نہ ہونا ہی تعجب ہے یہ نہ سمجھو کہ غلطی پڑے گی تو اس قدر کہ اس راہ میں بہکے گا یہ فرض نہ تھی کہ اس کے نہ پانے سے اصل فلاح نہ رہے۔ نہیں نہیں عدو لعین تو دشمنِ ایمان ہے وقت وموقع کا منتظر ہے وہ کرشمے دکھاتا ہے جن سے عقائد ایمانی پر حرف آتا ہے آدمی ایک بات سنے ہوئے ہے اور اب آنکھوں سے اس کے خلاف دیکھے تو کس قدر مشکل ہے کہ اپنے مشاہدے کو غلط جانے اور اسی اعتقاد پر جما رہے حالانکہ لیس الخبر کالمعاینہ شنید کہ بود مانند دیدہ پیر کامل چاہیے کہ ان شبہات کا کشف کرے رسالہ مبارکہ امام قشیری میں ہے [۲] اعلم ان فی ھذہ الحالۃ قل مایخلو المرید فی اوان خلوتہ فی ابتداء ارادتہ من الوساوس فی الاعتقاد الی اخر ما افادوا اَجاد علینا بہ رحمۃ الملک الجواد۔ ثم اقول غالب یہی ہے کہ بے پیر اس راہ کا چلنے والا ان آفتوں میں گرفتار ہو جاتا ہی اور گرگ شیطان اسے بے راعی کی بھیڑ پا کر نوالہ کر لیتا ہے اگرچہ ممکن کہ لاکھوں میں ایک ایسا ہو جسے جذب ربانی کفایت و کفالت کرے اور بے توسط پیر اسے

[۱] یہ ارشاد مبارک بہجۃ الاسرار شریف میں روایت کیا اور اس میں ایک استثنا ہے جس کی شرح طویل ہے ۱۲ [۲] ترجمہ واضح ہو کہ اس حالت میں ابتدائی ارادت میں زمانہ خلوت میں کم کوئی مرید ہو گا جسے عقائد میں وسوسے نہ آئیں

مکائد نفس وشیطان سے بچا کر نکال لیجائے اس کے لئے مرشد عام مرشد خاص کا کام دے
گا خود حضور اقدس ﷺ اس کے مرشد خاص ہوں گے کہ بے توسط نبی کوئی وصول ممکن نہیں
مگر یہ ہے تو نہایت نادر ہے اور نادر کے لئے حکم نہیں ہوتا ثم اقول بے مرشد خاص اس راہ
میں قدم رکھنے والوں میں بڑا خوش نصیب وہ ہے کہ ریاضتیں چلے مجاہدے کرے اور اس پر
اصلاح فتح یاب نہ ہو راہ ہی نہ کھلے جس کی دشواریاں پیش آئیں یہ اپنی فلاح تقویٰ پر قائم
رہے گا دو شرط سے۔ ایک یہ کہ اس کا مجاہدہ اسے عجب نہ دلائے اپنے آپ کو اور دل سے
اچھا نہ سمجھنے لگے ورنہ فلاح تقوے سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا دوسرے یہ کہ عظیم محنتوں کے بعد
محرومی کی تنگدلی اسے کسی عظیم امر میں نہ ڈالدے کہ کوئی کلمہ سخت کہہ بیٹھے یا دل سے منکر ہو
جائے کہ اس وقت فلاح درکنار اس کا پیر شیطان ہو جائے گا اور اگر اپنی تقصیر سمجھا اور تذلل و
انکسار پر قائم رہا تو اس حکم سے مستثنیٰ رہے گا یوں کہ جب راہ کھلی تو راہ چلا ہی نہیں اور اس
کے مثل ہوا جو فلاح تقویٰ پر مقتصر رہا اقول قرآن کریم کے لطائف نامتناہی ہیں اس بیان
سے آیۂ کریمہ[1] **یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا
فی سبیلہ لعلکم تفلحون** کے مبارک جملوں کا حسن ترتیب واضح ہوا یہ فلاح احسان
کی طرف دعوت ہے اسکے لیے تقویٰ شرط ہے تو اولاً اس کا حکم فرمایا کہ اتقو اللہ اب کہ تقویٰ
پر قائم ہو کر راہ احسان میں قدم رکھنا چاہتا ہے اور یہ عادۃً بے وسیلہ شیخ ناممکن ہے لہٰذا
دوسرے مرتبہ میں قبل سلوک تلاش پیر کو مقدم فرمایا کہ **وابتغو الیہ الوسیلۃ** اس لئے کہ
الرفیق ثم الطریق اب کہ سامان مہیا ہو لیا اصل مقصود کا حکم دیا کہ **جاھدوا فی
سبیلہ** اس کی راہ میں مجاہدہ کرو **لعلکم تفلحون** تاکہ فلاح احسان پاؤ[2] **جعلنا اللہ
من المفلحین بفضل رحمۃ بھم انہ ھو الرؤف الرحیم و صلی اللہ تعالیٰ
وسلم و بارك علی من بہ الصلاح والفلاح و علی الہ وصحبہ وابنہ وھزبہ**

---

[1] اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جان لڑاؤ اس امید پر کہ فلاح پاؤ[2] پہلے ساتھی
تلاش کرو پھر راستہ[3] ترجمہ اللہ ہمیں فلاح والوں میں کرے اس رحمت کے فضل سے جو فلاح والوں پر کی بیشک وہی بڑا
مہربان رحم والا ہے اور اللہ درود و سلام و برکت اتارے ان پر جن کے صدقہ میں ہر صلاح و فلاح ہے اور ان کے آل و
اصحاب اور ان کے بیٹے حضور غوث اعظم اور ان کے سب گروہ پر آمین

اجمعین آمین ثم اقول یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس راہ میں فلاح وسیلہ پر موقوف کہ اسے اس پر مرتب فرمایا تو ثابت ہوا کہ یہاں بے پیرا فلاح نہ پائے گا اور جب فلاں نہ پائے گا خاسر ہوگا تو حزب اللہ سے نہ ہوا احزاب الشیطان سے ہوگا کہ رب عزوجل فرماتا ہے الاان حزب الشیطن هم الخسرون سنتا ہے شیطان ہی کا گروہ خاسر ہے الا ان حزب الله هم المفلحون سنتا ہے اللہ ہی کا گروہ فلاح والا ہے تو دوسرا جملہ بھی ثابت ہوا کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے جس کا بیان ابھی گزرا نَسْئَالُ اللّٰہَ العفو والعافیة بالجملہ حاصل تحقیق یہ چند جملے ہوئے (۱) ہر بد مذہب فلاح سے دور ہالک میں چور ہے مطلقا بے پیرا ہے اور ابلیس اس کا پیر اگرچہ بظاہر کسی انسان کا مرید ہو بلکہ خود پیر بنے راہ سلوک میں قدم رکھے یا نہ رکھے ہر طرح لا یفلح وشیخه الشیطان کا مصداق ہے (۲) سنی صحیح العقیدہ کہ راہِ سلوک میں نہ پڑا اگر فسق کرے فلاح پر نہیں مگر پھر بھی نہ بے پیرا ہے نہ اس کا پیر شیطان۔ بلکہ جس شیخ جامع شرائط کا مرید ہوا اس کا مرید ہے ورنہ مرشد عام کا (۳) یہ اگر تقویٰ کرے تو فلاح پر بھی ہے اور بدستور اپنے شیخ یا مرشد عام کا مرید غرض سنی کہ مضایق سلوک میں نہ پڑا کسی خاص بیعت نہ کرنے سے بے پیرا نہیں ہوتا نہ شیطان کا مرید ہاں فسق کرے تو فلاح پر نہیں اور متقی ہو تو مفلح بھی ہے (۴) اگر مضایق سلوک میں بے پیر خاص قدم رکھا اور راہ کھلی ہی نہیں نہ کوئی مرض مثل عجب وانکار پیدا ہوا تو اپنی پہلی حالت پر ہے اس میں کوئی تغیر نہ آئے شیطان اس کا پیر نہ ہوگا اور متقی تھا تو فلاح پر بھی ہے (۵) یہ مرض پیدا ہوئے تو فلاح پر نہ رہا اور بحالت انکار وفساد عقیدہ مرید شیطان بھی ہو گیا (۶) اگر راہ کھلی تو جبتک پیر ایصال کے ہاتھ پر بیعت ارادت نہ رکھتا ہو غالب ہلاک ہے اس بے پیرے کا پیر شیطان ہوگا اگرچہ بظاہر کسی نا قابل پیر یا محض شیخ اتصال کا مرید یا خود شیخ بنتا ہو (۷) ہاں اگر محض جذب ربانی کفالت فرمائے تو ہر بلا دور ہے اور اس کے پیر رسول اللہ ﷺ۔ الحمد للہ یہ وہ تفصیل جمیل وتحقیق جلیل ہے کہ ان اوراق کے سوا کہیں نہ ملے گی۔ بیس برس ہوئے جب بھی یہ سوال ہوا اور ایک مختصر جواب لکھا گیا تھا جس کی تکمیل و تفصیل یہ ہے کہ اس وقت قلب فقیر پر فیض قدیر سے فائض ہوئی۔ والحمد لله رب

العلمین وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی سیدالمرسلین والہ وصحبہ اجمعین واللہ سبحنہ و تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۸۵: عمرو اگر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے اور اعتقاد اس سے یہ رکھتا ہے کہ اصحابہ کرام چہار کا مرتبہ ہر ایک کا برابر ہے زید کہتا ہے کہ اس کا ثبوت نہیں ہے آیا اگر یہ فعل عمرو کرے تو جائز ہے یا نہیں اور یہ فعل کرنے سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے اور مراد یہ لیتے ہیں کہ ایک روٹی کے چار ٹکڑے سے اہل سنت لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر سمجھتے ہیں اس وجہ سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے تو عقیدہ عمرو اگر یہ رکھ کر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: معاذ اللہ رافضی ایک وہم پرست قوم ہے ولہذا امام اشافعی رضی اللہ عنہ نے ان کو نساء ھذہ الامۃ فرمایا بلکہ ان کی وہم پرستی جاہلہ عورتوں سے بھی کہیں زائد ہے عدد چہار کی صرف اس لئے دشمنی کہا کہ اہلِ سنت چار خلفائے کرام مانتے ہیں کیسی گندی جہالت ہے آسمانی کتابیں بھی چار ہیں قرآن عظیم توریت انجیل زبور اگلے مرسلین اولوالعزم بھی چار ہیں نوح ابراہیم موسیٰ عیسیٰ علیھم الصلاۃ والسلام اللہ و محمد و حیدروبتول و حسین و شھید و عابد و سجادو باقر و صادق و وموسیٰ وکاظم وجوادو[عہ] مھدی وائمہ سب میں چار چار حرف ہیں تو ان سب سے نفرت کریں اور کرتے ہی ہیں اگرچہ بظاہر نام دوستی لیتے ہیں مگر تقیہ و متعہ وشیعہ کے چار چار حرفوں کا کیا علاج ہوگا سوا چار حرف کی اگر کہیں کہ شیعہ میں تانیث کی علامت زائد ہے حرف اصلی تین ہی ہیں اس طرح تقیہ و متعہ لہٰذا ان سے محبت ہی تو یزید سے کیوں نہیں محبت کرتے اس میں بھی حرف اصلی تین ہی ہیں اور شمران کا بڑا محبوب ہونا چاہیے کہ خالص تین ہے طرفہ یہ کہ وہ چار خلفاء میں سے تین کے دشمن ہیں اور تین روٹیاں کھانا یا ایک روٹی کے تین ٹکڑے کرنا پسند نہیں رکھتے جہاں ان تین چوتھا شامل ہوا اور نفرت آئی تو یہ نفرت تین سے نہ ہوئی بلکہ چوتھے سے کہ خاص مذہب ناصبیوں کا ہے اسی کی نظیر ان اوہام پرستوں کی دس کے عدد سے عداوت ہے کہ عشرہ

عہ امام محمد تقی کا لقب ہے

مبشرہ رضی اللہ عنہم کا عدد ہے اور نو کے عدد سے محبت رکھتے ہیں حالانکہ وہ ان دس میں نو کے دشمن ہیں علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں من اجهل فمن یکرہ التکلم بلفظ العشرۃ اوفعل شیء یکون عشرۃ لکونهم یبغضون العشرۃ المشهود لهم بالجنۃ ویستثنون علیا والعجب انهم یو الون لفظ تِسْعَةِ وهم یبغضون التسعة من العشرۃ بالجملہ کسی عدد خاص سے اسوجہ سے نفرت کہ اس کا ایک معدود اپنا مبغوض ہے اس لیے محبت کہ اپنا محبوب ہے وہمی بلکہ مجنون کا کام مثلاً روافض کو تین سے محبت ہے تو خلفائے ثلثہ تین ہیں عمر وغنی وسنی وغوث وقطب کے حروف تین ہیں تین سے عداوت ہے تو بتول زہرا کے ابنائی ثلثہ تین ہیں الہ ونبی وعلی وحسن رضا کے حرف تین ہیں پانچ سے اگر محبت ہے تو فاروق وعثمان وشیخین وختنین واصحاب میں پانچ پانچ حرف ہیں اور عداوت ہے تو پنجتن پانچ ہیں مصطفیٰ ومرتضیٰ وفاطمہ ومجتبےٰ وحسنین کے حرف پانچ ہیں یا ان کے طور پر پوچھیے کیا تم پانچ کے دشمن ہو تو تعزیہ۔ تابوت۔ جریدہ مرثیہ۔ روافض سب سے عداوت کرو اور دوست ہو تو شیطان۔ نمرود۔ شداد۔ فرعون۔ ہامان۔ ابلیس سب کے دوست بنو۔ سنی کو ان اوہام پرستوں کی ریس نہ چاہیے ایک روٹی کے تین چار پانچ نو دس جتنے ٹکڑے کریں جائز ہے وہ خیال جہالت ہے ہاں اگر رافضیوں کے سامنے ان کے چڑانے کو چار کریں تو یہ نیت محمود ہے گمراہ کی مخالفت کا اظہار ایسا امر ہے جس کے باعث فعل مفضول افضل ہو جاتا ہے یہاں تو سب ٹکڑے مساوی تھے تو ان کے سامنے ان کی مخالفت کے اظہار کو چار ٹکڑے کرنا بدرجہ اولی افضل ہوگا موزوں کے مسح سے پاؤں کا دھونا افضل ہے مگر رافضی خارجی کے سامنے ان کے غیظ دلانے کا مسح موزہ بہتر ہے نہر سے وضو افضل ہے مگر معتزلی کے سامنے اس کی مخالفت جتانے کو حوض سے وضو احسن ہے[۲] کمافی فتح القدیر و بیناہ فی فتاونا سوال میں چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر کہا یہ خلاف عقیدہ اہلسنت ہے اہلسنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے پھر فاروق

---

[۱] ترجمہ۔ ان سے بڑھ کر جاہل کون جو دس کا نام لینا یا وہ کام کرنا جس میں دس کی گنتی آئے ناگوار رکھتے ہیں اس لئے کہ انہیں ان دس سے عداوت ہے جن کے لئے نبی ﷺ نے جنت کی شہادت دی فقط علی کو الگ کرتے ہیں اور عجب یہ کہ وہ نو کا لفظ پسند کرتے ہیں حالانکہ ان دس میں نو ہی کے دشمن ہیں [۲] جیسا کہ فتح القدیر میں ہے اور ہم نے اسے اپنے فتاوے میں بیان کیا۔

اعظم پھر مذہب منصور میں عثمان غنی پھر مرتضےٰ علی رضی اللہ عنہم اجمعین جو چاروں کو برابر جانے وہ بھی سنی نہیں ہاں یہ معنے لے کر چاروں کا ماننا فرض ہے اس بات میں برابری ہے تو حرج نہیں جیسے لا نفرق بین احد من رسلہ ہم اسکے رسولوں میں فرق نہیں کرتے کہ ایک کو مانیں ایک کو نہ مانیں بلکہ سب کو مانتے ہیں اور فرماتا ہے تلك الرسل فضلنا بعضھم علی بعض ان رسولوں میں ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۶: اس مقام پر ایک حکایت بیان کرتا ہوں دلیل الاحسان حسب فرمائش حاجی چراغ الدین و سراج الدین تاجر کتب لاہور در مطبع مصطفائی لاہور طبع شد باب سوم در فضیلت چہار یار رضی اللہ عنہم روزے حضرت شاہ مردان علی کرم اللہ وجہہ بطرف گورستان رفت واستادہ شد دیدند کہ یک شخص از عذاب قبر فریاد میکند فَوْقِیْ نَارٌ وَتَحْتِیْ نَارٌ وَیَمِیْنِیْ نَارٌ وَیَسَارِیْ نَارٌ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ چوں اور اوراں احوال دیدند کہ در عذاب قبر گرفتار است بروے رحم فرمودہ و ہمانجا وضو ساختہ صد رکعت نماز نفل گزاردہ وسہ ختم قرآن شریف تمام کردہ ثواب انرا بارواح ان میت بخشیدند لیکن ہرگز عذاب رفع نشد پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ دریں احوال متفکر و حیران ماند کہ ایں بندہ را بسیار گناہ در پیش آمدہ کہ دعائے من قبول نمیشود خلاصی اورا از عذاب نمیگردد حضرت علی کرم اللہ وجہہ از انجا برخاستہ بہ پیش پیغمبر علیہ السلام آمدہ ودراں زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندرون حجرہ نشتہ بودند کہ احوال آں میت حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرمود کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امروز بطرف گورستان رفتہ بودم وشخصے از عذاب قبر فریاد میکند من صد رکعت نماز نفل گزاردہ وسہ ختم قرآن مجید کردہ بروح آں میت بخشیدم لیکن آں میت بعذاب گرفتار بماند وعذاب اور فع نشد چوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم از زبان علی کرم اللہ وجہہ ایں چنیں احوال شنیدند ہر چند کہ در حرم شریف خوش وقت نشتہ بودند زود از استماع ایں احوال بیقرار شدہ بطرف گورستان روان شدند و فرمودند کہ یا علی ہمراہ من بیائید واں قبر مرا بنمائید تا احوال آں میت بہ بینم امیر المومنین رضی اللہ عنہ آنحضرت را در انجا بردند چوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درآں قبرستان تشریف آوردند چہ بینند کہ آں میت را عذاب نمیشود ہر چند تفحص کردند نیافتند حضرت علی رضی اللہ عنہ را فرمودند مگر آں قبر

از شما سہو ونسیان شدہ باشد اں قبر دیگر خواہد بود حضرت علی رضی اللہ عنہ گفت یا رسول اللہ ﷺ ہمیں قبر ست من آثار کردہ رفتہ بودم ہماں نشانی ست پس آنجا حضرت رسالت پناہ با حضرت علی کرم اللہ وجہہ معانیہ میفرمودند کہ جبریل از درگاہ رب العلمین بطرف سید المرسلین نازل شدہ گفت اے پیغمبر علیہ السلام خدائے تعالیٰ ترا سلام میرساند بعدہ میفرمایدکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ راست میگوید کہ قبر آں بندہ ہمیں ست لیکن الحال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ برائی عبادت و نماز وضو ساختہ بودند بعدہ شانہ برریش مبارک خود کردہ بودند چنانچہ یک موئے از ریش مبارک جدا شدہ بود چوں باد آں موی را برآں قبر انداختہ از برکت آں موئے مبارک صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) تمامی گورستان را حق تعالیٰ بخشیدہ وامرزیدہ است پس اے مومن ہر گاہ حق تعالیٰ در موئے ایشاں چندیں برکت فرمودہ پس ہزار لعنت بر جان رافضی کہ در حق ایشاں گلہ کند یا چیزے دیگر گوید پس ہر مومن را لازم ست کہ چون اسم مبارک صدیق اکبر بشنود از دل وجان فدا شدہ بگوید رضی اللہ عنہ۔

مولنا صاحب یہ حکایت صحیح ہے یا نہیں اہل سنت کو ضروری ہے یا نہیں یہ فضیلت بیان کرنا یہاں پر زید صاحب کو اعتراض بڑا گزرا ہے کہ میاں اس حکایت بیان کرنے سے جناب سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ کم کرنا اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ زیادہ کرنا ہے وجہ یہ زید صاحب بتاتے ہیں کہ جناب سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سو رکعت نماز پڑھی اور تین ختم قرآن شریف کا ثواب بخشا اور دعا مانگی پھر ان کی دعا کیسے رد ہو اور ایک بال کی برکت سے اللہ عزوجل بخشدے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ صاف کم کرنا ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں اہلسنت کے نزدیک مگر شاید زید صاحب کو یہ خبر نہ ہوگی کہ اللہ عزوجل ایسا زبردست ہے کہ ایک کو ایک پر فضیلت وبزرگی دیتا ہے۔

ہاں دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط یہ پیغمبر ہیں کہ بزرگی دی ہم نے بعض ان کے کو اوپر بعض کے ان میں سے بعض وہ ہیں کہ باتیں کی اللہ نے ان سے اور بعض ان کے کو درجوں بلند کیا۔ یا اللہ ہمارے مولنا صاحب کی زندگی میں برکت دے آمین۔

الجواب: یہ حکایت محض باطل و بے اصل ہے۔ زید کی مراد مرتبہ کم کرنے سے اگر یہ ہے کہ صدیق اکبر مولیٰ علی سے افضل ٹھہرے جاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو یہ بلاشبہہ اہلسنت کا عقیدہ ہے اگرچہ اس حکایت کو اس سے بھی بحث نہیں وہ تو آیات واحادیث واجماع سے ثابت ہے اور اگر یہ مقصود کہ معاذ اللہ اس میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی توہین لازم آتی ہے تو صریح باطل ہے یہ حکایت اگر صحیح بھی ہو تو دعا کا مقصود اس میت کا عذاب سے نجات پانا تھا وہ بہت زیادہ ہو کر حاصل ہوا کہ تمام گورستان بخشا گیا مولیٰ علی کی دعا ہی کا یہ اثر ہوا کہ صدیق اکبر کا موئے مبارک ہوا وہاں لے گئی جس سے سب کی مغفرت ہوگئی تو یہ ردِ دعا ہوا یا اعلیٰ درجے کا قبول۔ اور فرض کیجئے کہ حکمت الٰہی نے اس وقت دعائے امیر المومنین علی کو قبول کے تیسرے اعلیٰ مرتبہ میں رکھا یعنی آخرت میں اس کا ثواب ذخیرہ فرمایا (کہ قبول دعا کی تین مرتبے ہیں (۱) جو مانگا مل جانا (۲) اس کے برابر بلا کا دافع ہونا یہ اس سے بہتر ہے (۳) اس کا ثواب آخرت کیلئے جمع رہنا یہ سب سے اعلیٰ ہے اور اس موئے مبارک کو ذریعہ مغفرت کر دیا کہ وہ کریم مسلمان کی پیری سے حیا فرماتا ہے اور مسلمان بھی کونسا سردار جملہ مسلمین ابوبکر صدیق جن کی نسبت حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی پیری کو اپنی امت کی مغفرت کیلئے وسیلہ کیا کہ الٰہی ابوبکر کا صدقہ میری امت کے بوڑھوں کو بخشدے تو اس میں معاذ اللہ امیر المومنین علی کی کیا توہین ہوئی مگر جاہلانہ مت سب سے جدا ہوتی ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۷: رمضان شریف کے کامل ماہ کے روزے رکھنا فرض ہیں وہ تیس روز کا ہو یا انتیس دن کا ہو اب ایک بلاد میں روزے تیس ہوئے اور دیگر بلاد میں روزے انتیس ہوئے اب زید فرماتے ہیں جہاں پر انتیس روزے ہوئے وہاں یہ حکم کرتے ہیں کہ روزہ قضا کرنا فرض ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں ہاں اگر تیس روزے فرض مقرر کئے جاتے تو ایک روزہ قضا کرنا فرض ہوتا یہاں تو یہ حکم ہے کہ وہ تیس دن کا ہو یا انتیس دن کا اب عرض یہ ہے کہ چاند ماہ رمضان شریف و چاند ماہ شوال کا کتنے لوگ کی گواہی سے قبول کیا جائے گا اور رمضان شریف کے روزے کے واسطے گواہی ایک شہر سے دوسرے شہر تک کتنی منزل کا

فاصلہ دور ہو تو گواہی سنی جائے گی مثلاً یہاں دربن ناٹال میں چاند ماہ رمضان شریف کا روز شنبہ کو دیکھا اور پہلا روزہ یکشنبہ کو ہوا اور یہاں پر دوشنبہ کو روزہ ہوا اب اگر کوئی گواہی بذریعہ ٹیلی گراف یا ٹیلی فون سے چاند کی گواہی ملی تو وہ سنی جائے گی۔ یا نہیں ٹیلی فون سے آواز پہنچانی جاتی ہے کہ فلاں آدمی بات کرتا ہے اور ٹیلی گراف سے تو مطلقاً آواز آتی نہیں یہ گواہی سنی جاتی ہے یا نہیں اور ایک شہر سے لیکر دوسرے شہر تک کتنے میل کا فاصلہ ہو یا کتنے روز کی منزل دور ہو یہ بھی شمار تو ہوگا اصل حکم تو یہ ہے کہ ماہ رمضان شریف کے روزے چاند دیکھ کر رکھے اور چاند دیکھ کر چھوڑے یا گواہی ملے تو گواہی کہاں تک کی سنی جائے گی۔

الجواب: ایک جگہ روزے ۳۰ دوسری جگہ ۲۹ ہونے کی مختلف صورتیں ہیں بعض میں ۲۹ والوں پر ایک روزہ قضا رکھنا ہوتا ہے بعض میں ۳۰ والوں پر بعض میں دونوں پر بعض میں کسی پر نہیں مثلاً اوّل ایک جگہ ۲۹ شعبان کو ابر تھا رویت نہ ہوئی انہوں نے شعبان ۳۰ کا لیکر روزے شروع کئے جب ۲۹ روزے رکھے عید کا چاند ہو گیا۔ دوسری جگہ ۲۹ شعبان کو ابر نہ تھا رویت ہوئی یا ثبوت شرعی سے ثابت ہو گئی انہوں نے ایک دن پہلے سے روزہ رکھا اور ان کا رمضان ۳۰ دن کا ہوا اس صورت میں اگر ۲۹ روزے والوں کو ایک دن پہلے رویت ہو جانے کا ثبوت بروجہ شرعی پہنچ جائے اگرچہ رمضان مبارک کے بعد اگرچہ دس برس بعد تو بیشک ان پر ایک روزہ قضا کرنا فرض ہوگا ٹیلی گراف ٹیلی فون اخبار جنتری بازاری افواہ سب محض باطل و نامعتبر ہیں ابر و غبار ہو تو رمضان مبارک میں ایک مسلمان غیر فاسق کی گواہی درکار ہے اور باقی مہینوں میں دو ثقہ عادل کی اور مطلع صاف ہو تو سب مہینوں میں ایک جماعت عظیم کی (ان استثناو کے ساتھ جو ہم نے اپنے فتاوے میں منقح کئے) یا شہادۃ علی الشہادت ہو یا شہادۃ علی الحکم ہو یا استفاضۂ شرعیہ ہو ان سب کا روشن بیان ہمارے رسالہ طرق اثبات الھلال میں ہے جسے تفصیل دیکھنی ہو اسے دیکھے کہ اس میں تمام طرق مقبولہ و مردودہ کا کامل بیان ہے۔ پھر شرعی طریقے سے ثبوت ہو تو فاصلے کا کچھ لحاظ نہیں اگرچہ ہزاروں میل ہو درمختار میں ہے یلزم اھل المشرق برویۃ اھل المغرب اذا

۱؎ ترجمہ چاند اگر مغرب کے کسی مقام میں دیکھا جائے اور ان کا دیکھنا مشرق والوں کو ثبوت شرعی سے ثابت ہو جائے تو اس روایت کا حکم ان پر بھی لازم ہے

ثبت عندھم رؤیۃ اولئك بطریق موجب دوم یکم رمضان دونوں جگہ ایک دن ہوئی ایک جگہ کے لوگ ۲۹ روزے رکھ چکے کہ ہلال عید نظر آیا عید کر لی دوسری جگہ ابر تھا نہ چاند دیکھا نہ ثبوت ہوا تو ان پر فرض تھا کہ ۳۰ روزے پورے کریں اس صورت میں ۲۹ والوں پر ہرگز کسی روزے کی قضا نہیں کہ ان کے روزے پورے ہوئے ۳۰ والوں نے ایک زیادہ رکھا یہاں بھی ان پر ایک روزے کی قضا نہیں کہ ان کے روزے پورے ہوئے ۳۰ والوں نے ایک زیادہ رکھا یہاں بھی ان پر ایک روزے کی قضا اس بنا پر لازم کرتی کہ اور جگہ ۳۰ روزے ہوئے ہیں محض جہالت اور اختراع شریعت ہے سوم مثلاً ۲۹ شعبان روز پنجشنبہ کو ایک جگہ رویت ہوئی جمعہ سے روزہ رکھا جب ۲۹ رمضان آئی رویت ہوگئی شنبہ کی عید کر لی دوسری جگہ ۲۹ شعبان کو ابر تھا انہوں نے جمعہ کو ۳۰ شعبان مانی اور روزہ نہ کھا ہفتہ سے رکھا پھر وہ جمعہ کو واقع میں ۲۹ رمضان تھا اسے اور شنبہ کو کہ ان کے نزدیک ۲۹ رمضان تھی دونوں دن ان کے یہاں ابر رہا انہوں نے ۳۰ روزے پورے کر کے پیر کی عید پھر ان کو ثبوت شرعی سے ثابت ہو گیا کہ ۲۹ شعبان کو رویت ہوگئی اور جمعہ کو یکم رمضان تھی تو ان پر اس جمعہ کے روزے کی قضا فرض ہے حالانکہ یہ ۳۰ رکھ چکے ہیں اور اس شہر والوں نے ۲۹ ہی رکھے چہارم واقع میں ہلال ۲۹ شعبان کو ہوا مگر ان دونوں شہروں میں ابر کے باعث نظر نہ آیا شعبان کے ۳۰ دن لیکر شنبہ سے دونوں جگہ روزہ ہوا پھر واقع کی ۲۹ رمضان کا جب جمعہ آیا دونوں جگہ ابر تھا شنبہ کو کہ ان کے نزدیک ۲۹ رمضان تھی ایک جگہ رویت ہوئی اتوار کی عید کر لی دوسری جگہ شنبہ کو بھی ابر تھا پیر کی عید کی ایک جگہ روزے ۲۹ ہوئے ایک جگہ ۳۰ ہوئے اور واقع میں دونوں جگہ پہلے جمعہ کا روزہ کم ہوا جب ان کو تیسری جگہ کی رویت ثبوت شرعی سے معلوم ہو جائے جس سے جمعہ کو یکم رمضان تھی تو ان ۳۰، ۲۹ والے دونوں پر ایک روزہ قضا لازم ہوگا۔ یہ صورتیں ہم نے یکم رمضان میں اشتباہ کے لحاظ سے لیں یوہیں سلخ رمضان میں غلطی کئی اعتبار سے ہوسکتی ہے مثلاً جو لوگ غیر ثبوت شرعی کو ثبوت مانکر عید کر لیں تو ان پر ایک روزے کی قضا لازم ہے اگرچہ واقعہ میں وہ دن عید ہی کا ہو مگر یہ کہ بعد کو ثبوت شرعی سے اس دن کی عید ثابت ہو جائے تو اب اس روزے کی قضا نہ ہوگی صرف بے ثبوت شرعی

عید کر لینے کا گناہ رہے گا جس سے توبہ کریں بالجملہ جب ثبوت شرعی سے یہ ثابت ہو کہ ایک دن جس کا ہم نے روزہ نہ رکھا رمضان کا تھا تو ان پر اس کی قضا فرض ہوگی چاہے ۳۰ رکھ چکے ہوں ورنہ نہیں اگرچہ ۲۹ ہی رکھے ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۸: ایک کافر مرد یا عورت ایمان لائے اور زبان سے کلمہ طیبہ پڑھے اور وہ ہر دو کلمہ کے معنی نہیں جانتے اور اردو زبان بھی نہیں جانتے فقط زبان انگریزی یا کافری سسوٹو زبان جانتے ہیں اور کوئی کلمہ کے معنے سمجھانے والا بھی نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو وہ معنی سمجھتے نہیں اس صورت میں اگر وہ زبان سے کلمہ پڑھے اور اپنی زبان سے اتنا اقرار کرے کہ میں آج سے اپنا مذہب عیسائی وغیرہ اپنی راضی خوشی سے چھوڑ کر دین محمدی ﷺ قبول کرتا ہوں تو اتنا اقرار کافی ہوگا یا نہیں اور وہ ہر دو مسلمان ٹھہریں گے یا نہیں

الجواب: بیشک مسلمان ٹھہریں گے اگرچہ کلمہ طیبہ کا ترجمہ نہ جانیں بلکہ اگرچہ کلمہ طیبہ بھی نہ پڑھا ہو کہ اتنا ہی کہنا کہ میں نے وہ مذہب چھوڑ کر دین محمدی قبول کیا ان کے اسلام کیلئے کافی ہے محیط پھر انفع الوسائل میں ہے[۱] الکافرُ اِذَا اَقَرَّ بخلافِ مَا اِعْتَقَدَ یُحْکَمُ بِاِسْلَامِہٖ شرح سیر کبیر میں ہے [۲] لو قال اَنَا مُسلِمٌ فَھُوَ مُسْلِمٌ و کذا لو قَالَ اَنَا عَلٰی دِیْنِ مُحَمَّدٍ اَوْ عَلَی الحنفیَّۃِ او علی دین الاسلام انفع الوسائل میں ہے[۳] وکذ الو قال اسلما الکل فی ردالمختار واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۸۹: نکاح پڑھتے وقت عورت کو پانچ کلمے پڑھاتے ہیں اب وہ عورت حیض کی حالت میں ہے تو وہ پانچ کلمے اپنی زبان سے پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: حالتِ حیض میں صرف قرآن عظیم کی تلاوت ممنوع ہے کلمے پانچوں پڑھ سکتی ہے کہ اگرچہ ان میں بعض کلمات قرآن ہیں مگر ذکر و ثنا ہیں اور کلمہ پڑھنے میں نیت ذکر ہی ہے نہ نیت تلاوت تو جواز یقینی ہے[۴] کما صرحوا بہ قاطبۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۰: غیر مقلد یا رافضی اہل سنت کو سلام کرے تو اس کا جواب دے یا نہیں اور اگر

---

[۱] ترجمہ کافر جب اپنے دین باطل کے خلاف کا اقرار کرے اس کے اسلام کا حکم دیا جائے گا [۲] ترجمہ کافر اگر اتنا کہہ دے کہ میں مسلمان ہو گیا یونہی اگر کہے میں محمد ﷺ کے دین پر ہوں یا ملت حنفی پر ہوں یا دین اسلام پر ہوں [۳] اس طرح اگر یہ کہے کہ میں اسلام لایا [۴] ترجمہ جیسے کہ تمام علما نے تصریح فرمائی

دے تو کس طریقہ سے جواب دینے کا حکم ہے۔

الجواب: اگر خوف فتنہ نہ ہو جواب کی اصلا حاجت نہیں [1] ولا یقاسون علی ذمی بل وَلَاحربی لان حکم المرتد اشد اور خوف ہو تو صرف وعلیک کہے درمختار میں ہے [2] لَوسَلَّمَ یھودی او نصرانی او مجوسی علی مسلم فلا باس بالرد ولکن لا یزید علی قوله وعلیك کما فی الخانیة اب ایک صورت یہ رہی کہ اس قدر پر اقتصار میں بھی خوف صحیح ہو یا معاذ اللہ کسی مسلمان کو انہیں ابتدائے اسلام کی ضرورت و مجبوری شرعی ہو تو کیا کرے اقول پورا اسلام کہے اور چاہے تو ورحمۃ اللہ و برکاتہ بھی بڑھائے اور اصلا مضایقہ شرعیہ نہ آئے اس کی کیا صورت ہے۔ یہ کہ ہر شخص کے ساتھ اگرچہ کافر ہو کراما کاتبین اور کچھ ملائکہ حافظین ہوتے ہیں قال تعالیٰ [3] کَلَّا بَل تکذبون بالدین وان علیکم لحفظین کراما کاتبین قال [4] وله معقبت مِن بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر الله اپنے جواب یا سلام میں ان ملٰئکہ پر سلام کی نیت کرے والسلام واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۱: امام حنفی ہے اور مقتدی شافعی پیچھے ہیں اور آخرت رکعت فجر میں وہ دعائے قنوت پڑھنے تک امام حنفی کو ٹھہرنے کا حکم ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ ٹھہرنا چاہئے اور اگر ٹھہرنے کا حکم بھی ہو تو کتنے اندازہ تک ٹھہرنا چاہئے۔

الجواب: زید محض غلط کہتا ہے امام کو ہرگز نہ ٹھہرنا چاہیے کہ اس میں قلب موضوع ہے یعنی وضع شرعی کا الٹ دینا کہ متبوع کو تابع کر دیا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انما جعل الامام لیؤتم به امام تو صرف اس لئے مقرر ہوا ہے کہ مقتدی اس کی پیروی کریں نہ یہ کہ الٹا وہ مقتدیوں کی پیروی کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۲: عمرو پر غسل جنابت یا احتلام کا ہے اور زید سامنے ملا اور سلام کہا تو اسکو جواب دے یا نہیں اور اگر اپنے دل میں کوئی کلام الٰہی یا درود شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں

---

[1] ترجمہ انکا مطیع الاسلام کافر بلکہ حربی کافر پر بھی قیاس نہیں ہو سکتا اس لئے کہ مرتد کا حکم سب سے سخت تر ہے [2] ترجمہ اگر یہودی یا نصرانی یا مجوسی کسی مسلمان کو سلام کرے تو جواب دینے میں حرج نہیں مگر وعلیک سے زیادہ نہ کہو جیسا کہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے [3] ترجمہ کوئی نہیں بلکہ تم جزا سزا کے منکر ہو اور بیشک تم پر نگہبان ہیں عزت والے لکھنے والے [4] ترجمہ آدمی کے لئے بدلی والے اس کے آگے پیچھے کہ حکم الٰہی سے اس کی حفاظت کرتے ہیں ۱۲

الجواب: دل میں بایں معنیٰ کہ نِرے تصور میں بے حرکت زبان تو یوں قرآن مجید بھی پڑھ سکتا ہے اور زبان سے قرآن مجید بحالتِ جنابت جائز نہیں! اگرچہ آہستہ ہو اور درود شریف پڑھ سکتا ہے مگر کلی کے بعد چاہے اور جواب سلام دے سکتا ہے اور بہتر یہ کہ بعد تیمم ہو[۱] کما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنویر میں ہے[۲] لا یکرہ النظر الیہ (ای القران) بجنبٍ و حائض و نفساء کادعیۃ ردالمحتار میں ہے[۳] نص فی الھدایۃ علی استحباب الوضوء لذکر اللہ تعالٰی اسی میں بحر سے ہے[۴] وَتَرکُ الْمستحِبَ لا یوجب الکراھۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۳: زید اگر ایام حیض میں عورت کی ران یا شکم پر الت کو مس کر کے انزال کرے تو جائز ہے یا نہیں اور زید کو شہوت کا زور ہے اور ڈر یہ ہو کہ کہیں زنا میں نہ پھنس جاؤں۔

الجواب: پیٹ پر جائز ہے ران پر ناجائز کہ حالت حیض ونفاس میں ناف کے نیچے سے زانو تک اپنی عورت کے بدن سے تمتع نہیں کر سکتا کما فی المتون و غیرھا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۴: تقدیر کا لکھا ہوا بدل سکتا ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ خدا کا لکھا ہوا نہیں بدلتا اور عمرو اپنا عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ بیشک تقدیر کا لکھا ہوا اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے یا حبیب ﷺ کی شفاعت سے یا اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کی مدد سے بدل دیتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ عزوجل نماز و روزہ نہ ادا کرنے سے اس کی زندگی سے برکت اٹھا لیتا ہے اور روزی تنگ کر دیتا ہے جب تقدیر کا لکھا نہیں مٹتا تو پھر یہ کیوں اکثر کتابوں میں ذکر ہے۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت و عندہ ام الکتب اللہ تعالٰی مٹا دیتا ہے جو چاہے اور ثابت فرماتا ہے اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے۔ اصل کتاب لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے وہ نہیں بدلتا فرشتوں کے صحیفوں اور لوح محفوظ کے پٹھوں میں جو احکام ہیں وہ شفاعت و دعا و خدمتِ والدین وصلہ رحم سے زیادت و برکت کی

---

[۱] ترجمہ جیسا رسول اللہ ﷺ نے کیا کہ ایک صاحب نے سلام کیا حضور نے تیمم فرما کر جواب دیا [۲] ترجمہ جنب اور حیض و نفاس والی کو قرآن مجید آنکھ سے دیکھنا دعائیں پڑھنا مکروہ نہیں [۳] ترجمہ ہدایہ میں تصریح فرمائی کہ ذکر الٰہی کیلئے وضو مستحب ہے [۴] ترجمہ مستحب کے نہ کرنے سے کراہت لازم نہیں آتی ۱۲

جانب یا گناہ وظلم ونافرمانی والدین وقطع رحم سے دوسری طرف بدل جاتے ہیں مثلاً صحف ملائکہ میں زید کی عمر ساٹھ برس تھی اس نے سرکشی کی بیس برس پہلے ہی اس کی موت کا حکم آ گیا یا نکوئی کی بیس برس اور زندگی کا حکم فرمایا گیا یہ تبدیل ہوئی لیکن علم الٰہی ولوح محفوظ میں وہی چالیس یا اسی سال لکھے تھے ان کے مطابق ہونا لازم اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق وتوضیح ہماری کتاب المعتمد المستند میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۵: عمرو اگر اپنے فرزند کو سرکار مدینہ طیبہ کے روضہ مطہر میں داخل کرتے وقت کچھ مٹھائی وغیرہ ساتھ میں دے اور وہ مٹھائی تبرکات کے طور پر نیاز ملک میں لیجاوے تو وہ کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: بیشک درست ہے[۱] قل من حرم زینة الله التی اخرج لعبادہ والطیباتِ من الرزق وھابیہ لعنھم الله تعالیٰ کہ روضہ اقدس کو معاذ اللہ بت اور اس شیرینی کو بت کے چڑھاوے کی مثل جانتے ہیں ملعون ہیں[۲] قاتلھم الله انی یوفکون وہاں سے جو چیز منتسب ہو جائے مسلمان کے نزدیک ضرور تبرک ہے اور اسے اپنے اعزہ واحباب کیلئے لیجانا ضرور جائز ہے۔ امام وہابیہ نے کہ تفویت الایمان میں کہا اس کے کوئیں کا پانی تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لیجانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر جو کسی پیغمبر یا بھوت کو ایسی قسم کی باتیں کرے شرک ہے اس کو اشراک فی العبادۃ کہتے ہیں پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے اس کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر اس کا افترا ہے اور وہ خود شرک حقیقی میں مبتلا ہے سنن نسائی شریف میں ہے طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس ﷺ سے حضور کا بقیہ وضو مانگا حضور نے پانی منگا کر وضو فرمایا اور اس میں کلی ڈالی پھر ان کے برتن میں کر دیا اور ارشاد فرمایا جب اپنے شہر میں پہنچو فاکسروا بیعتکم وانضحوا مکانھا بھذا الماء واتخذوھا مسجدا اپنا گرجا توڑ دو اور اس

---

[۱] ترجمہ تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی دی ہوئی زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی اور کس نے حرام کی پاکیزہ رزق ۱۲

[۲] ترجمہ اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں

زمین پر یہ پانی چھڑکو اور وہاں مسجد بناؤ۔ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے عرض کی شہر دور ہے اور گرمی سخت وہاں تک جاتے جاتے پانی خشک ہو جائے گا فرمایا مدومن الماء فانہ لایذیدُہٗ الاطیبا اس میں اور پانی ملاتے رہنا کہ پاکیزگی ہی بڑھے گی۔ مدینہ طیبہ کے حوالی میں جانب غرب کے سنگستان میں ایک کنواں ہے جس میں حضور اقدس ﷺ نے کلی فرمائی تھی جب سے برابر اہل مدینہ اس سے تبرک کرتے ہیں اہل اسلام اس کا پانی زمزم شریف کی طرح دور دور لیجاتے ہیں یہاں تک کہ اس کا نام ہی زمزم ہو گیا ہے امام سید نور الدین علی سمہودی مدنی قدس سرہ خلاصۃ الوفا شریف میں فرماتے ہیں بئر اھاب بصق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیھا و ھی بالحرۃ الغربیۃ معروقۃ الیوم بزمزم و قد قال المطری لم یزل اھل المدینۃ قدیما و خلفا یتبرکون بھا و ینقل الی الافاق من مائھا کما ینقل من زمزم یسمونھا ایضا زمزم لبرکتھا

مسئلہ ۹۶: اگر کسی نے ولی کی درگاہ کی منت کی مثلاً عمرو کہے یا فلاں بزرگ اللہ عزوجل آپ کی دعا سے میرے یہاں فرزند عطا کرے تو اس میرے فرزند کے سر کے بال آپ کی درگاہ میں آکر منڈواؤں گا اور بال کے ہم وزن صدقہ للہ سونا یا چاندی دونگا یا یہ شرط کی ہو کہ اس میرے فرزند کے ہم وزن مٹھائی یا شکر قند خیرات کروں گا اور ایک پلہ میں وہ فرزند بٹھایا جائے اور دوسرے پلہ میں شکر قند رکھی جائے اور پھر وہ للہ مساکین کو بانٹی جائے یہ ہر دو شرطوں سے منت کرنا جائز ہے یا نہیں اور وہ مٹھائی کھانی جائز ہوگی یا نہیں اور جو بچہ وزن کیا جاتا ہے وہ کچھ تربت پر نہیں ہوتا وہ دور جگہ میں وزن کیا جاتا ہے زید کہتا ہے کہ نا جائز ہے۔

الجواب: دونوں صورتوں میں صدقہ کی منت جائز اور پوری کرنا لازم ہے قال اللہ تعالٰی ولیوفوا نذورھم اور بال وہاں اتروانا فضول اور اس کی منت باطل ہے کما تقدم واللہ تعالٰی اعلم

۱؎ ترجمہ: چاہ اہاب میں حضور اقدس ﷺ نے کلی فرمائی وہ پچھان کی پتھریلی زمین میں ہے آج زمزم کے نام سے مشہور ہے اور بیشک مطری نے کہا کہ ہمیشہ مدینہ سلف سے خلف تک اس سے تبرک کرتے ہیں دور دور شہروں کو زمزم کی طرح اس کا پانی مسلمان لے جاتے ہیں اس کی برکت کے سبب اسے بھی زمزم کہتے ہیں۔

مسئلہ ۹۷: پیش امام اگر شاید زریں بوٹے بھرے ہوئے ہوں اور بُنا ہوا سوت کا یا کشمیری گرم کپڑا پہن کر نماز پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: سوتی یا کشمیری گرم کپڑے میں کہ ریشمی نہ ہو حرج نہیں نہ زرّیں بوٹوں میں جبکہ کوئی بوٹا چار اُنگل سے زیادہ چوڑا نہ ہو نہ اتنے قریب قریب ہوں کہ دُور سے کپڑا نظر نہ آئے سب مغرق معلوم ہو کما فی الدعا[1] وغیرہ وقد فصلناہ فی فتا و ننا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۸: اگر پیش امام سر پر شال ڈال کر نماز پڑھاوے تو کیسا ہے۔

الجواب: شال اگر ریشمین یا زری کی مغرق ہے یا اس کا کوئی بوٹا زری یا ریشم کا چار انگل سے زیادہ چوڑا ہے تو مرد کو مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ غیر نماز میں اور نماز اس کے باعث خراب و مکروہ خواہ امام ہو یا مقتدی یا تنہا۔ اور اگر ایسی نہیں تو اب دو صورتیں ہیں اگر سر پر ڈال کر اس کا آنچل شانے پر ڈال لیا جو اوڑھنے کا طریقہ ہے تو حرج نہیں اور اگر سر پر ڈال کر دونوں پلو لٹکے چھوڑ دیے تو مکروہ تحریمی و گناہ ہے اور نماز کا پھیرنا واجب درمختار میں ہے (کرہ سدل[2]) تحریمًا لنھی (ثوبہ) ای ارسالہ بلالبس معتاد کشد و مندیل یرسلہ من کتفیہ ردالمحتار میں ہے[3] وذلک نحو الشال واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۹۹: عمرو اگر فاتحہ کھانے پر اور قبروں پر ہر دو جگہ پر اوّل تین بار قل بعد سورۂ فاتحہ بعد سورۂ بقر کا پہلا رکوع پڑھ کر ثواب حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ وحضرت غوث پاک قدس سرہ العزیز کو ثواب بخشے تو جائز ہے یا نہیں اور زید فرماتے ہیں کہ کھانے پر دوسری طرح سے فاتحہ پڑھنا چاہیے آیا اگر ایک ہی طرح سے فاتحہ عمرو پڑھتا ہے تو درست ہے یا نہیں اور اس کا ثواب بزرگان دین و اہل قبور کو پہنچتا ہے یا نہیں۔

الجواب: زید کا قول غلط ہے فاتحہ ایصال ثواب ہے جس طرح ہو درست ہے کھانے پر کوئی دوسرا طریقہ ہو اور قبر پر اور یہ تعیین کہیں نہیں۔ ہاں ایک بات یہاں واجب اللحاظ ہے سوال میں حضور اقدس ﷺ وحضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کیلئے ثواب بخشا لکھا ہے یہ لفظ

---

[1] جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے اور ہم نے اپنے فتاوے میں اسے تفصیل سے بیان کیا ہے[2] ترجمہ کپڑا لٹکانا یعنی برخلاف طریق معروف لٹکتا رکھنا جیسے شال یا رومال کندھوں پر چھوڑ دینا یہ مکروہ تحریمی ہے کہ حدیث میں اس سے منع فرمایا[3] ترجمہ یہ جیسے شال ۱۲

بہت بیجا ہے بخشا بڑوں کی طرف سے چھوٹوں کو ہوتا ہے یہاں نذر کرنا کہنا چاہے یعنی سرکاروں میں ثواب نذر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۰: پیش امام اگر فال بآیت قرآن شریف دیکھے وہ درست ہے یا نہیں زید فرماتے ہیں کہ امام اگر فال دیکھے تو حرام ہے اور اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی درست نہیں ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا صحیح۔

الجواب: قرآن عظیم سے فال دیکھنے میں ائمہ مذاہب اربعہ کے چار قول ہیں بعض حنبلیہ مباح کہتے ہیں۔ اور شافعیہ مکروہ تنزیہی اور مالکیہ حرام کہتے ہیں اور ہمارے علمائے حنفیہ فرماتے ہیں ناجائز و ممنوع و مکروہ تحریمی ہے قرآن عظیم اس لئے نہ اتارا گیا ہمارا قول قول مالکیہ کے قریب ہے بلکہ عند التحقیق دونوں کا ایک حاصل ہے شرح فقہ اکبر میں ہے[۱] قال القونوی لا یجوز اتباع المنجم والرمال و من ادعی علم الحروف لانہ فی معنی الکاھن انتھی ومن جملۃ علم الحروف فال المصحف حیث یفتحونہ و ینظرون فی اومل الصفحۃ وکذا فی سابع الورقۃ السابعۃ الخ ملخصا اسی میں شرح عقیدہ امام طحاوی سے ہے[۲] علی ولی الامراز الۃ ھؤلاء المنجمین واصحاب الرمل والقرع والفالات و منعھم من الجلوس فی الحوانیت والطرقات او ان یدخلوا علی الناس فی منازلھم لذلک تحفۃ الفقہائے امام علاء الدین سمرقندی پھر جامع الرموز پھر شرح الدرر لعلامہ اسمعیل بن عبدالغنی نابلسی پھر حدیقہ ندیہ علامہ عبدالغنی ابن اسمعیل نابلسی رحمہم اللہ تعالیٰ میں ہے[۳] اخذ الفال من المصحف مکروہ اخیرین میں ہے یعنی[۴] کراھۃ تحریم لانھا المحل عند

---

[۱] ترجمہ امام قونوی نے فرمایا نجومی اور رمال اور علم حروف کے مدعی کی پیروی جائز نہیں کہ وہ کاہن کے مثل ہیں اس علم حروم میں سے مصحف شریف کی فال ہے کہ قرآن مجید کھول کر پہلا صفحہ اور ساتویں صفحہ کی ساتویں سطر دیکھتے ہیں ۱۲ [۲] ترجمہ حکم پر لازم کہ نجومی اور رمال اور قرعہ اور فال والوں کو دفع کرے ان کو دکانوں اور راستوں میں نہ بیٹھنے دے نہ اس کام کیلئے لوگوں کے گھروں میں جانے دے [۳] ترجمہ مصحف شریف سے فال لینا مکروہ ہے [۴] ترجمہ یعنی مکروہ تحریمی ہے کہ حنفیہ کے یہاں جب کراہت مطلق بولتے ہیں اس سے کراہت تحریم مراد لی جاتی ہے اور امام دمیری کی کتاب حیاۃ الحیوان میں ہے کہ امام علامہ ابن العربی (مالکی) نے کتاب الاحکام تفسیر سورۂ مائدہ میں مصحف شریف سے فال کی حرمت پر جزم فرمایا اور اسے علامہ قرآنی (مالکی) نے امام علامہ ابو الولید طرطوسی (مالکی) سے نقل کیا اور مسلم رکھا اور ابن بطہ حنبلی نے اسے جائز بتایا اور مذہب امام شافعی کا مقتضی کراہت ہے یعنی کراہت تنزیہی کہ ان کے یہاں مطلق کراہت سے یہی مراد لیتے ہیں۔

فی الاحکام سورۃ المائدہ بتحریم اخذالفال من المصحف ونقلہ القرانی عن الامام العلامۃ ابی الولید الطرطوشی واقرہ و اباحہ بن بطۃ من الحنابلۃ و مقتضے مذہب الشافعی کراھتہٗ یعنی کراھۃ تنزیہ لانھا المجمل عند الاطلاق عندہ علامہ قطب الدین حنفی ابن علاء الدین احمد بن محمد نہروانی تلمیذ امام شمس الدین سخاوی مستفیض بارگاہ حضرت سیدی علی متقی مکی رحمہم اللہ تعالیٰ کتاب وعیۃ الحج میں فرماتے ہیں[۱] منسك ابن العجمی لا یاخذ الفال من المصحف فان العلماء اختلفوا فی ذلك فکرہ بعضھم و اجازہ بعضھم و نص ابوبکر الطرطوشی من متأخری المالکیۃ علی تحریمہ اورعلی قاری نے شرح فقہ اکبر میں تسک مذکور سے یوں نقل کیا[۲] ونص المالکیۃ علی تحریمہ طریقہ محمدیہ امام برکوی حنفی میں ہے[۳] المراد بالفال المحمود لیس الفال الذی یفعل فی زماننا ھما یسمونہ فال القران او فال دانیال اونحوھما بل ھی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالھا بالجملہ مذہب یہی ہے کہ منع ہے مگر زید کا وہ حکم کہ اس کے پیچھے نماز درست نہیں درست نہیں نماز فاسق کے پیچھے بھی نادرست نہیں ہاں مکروہ ہے اور اگر فاسق معلن ہو تو مکروہ تحریمی کماحققناہ فی فتاونا النھی الاکید کراہت تحریم سے بھی نماز ناقص ہوتی ہے اور اس کا پھیرنا واجب نہ کہ نادرست ہو اور یہاں تو ابتداء حکم فسق بھی نہ چاہیے مسئلہ مختلف فیہ ہے اور اس پر خفی کہ عوام میں حکم معروف نہیں تو یہاں یہ چاہیے کہ اسے اطلاع دیں کہ مذہب حنفی میں ناجائز ہے اگر چھوڑ دے بہتر اور نہ چھوڑے تو ایک آدھ بار سے فاسق نہ ہوگا بلکہ تکرار و اصرار کے بعد حکم فسق دیا جائے گا کہ مکروہ تحریمی گناہ صغیرہ ہے[۵] اور کما فی ردالمحتار عن رسالۃ المحقق البحر صغیرہ بعد اصرار

---

[۱] ترجمہ منسک ابن عجمی میں ہے مصحف شریف سے فال نہ لے کہ علما کو اس میں اختلاف ہے بعض مکروہ کہتے ہیں بعض جائز اور متاخرین مالکیہ سے ابوبکر طوسی نے تصریح کی کہ حرام ہے[۲] ترجمہ مالکیہ نے تصریح کی کہ حرام ہے[۳] ترجمہ فال جس کی تعریف حدیث میں ہے اس سے وہ مراد نہیں جو ہمارے زمانے میں لوگ کرتے ہیں جسے فال قرآن یا فال دانیال وغیرہ کہتے ہیں یہ تو اس کے مثل ہے جیسے مشرکین عرب پانسے ڈالتے تھے ان کا فعل جائز نہیں[۴] ترجمہ جیسا ہم نے اپنی فتاوے اور اپنی کتاب النھی الاکید میں تحقیق کیا[۵] جیسا کہ ردالمحتار میں محقق صاحب بحر کے رسالہ سے ہے۔

فسق ہے پھر اگر بعد اطلاع یہ فال بنی باصرار وعلانیہ نہ کرے بلکہ چھپا کر تو اس کے پیچھے نماز صرف مکروہ تنزیہی ہوگی یعنی نامناسب وبس درمختار میں ہے یکرہ تنزیھا امامۃ فاسق اور اگر علانیہ مصر ہو تو اب فاسق معلن کہا جائے گا اور اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پھیرنی واجب فتاوی حجہ میں ہے[1] لوقدموا فاسقا یأثمون یونہی غنیۃ و تبین الحقائق وغیرہ ہما کا مفاد ہے والتوفیق[2] ماذکرنا بتوفیق الله تعالٰی والله تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۰۱: پیش امام اگر تعویذ بنائے تو کیا حکم ہے

الجواب: جائز تعویذ کہ قرآن کریم اسمائے الٰہیہ یا دیگر اذکار و دعوات سے ہو اس میں اصلا حرج نہیں بلکہ مستحب ہے رسول الله ﷺ نے ایسے ہی مقام میں فرمایا کہ من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ تم میں جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکے پہنچائے۔[3] رواہ احمد و مسلم عن جابر رضی الله تعالٰی عنہ اسمائے انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والثنا سے بھی تعویذ بطور تبرک وتوسل روا ہے کہ تابع ومظہر اسمائے الٰہیہ ہیں درمختار میں ہے[4] فی المجتبی التمیۃ المکروھۃ ما کان بغیر العربیۃ ردالمحتار میں مغرب سے ہے[5] لا باس بالمعاذات اذا کتب فیھا القران اواسماء الله تعالٰی وانما تکرہ اذا کانت بغیر لسان العرب ولا یدری ماھو ولعلہ یدخلہ سحر اوکفر اوغیر ذلك اماما کان من القران اوشی من الدعوات فلا باس بہ اسی میں مجتبٰے سے ہے[6] و علی الجواز عمل الناس الیوم بہ وردت الاثار

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں[7] الرقی التی من کلام الکفار والرقی المجھولتہ

---

[1] ترجمہ اگر فاسق کو امام کریں تو گنہگار ہوں گے [2] ترجمہ دونوں قولوں میں موافقت وہ ہے جو ہم نے بتوفیق الٰہی ذکر کی کہ فاسق غیر معلن کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور معلن کے پیچھے مکروہ تحریمی [3] ترجمہ یہ حدیث مسند احمد و صحیح مسلم میں جابر سے ہے [4] ترجمہ مجتبٰی میں ہے تعویذ وہ مکروہ ہے جو غیر زبان عربی میں ہو یعنی جس کے معنی مجہول ہوں [5] ترجمہ تعویذوں میں حرج نہیں جبکہ ان میں قرآن مجید یا اسمائے الٰہیہ لکھے جائیں مکروہ جب ہیں کہ غیر عربی میں ہوں اور معنی معلوم نہ ہوں کیا معلوم کہ ان میں جادو یا کفر یا کچھ اور ہو اور وہ تعویذ جو آیتوں یا دعاؤں سے ہو اس میں حرج نہیں [6] ترجمہ اب تمام علما کا عمل تعویذوں کے جواز پر ہے اور اس میں حدیثیں آئی ہیں [7] ترجمہ وہ منتر کہ کافروں کے کلام سے ہوں اور وہ جن کے معنی نہ معلوم ہوں بد ہیں کہ شاید ان کے معنی کفر یا قریب بکفر یا مکروہ ہوں اور آیتوں اور اذکار معروفہ سے جائز ہیں بلکہ سنت ہیں۔

منمومة لاحتمال ان معنا ھا کفر اوقریب منه اومکروه اما الرقی بایات القران وبالاذکار المعروفة فلانهی فیه سل سنة اسی میں ہے ونقلوا الاجماع علی جواز الرقی بالقران واذکار الله تعالی اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں ہے رقیہ بقرآن واسمائے الٰہی جائزست باتفاق وماسوائے آں ازکلمات اگرمعلوم باشد معانی آں ومخالف ودین وشریعت رانیز جائز ہاں جس کی برائی معلوم ہو جیسے بعض تعویذوں میں شیطان فرعون ہامان نمرود کے نام لکھتے ہیں یا معنی مجہول ہوں جیسے دفع وبا کی دعا میں بسم الله ط سوسا حاسوسا ماسوسا یا بعض تعویذوں عزیمتوں میں علیقا ملیقا تلیقا انت تعلم ما فی القلوب حقیقا یہ ناجائز ہے مگر نامعلوم المعنے لفظ جب بعض اکابر اولیائے معتمدین جامعان علم ظاہر وباطن سے بروجہ صحیح مروی ہوتو ان کے اعتماد پر مان لیا جائے گا شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں یا رب مگر بعضے کلمات باشدکہ ازثقات معلوم شدہ است خواندن آں واز مشائخ متواتر آمدہ است چنانکہ درحرز یمانی کہ آنرا سیفی می مانند ومانند آں میخوانند اسی میں اسمائے محبوبان خدا اسے رقیہ و تعویذ کی نسبت فرمایا تمسک وتوسل کہ بدوستان خدا واسمائے ایشان می کند بسبب قرب ایشاں بدرگاہ حق ودرگاہ رسول وے میکند واگرتعظیم میکند ایشاں راہمیں طریق بندگی خداو تبعیت رسول میکند نہ باستقلال واستبداد ایں راقیاس برحلف بغیر خداعزوجل نتواں کرو اقول (۱) اس پر دلیل روشن اور وہابیت کے سر پر سخت کوہ افگن امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ امام ابوبکر بن السنی تلمیذ جلیل امام نسائی نے کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا اذا کنت بوادتخاف فیها السباع فقل اعوذ بدانیال و بالجب من شر الاسد جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا خوف ہوتو یوں کہہ میں پناہ لیتا ہوں حضرت دانیال علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کے کنویں کی شیر کے شر سے امام ابن السنی نے اس حدیث پر یہ باب وضع فرمایا باب مایقول اذا خاف السباع یعنی یہ باب ہے اس دعا کے

۱؎ ترجمہ علمانے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ آیات وذکر الٰہی سے رقیہ جائز ہے ۱۲

بیان کا جو درندوں کے خوف کے وقت کی جائے امام عارف باللہ فقیہ محدث کمال الدین دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب حیاۃ الحیوان الکبریٰ میں یہ حدیث لکھ کر ابن ابی الدنیا و شعب الایمان بیہقی کی حدیثیں لکھیں کہ جب حضرت دانیال علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوئے بادشاہ کے خوف سے (جس سے نجومیوں نے انہیں حضرت دانیال کی پیدائش کی خبر دی تھی کہ اس سال ایک لڑکا ہوگا جو تیرا ملک تباہ کرے گا اور اس وجہ سے وہ خبیث اس سال کے ہر پیدا ہوئے بچے کو قتل کر رہا تھا) ان کو شیر کے پاس جنگل میں ڈال دیا شیر اور شیرنی ان کا بدن مبارک چاٹتے رہے جب جوان ہوئے بخت نصر نے دو بھوکے شیر ایک کنویں میں ڈال کر ان پر دانیال علیہ الصلاۃ والسلام کو ڈلوا دیا شیر ان کو دیکھ کر (پلاؤ کتے کی طرح) دم ہلانے لگے۔ یہ حدیثیں لکھ کر امام دمیری نے فرمایا فلما ابتلی دانیال علیہ الصلاۃ والسلام بالسباع اولاواخرا جعل اللہ تعالیٰ الاستعاذۃ بہ فی ذلک تمنع شر السباع التی لا تستطاع یعنی جبکہ دانیال علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوتے ہی اور بڑے ہو کر شیروں سے آزمائے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی دہائی دینے ان کی پناہ مانگنے کو شیروں کے بے قابو شر کا دفع کرنے والا کیا۔ اس سے بڑھ کر محبوبان خدا کے نام کا تعویذ کرنا اور کیا ہوگا جیسے مولیٰ علی ارشاد فرما رہے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس روایت فرما رہے ہیں امام ابن السنی اس پر عمل کرنے کے لئے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں روایت کر رہے ہیں اس کے بتانے کو کتاب میں خاص ایک باب وضع کر رہے ہیں طاغیہ گنگوہ کو اپنے فتاوے حصہ سوم صفحہ ۱۰ میں جب کچھ نہ بنی وہ حرکت مذبوحی کی کہ "وہاں نہ دانیال ہیں نہ ان کو کچھ علم ہے ان کو مفید اعتقاد کرنا شرک ہے بلکہ اللہ نے اس کلام میں تاثیر رکھدی ہے یہ مکروہ بوجہ ضرورت مباح کیا گیا جیسا اضطرار میں تو ریہ درست ہو جاتا ہے یہ گنگوہی کی تمام سعی ہے مسلمان دیکھیں اولاً قطع نظر اس سے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو کہنا کہ نہ ان کو کچھ علم ہے اور انہیں مفید اعتقاد کرنے کو شرک بتانا قدیم علت وہابیت ہے جس کے رد کو ہمارے رسائل کثیرہ کافی اسی دوہائی دینے میں کلام کیجئے گنگوہی جی اسے فقط مکروہ بولے اور ان کا امام الطائفہ اپنی تفویت الایمان میں لکھ رہا ہے کوئی مشکل کے وقت کسی کی دوہائی دیتا ہے غرض

جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیا انبیاء سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کیے جاتے ہیں دیکھے وہ کافر مشرک صاف صاف کہہ رہا ہے آپ نرے مکروہ پر ٹالتے ہیں ہاں در پردہ آپ بھی توریہ کی مثال دے کر کفر کہہ گئے ہیں ثانیا وہ کونسی ضرورت ہے جس کے لیے یہ تفویت الایمانی صریح کفر وشرک بولنا جائز ہو گیا ذرا سنبھل کر بتایئے اور اپنے طائفہ وامام الطائفہ سے بھی مشورہ لے لیجئے اللہ عزوجل کے نام پاک کی دوہائی دینے میں یہ اثر ہے یا نہیں کہ بلا سے بچالے شیر کا شر دفع کر دے اگر ہے تو دوسرے کی دوہائی کی ضرورت کب رہی کیا اسلامی کلمہ کہنے سے بھی بلا دفع ہوتی ہو اور آدمی کفر بولے تو یہ اضطرار و مجبوری کہا جائے گا۔ کیا وہ کافر ہو گا ضرور ہو گا اور اگر نہیں تو صاف لکھ دو کہ اللہ کی دوہائی دینے سے بلا نہیں ٹلتی دانیال کی دوہائی کام دیتی ہے اس وقت آپ کے طائفہ میں جو گت بنے وہ قابل تماشا ہو گی اور ہم تکفیر سے زیادہ کیا کہیں گے جو حرمین شریفین سے آپ کے لیے آ چکی ثالثا حدیث میں خاص اس وقت کا ذکر نہیں جب شیر سامنے آ جائے اور حملہ کرے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا اندیشہ ہی کیا اگر کافر نہ سامنے ہو نہ ڈرائے دھمکائے صرف اس اندیشہ سے کہ شاید کوئی کافر آ کر دھمکائے کلمہ کفر بولتے رہیے گا رابعا اللہ عزوجل نے اس کلام میں دفع بلا کا اثر رکھدیا ہے یہ اثر برکت و پسند کا ہے جیسا ذکر الٰہی میں یا غضب و ناراضی کے ساتھ ہے جس طرح جادو میں۔ بر تقدیر اوّل اللہ عزوجل کی پسند کو مکروہ رکھنے والا کون ہوتا ہے اور وہ جو اسے کفر و شرک بتائے کیسا ہے بر تقدیر دوم مولیٰ علی جادو سکھانے والے ہوئے اور ابن عباس اس کے بتانے والے اور ابن السنی اس کے پھیلانے والے اور تفویت الایمانی دھرم پر کافر و مشرک۔ مولیٰ علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم کی شان تو عظیم اعلیٰ ہی کیا امام ابن السنی یا امام دمیری آپ کے دھرم میں آپ کے امام الطائفہ کے دادا طریقۃً پردادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی مثل ہیں جو نادِ علی اور یاعلی یا علی اور یا شیخ عبد القادر الجیلانی شیأ اللہ قبروں کا طواف بتا کر تفویت الایمانی دھرم پر مشرک و مشرک گر ہوئے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم خیران کفر پسندوں کو جانے دیجئے محبوبوں کے ناموں کے بعض

تعویذ اور سینے (۲) مواہب شریف میں امام ابو بکر احمد بن علی سعید ثقہ حافظ الحدیث سے ہے مجھے بخار آیا امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی یہ تعویذ مجھے لکھ کر بھیجا بسمہ اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ و باللہ و محمد رسول اللہ یا نار کونی بردا وسلما الخ یعنی اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت سے اور محمد رسول اللہ کی برکت سے اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی جا الی آخرہ (۳) فتح الملک المجید میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے سار عیسیٰ بن مریم و یحیی بن زکریا علی نبینا الکریم و علیهم الصلاۃ والتسلیم فی بریۃ اذرأیا و حشیۃ ما خضا فقال عیسے لیحیی علیهما الصلاۃ والسلام قل تلک الکلمات حنۃ ولدت مریم و مریم ولدت عیسے الارض تَدْعُوْكَ ایها المولود اخرج ایها المولود بقدرۃ اللہ تعالیٰ یعنی سیدنا عیسیٰ وسیدنا یحییٰ علی نبینا الکریم وعلیہما الصلاۃ والسلام نے جنگل میں کوئی وحشی مادہ دیکھی جسے بچہ پیدا ہونے کا درد تھا عیسے علیہ السلام نے یحیے علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا یہ کلمے کہیے حنہ سے مریم پیدا ہوئیں مریم سے عیسے پیدا ہوئے اے مولود تجھے زمین بلاتی ہے اے مولود اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہو راوی حدیث امام ثقہ ثبت حافظ الحدیث حماد بن زید فرماتے ہیں آدمی ہو یا جانور جسی وردہ ہو یہاں تک کہ بکری جس کے بچہ پیدا ہونے میں مشکل ہو اس کے پاس یہ کلمات کہو بچہ ہو جائے گا (۴) امام دمیری نے سانپ کا زہر اتارنے کی دعا تحریر کی اور اسے فوائد مجربہ نافعہ سے فرمایا اس میں ہے سلم علی نوح فی العلمین و علی محمد فی المرسلین نوح نوح قال لکم نوح من ذکر فی فلا تلدغوہ سلام ہو نوح پر جہاں والوں میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ رسولوں میں۔ نوح نوح۔ تم سے حضرت نوح نے فرمادیا تھا کہ جو میری یاد کرے اسے نہ کاٹنا (۵) امام ابو عمر ابن عبد البر نے کتاب التمہید میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا بلغنی ان من قال حین یمسی سلم علیے نوح فی العلمین لم تلدغہ عقرب مجھے روایت پہنچی ہے کہ جو شام کے وقت کہے سلام ہو نوح پر سارے جہاں میں اسے بچھو نہ کاٹیگا (۶) یہی عمل امام عمرو بن دینار تابعی ثقہ تلمیذ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اور اس میں یوں

ہے قال فی لیل اونھا رسلم علی نوح فی العلمین دن میں کہے خواہ رات میں
(۷) یہی امام اجل ابو القاسم قشیری قدس سرہ نے اپنی تفسیر میں نقل فرمایا اور اس میں ہے
حین یمسی و حین یصبح سلم علی نوح فی العلمین صبح شام دونوں وقت کہے
الکل فی حیاۃ الحیوان (۸) نیز امام دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض اہل خیر سے
روایت کیا ان اسماء الفقھاء السبعۃ الذین کانوا بالمدینۃ الشریفۃ اذا کتبت
فی رقعۃ و جعلت فی القمح فانہ لا یسوس ما دامت الرقعۃ فیہ یعنی مدینہ طیبہ
کے ساتوں فقہائے کرام کے اسمائے طیبہ اگر ایک پرچہ میں لکھ کر گیہوں میں رکھدیا جائے تو
جب تک وہ پرچہ رہے گا گیہوں کو گھن نہ لگے گا ان کے اسمائے طیبہ یہ ہیں عبید اللہ عروہ قاسم
سعید ابو بکر سلیمان خارجہ رضی اللہ عنہم (۹) اسی میں بعض اہل تحقیق سے روایت کیا ان اسماء ھم
اذا کتبت وعلقت علی الراس او ذکرت علیہ ازالت الصداع ان فقہائے
کرام کے نام اگر لکھ کر سر پر رکھے جائیں یا پڑھ کر سر پر دم کیے جائیں تو دردسر کھو دیتے ہیں
(۱۰) نیز زبروجاج بعض علمائے کرام سے نقل فرمایا جس نے کھانا زیادہ کھالیا اور بدہضمی کا
خوف ہو وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا تین بار یہ کہے اَللَّیْلَۃَ لَیْلَۃِ عِیْدِیْ یَاکَرِشِیْ وَ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْ سَیِّدِے اِبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْقُرَشِیِّ اے میرے معدے آج کی رات
میری عید کی رات ہے اور اللہ راضی ہو ہمارے سردار حضرت ابو عبد اللہ قریشی سے یہ سیدی
ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابراہیم قریشی ہاشمی اکابر اولیائے مصر سے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم
رضی اللہ عنہ کی زمانے میں سولہ سترہ برس کے تھے ۶ ذی الحجہ ۵۹۹ کو بیت المقدس میں انتقال
فرمایا۔ اور اگر دن کا وقت ہو تو الیلۃ لیلۃ عیدے کی جگہ الیوم یوم عیدی کہے (۱۱) حضرت مولنا
جامی قدس سرہ السامی فحات الانس شریف میں حضرت سیدی علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کی نسبت
فرماتے ہیں من جملۃ کراماتہ من ذکرہ عند توجہ الاسدالیہ انصرف عنہ
ومن ذکرہ فی ارض مبقاقۃ اندفع البق باذن اللہ تعالیٰ ان کی کرامتوں سے
ہے کہ جس پر شیر جھپٹا ہو یہ حضرت علی بن ہیتی کا نام مبارک لے شیر واپس جائے گا اور جہاں
مچھر بکثرت ہوں حضرت علی بن ہیتی کا نام پاک لیا جائے مچھر دفع ہو جائیں گے باذن اللہ

تعالٰی یہ حضرت علی بن ہیتی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خادموں سے ہیں حضور کے بعد قطب ہوئے ۵۶۴ میں وصال ہوا (۱۲) اب شاہ ولی اللہ صاحب کے بعض اقوال ان کے رسالہ قول الجمیل سے لکھیں اور ان کی عربی عبارت پھر ترجمے سے اولٰی یہ کہ شفاء العلیل میں مولوی خرم علی مصنف نصیحۃ المسلمین کا ترجمہ ہی ذکر کریں کہ وہ بھی معتمدین وہابیہ سے ہیں تو ہر عبادت دوہری شہادت ہوگی۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا سنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے (۱۳) اسی میں ہے یہ بھی دفع جن کا عمل ہے کہ اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں پر لکھے (۱۴) اسی میں تعویذ تپ میں ہے یاام ملدم ان کنت مؤمنة فبحق محمد صلی الله تعالٰی علیه وسلم وانکنت یهودیة فبحق موسیٰ الکلیم علیه السلام وان کنت نصرانیة فبحق السیح عیسے بن مریم علیه السلام ان لا اکلت لفلان بن فلانة محما الخ یعنی اسے بخار اگر تو مسلمان ہے تو محمد ﷺ کا واسطہ اور یہودی ہے تو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا اور نصرانی ہے تو عیسے علیہ الصلاۃ والسلام کا کہ اس مریض کا نہ گوشت کھا نہ خون پی نہ ہڈی توڑ اور اسے چھوڑ کر اس کے پاس جا جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا مانے ۱۵۰) اسی میں ہے جو عورت لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے اس آیت کو لکھے پھر یہ لکھے بحق مریم وعیسے انا صالحا طویل العمر بحق محمد وآلہ یعنی صدقہ مریم وعیسےٰ کا نیک بیٹا بڑی عمر کا صدقہ محمد اور ان کی آل کا ﷺ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۰۲: اگر حاضرات سے احوال دریافت کرے وہ درست ہے یا نہیں۔ منقول از فتاوی افریقہ۔

الجواب: اقول یونہی حاضرات اگر عمل علوی سے غرض جائز کیلئے ہو اور اس میں شیاطین سے استعانت نہ ہو جائز ہے حضرت سید حسینی شیخ محمد عطاری شطاری قدس سرہ نے کتاب الجواہر میں اسکے بہت طریقے لکھے اور حضرت علامہ شیخ احمد شناوی مدنی قدس سرہ نے ضمائر ا سرائر الالہیہ میں مشرح کیے یہ کتاب جواہر وہ ہے جس کی اجازت شاہ ولی اللہ صاحب نے

اپنے اشیاخ سے لی جس کا ذکر ہمارے رسالہ انوار الانتباہ میں ہے اور سب سے اجل و اعظم یہ کہ امام اوحد سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی لخمی قدس سرہ نے کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار و معدن الانوار میں ائمہ اجلہ عارفین باللہ حضرت سید تاج الملۃ والدین ابو بکر عبد الرزاق و حضرت سید سیف الملۃ والدین ابو عبداللہ عبدالوہاب و حضرت عمر کیماتی و حضرت عمر بزار و حضرت ابو الخیر بشیر بن محفوظ قدست اسرارہم سے باسانید صحیحہ روایت کیا کہ ان سب حضرات سے حضرت ابوسعید عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی نے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات مبارک میں وصال اقدس سے سات برس پہلے ۵۵۴ ہجری میں بیان کیا کہ ۵۳۷ میں ان کی صاحبزادی فاطمہ نا کتخدا سوالہ سال کی عمر اپنے مکان کی چھت پر گئیں وہاں سے کوئی جن اڑا لے گیا یہ بارگاہ انور سرکار غوثیت میں حاضر ہو کر نالشی ہوئے ارشاد فرمایا آج اذهب الليلة الى خراب الكرخ واجلس على التل الخامس وحظ عليك دارة فى الارض و قل وانت تخطها بسم الله على نية عبد القادر آج رات ویرانہ کرخ میں جاؤ اور وہاں پانچویں ٹیلے پر بیٹھو اور اپنے گرد زمین پر ایک دائرہ کھینچو اور دائرہ کھینچنے میں یہ پڑھو بسم الله على نية عبد القادر (رضی الله تعالىٰ عنه) جب رات کی پہلی اندھیری جھکے گی مختلف صورتوں کے جن گروہ گروہ تمہارے پاس آئیں گے خبردار انہیں دیکھ کر خوف نہ کرنا پچھلے پہر ان کا بادشاہ لشکر کے ساتھ آئے گا اور تم سے کام پوچھے گا اس سے کہنا (حضور سید) عبدالقادر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور لڑکی کا واقعہ بیان کرنا حضرت ابوسعید عبداللہ فرماتے ہیں میں گیا اور حسب ارشاد عمل کیا مہیب صورتوں کے جن آئے مگر کوئی میرے دائرے کے پاس نہ آسکا وہ گروہ گروہ گزرتے جاتے تھے یہاں تک کہ ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا اور اس کے آگے جن کی فوجیں تھیں بادشاہ دائرے کے سامنے آکر ٹھہرا اور کہا اے آدمی تیرا کیا کام ہے میں نے کہا حضور سید عبدالقادر نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے میرا یہ کہنا تھا کہ فوراً بادشاہ نے گھوڑے سے اتر کر زمین چومی اور دائرے کے باہر بیٹھ گیا اس کے ساتھ فوج بھی بیٹھی بادشاہ نے مجھ سے مقصد پوچھا میں نے لڑکی کا واقعہ بیان کیا بادشاہ نے ہمراہیوں سے

کہا کس نے یہ حرکت کی کسی کو معلوم نہ تھا کہ اتنے میں ایک شیطان لایا گیا اور لڑکی اس کے ساتھ تھی کہا گیا کہ یہ چین کے عفریتوں سے ہے بادشاہ نے اس سے کہا کیا باعث ہوا کہ تو اس لڑکی کو حضرت قطب کے زیر سایہ سے لے گیا کہا یہ میرے دل کو بھا گئی۔ بادشاہ نے حکم دیا اس عفریت کی گردن ماری گئی اور لڑکی میرے حوالے کی میں نے کہا میں نے آج کا سا معاملہ نہ دیکھا جو تم نے حکم حضور کے ماننے میں کیا کہا ہاں وہ اپنے دولت کدے سے ہم میں عفریتوں پر جو زمین کے منتہیٰ پر ہوتے ہیں نظر فرماتے ہیں تو وہ ہیبت سے اپنے مسکنوں کی طرف بھاگ جاتے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی کو قطب کرتا ہے جن و انس سب پر اسے قابو دیتا ہے انتہے ہاں اگر سفلی عمل ہو یا شیاطین سے استعانت تو ضرور حرام ہے بلکہ قول یا فعل کفر پر مشتمل ہو تو کفر شرح فقہ اکبر میں ہے لا یجوز الاستعانة بالجن فقدذم الله الكافرين على ذلك فقال وانه كان رجال من الانس يعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقا و قال تعالى ويوم نَحْشَرَهُمْ جميعا يمعشر الجن قد استكثرتم من الانس وقال اوليهم من الانس ربنا استمتع بعضنا ببعض الاية فاستمتاع الانسى بالجنى فى قضاء حوائجه و امثال اوامره و اخباره بشىء من المغيبات و نحوذلك واستمتاع الجنى بالانسى تعظيم اياه واستعانته به واستغاثة به وخضوعه له یعنی جن سے مدد مانگنی جائز نہیں اللہ تعالیٰ نے اسپر کافروں کی مذمت فرمائی کہ کچھ آدمی کچھ جنوں کی دوہائی دیتے تھے تو انہیں اور غرور چڑھا اور فرمایا جس دن اللہ ان سب کو اکٹھا کر کے فرمائے گا اے گروہ شیاطین تم نے بہت آدمی اپنے کر لیے اور ان کے مطیع آدمی کہیں گے اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ اٹھایا۔ آدمی نے شیطانوں سے یہ فائدہ لیا کہ انہوں نے ان کی حاجتیں روا کیں ان کا کہنا مانا ان کو کچھ غیب کی خبریں دیں وعلی ہذا القیاس اور شیطانوں نے آدمیوں سے یہ فائدہ لیا کہ انہوں نے ان کی تعظیم کی ان سے مدد مانگی ان سے فریاد کی ان کے لیے جھکے انتہی اور قوم جن کی خالی خوشامد بھی نہ چاہیے اللہ عزوجل نے انسان کو ان پر فضیلت بخشی ہے ولہذا فتاوے سراجیہ پھر فتاوے ہندیہ اور منیۃ المفتی پھر شرح الدرر للنابلسی

پھر حدیقہ ندیہ میں ہے اذااحرق الطیب او غیرہ الجن افتی بعضھم بان ھذا فعل العوام الجھال یعنی قوم جن کیلئے خوشبو وغیرہ جلانے پر بعض فقہا نے فتویٰ دیا کہ یہ جاہل عوام کا کام ہے۔ ہاں تعظیم آیت واسماء وضیافت ملائکہ کے لئے بخور سلگائے تو حسن ہی اس فعل سے غرض صحیح کی اعلیٰ مثال وہ ہے کہ ابھی بہجۃ الاسرار شریف سے گزری اور غرض نامحمود یہ کہ مثلاً صرف ان سے ربط بڑھانے کے لیے ہو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فتوحات میں فرماتے ہیں جن کی صحبت سے آدمی متکبر ہو جاتا ہے اور متکبر کا ٹھکانہ جہنم والعیاذ باللہ تعالیٰ سوال میں جو غرض ذکر کی کہ دریافت احوال کیلئے اس میں جائز و ناجائز دونوں احتمال ہیں اگر ایسا حال دریافت کرنا ہے جو ان سے تعلق رکھتا ہے یا حال کا واقعہ ہے جسے وہ جا کر معلوم کر سکتے ہیں غرض ایسی بات کہ ان کے حق میں غیب نہیں تو جائز جیسا واقعہ مذکورہ حضرت ابوسعید میں تھا اور اگر غیب کی بات ان سے دریافت کرنی ہو جیسے بہت لوگ حاضرات کر کے موکلاں جن سے پوچھتے ہیں فلاں مقدمہ میں کیا ہو گا فلاں کام کا انجام کیا ہو گا یہ حرام ہے اور کہانت کا شعبہ بلکہ اس سے بدتر۔ زمانہ کہانت میں جن آسمانوں تک جاتے اور ملائکہ کی باتیں سنا کرتے ان کو جو احکام پہنچے ہوتے اور وہ آپس میں تذکرہ کرتے یہ چوری سے سن آتے اور سچ میں دل سے جھوٹ ملا کر کاہنوں سے کہہ دیتے جتنی بات سچی تھی واقع ہوتی زمانہ اقدس حضور سید عالم ﷺ سے اس کا دروازہ بند ہو گیا آسمانوں پر پہرے بیٹھ گئے اب جن کی طاقت نہیں کہ سننے جائیں جو جاتا ہے ملائکہ اس پر شہاب مارتے ہیں جس کا بیان سورۂ جن شریف میں ہے تو اب جن غیب سے نرے جاہل ہیں ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر مسند احمد وسنن اربعہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول اواتی امرأۃ حائضا اواتی امرأۃ فی دبرھا فقد برئ مما انزل علی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جو کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات سچی سمجھے یا حالت حیض میں عورت سے قرب کرلے یا دوسری طرف دخول کرے وہ بیزار ہوا اس چیز سے کہ محمد ﷺ پر اتاری گئی ۲؎ مسند احمد وصحیح مسلم میں ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہے

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من اتی عرافافسالہ عن شیء لم تقبل لہ صلاۃ اربعین لیلۃ جوکسی غیب گو کے پاس جاکر اس سے غیب کی کوئی بات پوچھے چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہو مسند احمد و صحیح مستدرک میں بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور مسند بزار میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من أتی عرافا اوکاھنا فصدقہ بما یقول فقدکفر بما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جوکسی غیب گویا کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کو سچ اعتقاد کرے وہ کافر ہو اس چیز سے جو اتاری گئی محمد ﷺ پر معجم کبیر طبرانی میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من اتی کاھنا سالہ عن شیء حجبت عنہ التوبۃ اربعین لیلۃ فلن صدقہ بما قال کفر جوکسی کاہن کے پاس جاکر اس سے کچھ پوچھے اسے چالیس دن توبہ نصیب نہ ہو اور اگر اس کی بات پر یقین رکھے تو کافر ہو جن سے سوال غیب بھی اسی میں داخل ہے حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث عمران بن حصین دربارہ کہانت ہے المرادھنا الا ستخبار من الجن عن امر من الامور کعمل المندل فی زماننا یہاں کہانت سے مراد جن سے کسی غیب کا پوچھنا ہے جیسے ہمارے زمانے میں مندل کا عمل اقول پہلی دو حدیثیں صورت حرمت سے متعلق ہیں ولہٰذا حدیث اوّل میں اسے جماع حائض و وطی فی الدبر کے ساتھ شمار فرمایا تو وہاں تصدیق سے مراد ایک ظنی طور پر ماننا ہے اور تیسری اور چوتھی حدیث صورت کفر سے متعلق ہیں تو یہاں تصدیق سے مراد یقین لانا اور پانچویں حدیث میں دونوں صورتیں جمع فرمائیں صورت حرمت کا وہ حکم کہ چالیس دن توبہ نصیب نہ ہو اور دوسری صورت پر حکم کفر۔ اس حدیث نے یہ بھی افادہ فرمایا کہ مجرد استفسار اعتقاد علم غیب کو مستلزم نہیں کہ سوال پر وہ حکم فرمایا اور تکفیر کو مشروط بہ تصدیق اس کی تحقیق یہ ہے کہ سوال بر بنائے ظن بھی ہو سکتا ہے اور کسی کی نسبت ظنی طور پر غیب جاننے کا اعتقاد کفر نہیں ہاں غیب کا علم یقین بے وساطت رسول کسی کو ملنے کا اعتقاد کفر ہے قال تعالیٰ علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احد الامن ارتضی من رسول اللہ عالم الغیب ہے، تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو جامع

الفصولین میں ہے المنفی ھو المجزوم بہ لا المظنون اور جن سے علم غیب یقینی کی نفی ہے نہ کہ ظنی کی تو اس فرع تاتارخانیہ میں کہ یکفر بقولہ انا اعلم المسروقات اوانا خبر باخبار الجن ایای یعنی جو کہے میں گی ہوئی چیزوں کو جان لیتا ہوں یا جن کے بتانے سے بتا دیتا ہوں وہ کافر ہے۔ یہی صورت دعائے علم قطعی مراد ہے ورنہ کفر نہیں ہو سکتا۔ یہ ہی اس مسئلہ میں کلام مجمل اور تفصیل کیلئے اور محل واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور۔

مسئلہ ۱۰۳، ۱۰۴: صاحب زکوٰۃ پر قربانی کرنا واجب ہے اگر ایک ہی مکان میں عمرو اور دیگر برادران دو چار ساتھ میں رہتے ہیں اور کمائی بھی سب کی ساتھ میں جمع کرتے ہیں اور زکوٰۃ بھی سب مل کر ایک ہی جگہ نکالتے ہیں اب اگر وہ سب برادران مل کر ایک ہی بکرا قربانی کریں تو جائز ہے یا نہیں اور وہ اتنی طاقت بھی نہیں رکھتے اور ہر ایک بندہ پر جدا جدا قربانی کرنے کا کب حکم ہوگا اس کا اندازہ کتنی طاقت کے بعد ہوگا جیسا کہ زکوٰۃ کا اندازہ یہ ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی جس عاقل وبالغ کے پاس ہو سوائے قرض کے تو اس کو سو روپے پیچھے ڈھائی زکوۃ دینا فرض ہے اسی طرح ہر ایک برادر پر جدا جدا قربانی کرنا کب واجب ہے

الجواب: قربانی واجب ہونے کو صرف اتنا درکار کہ اس وقت اپنی حاجات اصلیہ سے فاضل چھپن روپے کے مال کا مالک ہو خواہ وہ مال کسی قسم کا ہو اور اس پر سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو اور زکوۃ فرض ہونے کے لئے شرط ہے کہ یہ مال خاص سونا چاندی ہو یا تجارت کا یا چوپائے کہ اکثر سال جنگل میں چھوٹے چریں اور سال گزرنا لازم ہے جس شریک کا مال مشترک میں جو حصہ ہے اور اس کے سوا جو اس کی خاص ملک ہے وہ ملا کر اگر اس وقت چھپن روپے کی مالیت ہو اور اس کی حوائج اصلیہ سے فاضل ہو تو اس پر قربانی واجب ہے اور جس شریک کا حصہ مع اپنے خاص مال کے چھپن روپے سے کم ہو یا اس پر قرض وغیرہ ہے جس کے سبب حاجتِ اصلیہ سے فارغ نہیں تو اس پر قربانی واجب نہیں پھر اگر دو یا زائد شریک ایسے ہیں جن پر وجوب کا حکم ہے تو انکا ایک بکری کر دینا کافی نہ ہوگا ایک کی بھی قربانی ادا نہ

ہو کہ بکری بھیڑ میں حصے نہیں ہو سکتے ہاں اونٹ یا گائے کریں اور شریک سات سے زیادہ نہ ہوں تو سب کی ادا ہو جائے گی اور آٹھ ہوں تو کسی کی بھی ادا نہ ہو گی غرض اس صورت میں ہر شریک پر واجب ہے کہ اپنی اپنی قربانی جدا کرے زکوۃ اگر یکجائی نکالتے ہیں حرج نہیں کہ مجموع کا چالیسواں حصہ ہر ایک کے جدا جدا چالیسویں حصوں کا مجموعہ ہے یا اس سے زائد جبکہ جدا حصے میں عفو نکلتا ہو اور جمع سے نہ رہے جس کا بیان ہمارے رسالہ تجلی المشکوۃ لانارۃ اسئلہ الزکوۃ سے ظاہر ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۵: قربانی کرنا شرط ایک دنبہ یا بکرا ہے اور وہ قربانی قیامت میں پل پر سواری ہو گی اب اگر زید قربانی کا بکرا ذبح نہ کرے اور اس بکرے کی قیمت دوسرے شہر میں مسجد یا مدرسہ میں بھیج دے تو درست ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ درست ہے جب مکہ معظّمہ میں حج کے ایام میں قربانیاں کروڑوں ہوتی ہے اور پھر ایک کھڈ میں ذبح کر کے کیوں پھینک دیتے ہیں ان کی قیمت حرمین شریفین میں کیوں نہیں دیتے کیا وہاں قربانی کی قیمت دینا جائز نہیں ہے اور دیگر بلاد میں جائز ہے۔

الجواب: جس پر قربانی واجب ہے وہ اگر ایام قربانی میں بجائے قربانی دس لاکھ اشرفیاں تصدق کرے قربانی ادا نہ ہو گی واجب نہ اترے گا گنہگار مستحق عذاب رہے گا درمختار میں ہے[1] رکنھا ذبح فتجب الراقۃ الدم ردالمحتار میں نہایہ سے ہے[2] لان الاضحیۃ انما تقوم بھذا الفعل فکان رکنا آجکل نیچریوں نے اپنے چندے بڑھانے کو یہ مسئلہ گھڑا ہے کہ قربانی نہ کرو ہمارے چندے میں دے دو یہ شریعت مطہرہ پر انکا افترا ہے ہمارے فتاوے میں اس کا مفصل رد ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۶: خون تھوڑا یا زیادہ کھانا حرام ہے اب قربانی کا خون چکھنا حرام ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ قربانی کا خون ذبح کے وقت اپنی انگلی بھر کے چکھنا درست ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں۔

الجواب: زید کا قول باطل ہے خون مطلقاً حرام ہے قربانی کا ہو یا کسی کا۔ بہت ہو یا

[1] ترجمہ قربانی کی حقیقت کا جز ذبح کرنا ہے تو خون بہانا ہی ضرور ہے[2] ترجمہ اسلئے کہ قربانی اسی فعل ذبح سے متحقق ہوتی ہے تو ذبح اس کی حقیقت کا جز ہوا۔

تھوڑا۔ رگوں کا خون تو نص قطعی قرآن کریم حرام قطعی ہے قال تعالیٰ او دما مسفوحا ذبح کے بعد جو خون گوشت سے نکلتا ہے وہ بھی ناجائز ہے یونہی جگر یا تلی کا خون[1] کما فی البحر المحیط جامع الرموز وغیرھما اور دل کا خون تو خود نجس ہے اور ہر نجس حرام۔ حلیہ وقنیہ و تجنیس وعتابیہ وخزانۃ الفتاوی وغیرہا میں ہے[2] دم قلب الشاۃ نجس واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۷، ۱۰۸: ایک مسجد کی ملکیت دیگر مسجد میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں مسجد کا پیسہ مدرسہ میں خرچ کرے تو درست ہوگا یا نہیں۔

الجواب: دونوں صورتیں حرام ہیں مسجد جب تک آباد ہے اس کا مال نہ کسی مدرسہ میں صرف ہوسکتا ہے نہ دوسری مسجد میں یہاں تک کہ اگر ایک مسجد میں سو چٹائیاں یا لوٹے حاجت سے زیادہ ہوں اور دوسری مسجد میں ایک بھی نہ ہو تو جائز نہیں کہ یہاں کی ایک چٹائی یا لوٹا دوسری مسجد میں دیدیں درمختار میں ہے[3] تحد الواقف والجھۃ وقل مرسوم بعض الموقوف علیہ جاز للحاکم ان یصرف من فاضل الوقف الاخر علیہ لانھما حینئذ کشیء واحد وان اختلف احدھما بان بنی رجلان مسجدین اورجل مسجد او مدرسۃ ووقف علیھما اوقافالا یجوز لہ ذلك ردالمحتار میں ہے المسجد[4] لا یجوز نقل مالہ الی مسجد اخر واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۹: مسجد کی کوئی چیز ایسی ہو کہ وہ خراب ہو جاتی ہے اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں دیں اور وہ جو چیز اگر دوسرا آدمی قیمت دے کر مسجد کی چیز اپنے مکان پر رکھے تو اس کو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جائز ہے مگر اسے بے ادبی کی جگہ نہ لگائے درمختار میں ہے حشیش المسجد وکناستہ لا یلقی فی موضع یخل بالتعظیم واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] ترجمہ جیسا کہ بحر محیط و جامع الرموز وغیرہ ہما میں ہے [2] ترجمہ بکری کی دل کا خون ناپاک ہے [3] ترجمہ دو وقفوں کا واقف بھی ایک ہو اور ایک ہی چیز پر وقف ہوں ان میں ایک کی آمدنی کم ہو جائے تو حاکم کو جائز ہے کہ دوسرے وقف کی بچت سے اس پر خرچ کرے اس لئے کہ اس حالت میں وہ دونوں گویا ایک ہی چیز ہیں اور اگر واقف دو ہوں یا جدا جدا چیزوں پر وقف ہوں جیسے دو شخصوں نے دو مسجدیں بنائیں ایک شخص نے ایک مسجد اور ایک مدرسہ بنایا اور ان پر جائدادیں وقف کیں تو اب حاکم کو بھی جائز نہیں کہ ایک کا مال دوسرے میں صرف کرے [4] ترجمہ جائز نہیں کہ ایک مسجد کا مال دوسری مسجد کو لیجائیں۔

[5] ترجمہ مسجد کا گھاس کوڑا جھاڑ کر ایسی جگہ نہ ڈالیں جس سے اس کی تعظیم میں فرق آئے ۱۲

مسئلہ ۱۱۰: عمر نے اپنے فرزند کا عقیقہ کیا ہے اور بکرے کی ہڈیاں توڑ ڈالے یعنی سانڈھے کے سوائے سب کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرڈالے تو وہ جائز ہے یا نہیں اور بعض علما منع کرتے ہیں کہ سوائے سانڈھے کے عقیقہ کے بکرے کی ہڈی نہیں توڑنا اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: عقیقہ کی ہڈیاں توڑنا جائز ہے ممانعت کہیں نہیں ہاں بہتر نہ توڑنا ہے کہ اس میں بچے کے اعضاء سلامت رہنے کی فال ہے ولہٰذا کہا گیا کہ یہ گوشت میٹھا پکانا بہتر کہ بچے کی شیریں اخلاقی کی فال ہو سراج وہاج میں ہے[۱] المستحب ان یفصل لحمہا ولا یکسر عظمہا تفاؤلا بسلامۃ اعضاء الولد شرعۃ الاسلام وفصول علائی میں ہے [۳] لا یکسر للعقیقۃ عظم شرح حصن حصین للعلامۃ علی القاری میں ہے[۴] ینبغی ان لا یکسر عظامہ تفاؤلا فتاوٰی فتاوٰے حامدیہ پھر عقود دریہ میں شرح جناب علامہ ابن حجر سے مع تقریر ہے[۵] حکمہا کاحکام الاضحیۃ الا انہ لیس طبخہا وبحلو تفاؤلا بحلاوۃ اخلاق المولود ولا یکسر عظمہا وان کسر لیکرہ اشعۃ اللمعات میں ہی ودر کتب شافعیہ مذکور ست کہ اگر پختہ تصدیق کنند بہتر ست واگر شیرین پزند بہتر بجہت تفاؤل بحلاوت اخلاق مولود اسی میں اس سے اوپر ہے نزد شافعی استخوانہائے عقیقہ می شکنند ونزد مالک نے اھ اقول قضیہ ایں نقل آنست کہ نزد مالک ممنوع باشد کہ اولویت ترک خود منصوص شافعیہ است واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۱: ایک شہر میں سب لوگ نے اتفاق کے ساتھ ایک مکان نماز پڑھنے کے لئے بنایا اور اس کا نام عبادت گاہ رکھا گیا اور مسجد نام نہیں رکھا اس کی وجہ یہ کہ کبھی آدمی نماز نہ پڑھے تو وہ عبادتگاہ بد دعا نہ کرے اب اس مکان میں بیٹھ کر لوگ دنیا کی باتیں کریں تو جائز ہے یا نہیں اور اس مکان میں جمعہ وعیدین کی نماز بھی ہوتی ہے اور لکڑی کا منبر بھی رکھا گیا ہی اور پیش امام بھی ہے تو وہ عبادتگاہ میں فقط محراب نہیں ہے تو اس مکان کا مرتبہ مسجد کا ہوگا یا نہیں اور اس میں دنیا کی باتیں کرنی درست ہے یا نہیں۔

---

[۱] ترجمہ مستحب ہے کہ عقیقہ کی بوٹیاں بنائیں اور ہڈی نہ توڑیں بچے کے اعضا سلامت رہنے کی فال کیلئے [۳] ترجمہ عقیقہ کی ہڈی نہ توڑیں [۴] ترجمہ مناسب ہے کہ اس کی ہڈیاں نہ توڑیں کہ اچھی فال ہو [۵] ترجمہ عقیقہ کا حکم قربانی کی طرح ہے مگر اس کا پکانا سنت ہے اور میٹھا پکائیں کہ اس میں بچے کی عادتیں میٹھی ہونے کی فال ہے اور اس کی ہڈیاں نہ توڑیں اور توڑیں تو مکروہ نہیں۔

الجواب: جب وہ مکان عام مسلمین کے ہمیشہ نماز پڑھنے کے لئے بنایا اسے کسی محدود مدت سے مقید نہ کیا کہ مہینے دو مہینے یا سال دو سال اس میں نماز کی اجازت دیتے ہیں اور اس میں نماز حتی کہ جمعہ وعیدین تک ہوتے ہیں تو اس کے مسجد ہونے میں کیا شک ہے اس میں دنیا کی باتیں ناجائز اور تمام احکام احکام مسجد۔ مسجد ہونے کے لئے زبان سے مسجد کہنا شرط نہیں نہ محراب نہ ہونا کچھ منافی مسجدیت۔ مسجد الحرام شریف میں کوئی محراب نہیں خالی زمین نماز کے لئے وقف کی جائے وہ بھی مسجد ہو جائے گی اگرچہ یہ نہ کہا ہو کہ اسے مسجد کیا اس میں محراب کہاں سے آئے گی ذخیرہ وہندیہ وخانیہ وبحر وطحطاوی میں ہے[۱] رجل له ساحة لا بناء فيها امر قوما ان يصلوا فيها بجماعة فهذا على ثلثه اوجه ان امرهم يا لصلاة فيها ابدا نصا بان قال صلوافيها ابدا اوامرهم بالصلاة مطلقا ونوى الابدصارت الساحة مسجدا وان وقت الامر باليوم والشهر اوالسنة لا تصير مسجد لومات يورث عنه درمختار میں ہے یزول ملکه عن المسجد بالفعل ويقوله جعلته مسجدا یعنی بانی کی ملک مسجد سے دو طرح زائل ہوتی ہے ایک یہ کہ زبان سے کہدے میں نے اسے مسجد کیا دوسرے سے یہ نہ کہے اور اس میں نماز کی اجازت بلاتحدید دے اور اس میں نماز مثل مسجد ایک بار بھی ہو جائے تو اس سے بھی مسجد ہو جائے گی معلوم ہوا کہ لفظ مسجد کہنا شرط نہیں. بحر الرائق میں ہے[۲] لا يحتاج في جعله مسجدا قوله و قفته ونحوه لان العرف جار بالاذن في الصلاة على وجه العموم والتخلية بكونه وقفا على هذه الجهة فكان كالتعبيربه اسی میں ہے[۳] بنى فى فنائه فى الرستاق دكانالا جل الصلاة يصلون فيه بجماعة كل وقت فله حكم المسجد اقول بلکہ اگر نماز کیلئے وقف کرے اور اس کے ساتھ صراحۃً مسجد ہونے کی نفی کردے مثلاً کہے میں نے یہ زمین نماز مسلمین کے لئے وقف کی مگر

---

[۱] ترجمہ مسجد ہونے کو کچھ ضرور نہیں کہ زبان سے کہے میں نے اسے وقف کیا یا اور کوئی لفظ اس کے مثل (مثلاً مسجد کیا) اس کہنے کی کچھ حاجت نہیں کہ عرف جاری ہے کہ نماز کی عام اجازت دے کر زمین اپنے قبضہ سے جدا کر دینا نماز کے لئے وقف ہی کرنا ہے تو یہ ایسا ہی ہوا جیسے زبان سے کہتا کہ اسے مسجد کیا[۲] ترجمہ گاؤں میں اپنی پیش دروازہ کوئی چبوترہ نماز کے لئے بنالیا کہ لوگ پانچوں وقت اس میں جماعت کرتے ہیں اس چبوترے کے لئے مسجد کا حکم ہے۔

میں اسے مسجد نہیں کرتا یا مگر کوئی اسے مسجد نہ سمجھے جب بھی مسجد ہو جائے گی اور اس کا یہ انکار باطل کہ معنی مسجد یعنی نماز کے لئے زمین موقوف پورے ہو گئے اور مذہب صحیح پر اتنا کہتے ہی مسجد ہو گئی اب انکار مسجدیت لغو ہے کہ معنی ثابت از لفظ سے انکار یا وقف مذکور سے رجوع ہے اور وقف بعد تمامی قابل رجوع نہیں اسکی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بی بی کی نسبت کہے میں نے اسے چھوڑا چھوڑا چھوڑا مگر میں طلاق نہیں دیتا کوئی اسے مطلقہ نہ سمجھے۔ طلاق تو دے چکا اب انکار سے کیا ہوتا ہے۔ ہاں اگر یوں کہتے کہ ہم یہ زمین وقف نہیں کرتے صرف اس طور پر نماز کی اجازت دیتے ہیں کہ زمین ہماری ملک رہے اور لوگ نماز پڑھیں تو البتہ نہ وقف ہوتی نہ مسجد۔ یہاں یہ بھی معلوم رہے کہ زمین مذکور جسے بالاتفاق اہل شہر نے محل نماز کیا یا تو عام زمین ملک بیت المال ہو جس میں اتفاق مسلمین بجائے حکم امام ہے یا ان کی ملک ہو یا اصل مالک بھی اس میں شامل ہو یا اس کی اجازت سے ایسا ہوا ہو یا بعد وقوع اس نے اسے جائز و نافذ کر دیا ہو۔ ورنہ اگر اہل شہر کسی شخص کی مملوک زمین بے اس کی اجازت کے نماز کے لئے وقف کر دیں اور وہ جائز نہ کرے ہرگز نہ وقف ہو گی نہ مسجد اگرچہ سب اہل شہر نے بالاتفاق یہ بھی کہہ دیا کہ ہم نے اسے مسجد کیا بحر الرائق میں ہے[1] فی الحاوی القدسی من بنی مسجدا فی ارض مملوکة له الخ فافادان من شرطه ملك الارض ولذا قال فی الخانية لوان سلطانا اذن لقوم ان يجعلوا ارضا من اراضيا لبلدة حوانيت موقوفة علے المسجدا وامرهم ان يزيد و افي مسجد هم قالوا ان كانت البلدة فتحت عنوة و ذلك لا يضر بالمارة والناس ينفذ امرلسطان فيها وان كانت فتحت صلحا لا ينفذ امر السطان لان فی الاول تصیر ملكا للغانمين فجاز امر السلطان فيها و فی

[1] ترجمہ حاوی قدسی میں ہے جس نے اپنی مملوک زمین میں مسجد بنائی اس سے ثابت ہوا کہ مسجد ہونے کے لئے شرط ہے کہ بانی اس زمین کا مالک ہو اسی لئے فتاویٰ قاضی خان میں فرمایا کہ اگر سلطان نے لوگوں کو اجازت دی کہ شہر کی کسی زمین پر دکانیں بنائیں جو مسجد پر وقف ہوں یا حکم دیا کہ یہ زمین مسجد میں ڈال لو علما نے فرمایا اگر وہ شہر بزور شمشیر فتح ہوا ہے اور وہ دکانیں بنانا یا مسجد میں اس زمین کا شامل کر لینا راستہ تنگ نہ کرے نہ عام لوگوں کو اس میں نقصان ہو تو وہ حکم سلطان نافذ ہو جائے گا اور اگر شہر صلح سے فتح ہوا تو نہیں کہ پہلی صورت میں شہر کی زمین بیت المال کی ملک ہو گئی تو اس میں سلطان کا حکم جائز ہے اور دوسری صورت میں اصل مالکوں کی ملک رہی تو سلطانی حکم اس میں نفاذ نہ پائے گا۔

الثاني تبقے علے ملك ملاكها فلا ينفذ امره فيها ردالمحتار میں ہے[۱] شرط الوقف التأبيد والارض اذا كانت ملكا لِغَيْرِهِ فلما لك استردا دها یہ بیان بغرض تکمیل احکام تھا سوال سے ظاہر وہی پہلی صورت ہے تو اس کے مسجد ہونے میں شک نہیں اور اس کا ادب لازم واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[۱] ترجمہ وقف کی شرط ہمیشگی ہے اور زمین جب دوسرے کی ملک ہو تو مالک اسے واپس لے سکتا ہے۔

بشارتِ جلیلہ

تحریر جناب حاجی اسمٰعیل میاں صاحب

صفائح اللجین صفحہ ۴ دیکھو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کا خواب نبوت کے ٹکڑوں سے ایک ٹکڑا ہے صحیح بخاری میں ۱ ابو ہریرہ اور صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں ۲ عبداللہ بن عباس اور احمد و ابن ماجہ خزیمہ و حبان کے یہاں بسند صحیح ام کرز کعبیہ ۳ اور مسند احمد میں ۴ ام المومنین صدیقہ اور معجم کبیر طبرانی میں بسند صحیح حذیفہ ۵ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی وھذالفظ الطبرانی حضور مفیض النور ﷺ فرماتے ہیں ذھبت النبوۃ فلا نبوۃ بعدے الاالمبشرات الرؤیا الصالحۃ یراھا الرجل اوتری لہ نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہ ہوگی مگر بشارتیں وہ کیا ہیں نیک خواب کہ آدمی خود دیکھے یا اس کے لیے دیکھی جائے اسی طرح احادیث اس بارہ میں متواتر اور اس کا امر عظیم مہتم بالشان ہونا نبی ﷺ سے متواتر ان کی تفصیل موجب تطویل اور احمد و بخاری و ترمذی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں اذاری احدکم الرؤیا یحبھا فانما ھی من اللہ فلیحمد اللہ علیھا ولیحدث بھا غیرہ جب تم میں کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے پیارا معلوم ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہے چاہیے کہ اس پر اللہ عزوجل کی حمد بجالائے اور لوگوں کے سامنے بیان کرے فقیر اللہ عزوجل و محمد رسول اللہ ﷺ کے خوف کو اپنے سامنے رکھ کر اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ فقیر بینوا کو اس سے زیادہ کیا پیارا ہوگا میرے سردار میرے آقا مولانا عالم عالمہ محب سنت و اہل سنت عدو بدعت و اہل بدعت حاجی احمد رضا خاں صاحب غریب خانہ پر بنفس نفیس کرم فرمائیں۔ مولانا صاحب اب اصل خواب کی صورت یہ ہے کہ فقیر کا مکان ملک کاٹھیاوار میں موضع لالپور ہے وہاں ہمارے بڑے بزرگ میاں شیخ یونس رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مطہر ہے اس میں مسجد ہے اب

میں کیا دیکھتا ہوں کہ جمعہ کا دن ہے اور حضور وہاں تشریف لائے ہیں بعد نماز جمعہ آپ منبر پر بیٹھ کر وعظ فرماتے ہیں اور میرے والد صاحب آپ کے سیدھے بازو کھڑے ہیں اور میں سامنے حضور کے کھڑا ہوں میرے والد صاحب کی زندگی اللہ عزوجل زیادہ کرے وہ مجھے فرماتے ہیں فرزند دیکھو یہ مولانا مولوی حاجی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں اس وقت فقیر حضور کے پاس آکر دست و پا پر بوسہ دیا اور پاؤں مبارک کو چپی کرنے لگا آخر جب حضور وعظ ختم کر چکے بعد فقیر حضور کے سامنے تمہید ایمان سے وعظ کہنا شروع کیا اور یہ آیت کریمہ پڑھنی شروع کی اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اے نبی بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ فقیر زار زار روتا ہے اور بیان کرتا ہے اور حضور کو میں نے اس صورت سے پایا کہ پوشاک سفید پہنے ہوئے یعنی زار و جبہ سفید ہے اور سر پر ٹوپی باریک ململ کی ہے اور قد مبارک آپ کا دراز ہے اور منہ کا رنگ گندمی ہے اور بدن پتلا اور سر پر بال ہیں وہ دوش تک لٹکتے ہیں اسی صورت سے فقیر عفی عنہ نے تین جمعہ تک خواب دیکھا ہے اور اسی طرح حضور وعظ فرماتے ہیں اور فقیر بھی وعظ کرتا ہے الحمد للہ فقیر نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور اس خواب میں یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی قدم بوسی میں سال بھر یا کچھ کم زیادہ رہ کر قدرے علم حاصل کروں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بشارت دوم

دوسرا خواب ماہ ذیقعدہ تاریخ ۲۷ روز چہارشنبہ اور شب پنجشنبہ کو فقیر بعد نماز عشا کے اپنے ورد وظیفے کے بعد اپنے مکان میں آکر ان مسائل میں تقریظ اوّل مولٰنا علامہ شیخ صالح کمال کی لکھ کر سو گیا فجر کے وقت خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے دو دنبے بڑے موٹے عمدہ کھڑے ہیں میں نے اپنی زبان سے کہا کہ ماشاء اللہ کیا مضبوط دو دنبے قربانی کے لائق کھڑے ہیں چھری لی اور دونوں کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا بعد روح نکلنے

کےفقیر پوست جدا کرنے کونزدیک گیا اتنے میں قدرت الٰہی سے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دنوں دنبے حرکت میں آئے اور کھڑے ہو گئے اور دونوں کی شکل شیر کی بن گئی اور دونوں نے میرے مارنے کا قصد کیا جب میں نے کہا تمہاری طاقت نہیں ہے کہ تم مجھے مارلو جب بڑے زور کے ساتھ حملہ میرے مارنے کا کیا اتنے میں بفضلہ تعالیٰ میرے سامنے ایک مکان عالیشان نورانی ظاہر ہوا فقیر اس مکان میں داخل ہوا اور دونوں شیر مارنے کو میرے سامنے آئے جب میں نے کہا ہرگز تم مجھے نہ مارسکو گے اور اسی وقت میں نے نماز کی نیت کی اور تکبیر تحریمہ کہی کہ اللہ اکبر یہ لفظ نکلنا تھا کہ وہ دونوں شیر ایسے غائب ہو گئے کہ معلوم نہیں آسمان کھا گیا یا زمین میں سما گئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بشارت سوم

عزہ محرم شریف ۱۳۳۶ھ پنجشنبہ کو خواب میں چار سور نے مجھ پر حملہ کیا مگر بفضلہ تعالیٰ کارگر نہ ہوئے اور اس خاکسار نے تین سور کو ایک مکان میں قید کر دیا اور ایک اس کی ماں باقی رہ گئی اس نے میرے مارنے کا قصد کیا آخر کارگر نہ ہوئی۔ یہ مسکین ایک مسجد میں داخل ہوا وہاں جماعت سے عصر کی نماز پڑھی بعد نماز ایک مولانا صاحب قرآن شریف پڑھتے تھے ان کے ساتھ یہ خاکسار دلائل کی منزل یوم الخمیس پڑھنے لگا اور وہ دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ دیگر اَللّٰھُمَّ اسْتُرْنَا بِسِتْرِكَ الْجَمِیْلِ یہ ہر ایک دعا تین تین بار پڑھی بعد ختم منزل قیام میں کھڑا ہو کر ہماری شفاعت کے کرنے والے جناب پاک محمد مصطفٰے ﷺ پر سلام پڑھنا شروع کیا کچھ دیر نہ ہوئی کہ بارش بڑی زور سے برسنا شروع ہوئی بعد ختم سلام کے مسجد سے باہر آیا تو میرے والد صاحب زاد عمرہ کی ملاقات ہوئی آپ فرمانے لگے فرزند نیاز ختم دلائل تیار ہے فاتحہ پڑھ کے کھالو میں دوڑا تو میرا پاؤں پھسلا اور زانو کے بل ہو گیا کیچڑ زانو میں لگی آخر کھڑا ہو گیا اور نیاز کھائی شیری تھی بعد طعام کے مغرب کی نماز پڑھی یہ خواب عبد المصطفٰے ﷺ وسگ دربار جیلانی قدس سرہ العزیز و غلامان غلام العلما نے دیکھی اور بیدار ہوا اس کی تعبیر آپ بیان فرمائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بشارت چہارم

فقیر عفی عنہ نے خنزیروں کے واقعہ سے پہلے دیکھا کہ میں مغرب کی نماز پڑھتا ہوں اور ایک شخص کالی شکل کا میرے سامنے آیا اور میرے دونوں بازووں کو پکڑ کے میرا منہ قبلہ کی طرف سے پھیرتا ہے فقیر نے کہا شیطان تجھے طاقت نہیں کہ میرا منہ تو قبلہ کی طرف سے پھیر دے اس نے بہت زور کیا آخر فقیر نے اس بدشکل کو نماز سے فارغ ہو کر زمین پر گرایا اور تین موٹھے اس کے منہ پر مارے آخر کے موٹھے مارنے سے زمین پر میرا ہاتھ لگا اور آنکھ کھل گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے میں زخم ہو گیا اور خون نکلا ابھی تک یہ زخم کی نشانی ہاتھ میں باقی ہے یہ اس کی تعبیر ہوئی اور حضور کی خوشی ہو تو خوابوں کو آخر رسالہ میں چھپوا دیں مگر خداوند کریم جل جلالہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی بڑائی یا تکبر کے واسطے نہیں کہتا اب خوشی حضور کی۔

الجواب:[۱] خَيْرٌ لَنَا وشرُ لاعدائنا خير تلقاه اوشر توقاه الحمد لله رب العلمین خواب بحمد اللہ چاروں مبارک ہیں اللہ عزوجل دونوں جہاں میں مبارک فرمائے۔ آمین۔

خواب اوّل: میں یہ آیت کہ آپ نے تلاوت کی سورۂ فتح شریف کی ہے اور خواب میں اس کی کوئی آیت تلاوت کرنا دلیل فتح وظفر و برکات دنیا و آخرت ہے دین کو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ سے مدد پہنچے گی اور آپ کو ایک دعائے مستجاب ملے گی اور تعظیم حضور پُرنور سید المحبوبین ﷺ کا وعظ دلیل محبت حضور و صدق ایمان و قبول رحمٰن ہے اور رونا کہ آواز سے نہ ہو دلیل فرحت و سرور خواب دوم میں دنبوں کی قربانی بلائے عظیم سے نجات ہے فدیہ بذبح عظیم دشمنوں کا دفع ہونا ہے خوف سے امن ہے ادائے دین ہے شفائے مرض ہے اور ان کا شیر ہو کر حملے کے قصد اور مکان نورانی میں برکت نماز ان سے نجات دلیل ہے کہ آپ کی حمایت دین سے اعدائے دین عاجز آ کر بذریعہ حکومت کچھ ایذا رسانی کی تدبیر کریں اور رحمت

---

[۱] ہمارے لئے خیر اور ہمارے دشمنوں کیلئے شر۔ خیر ہے کہ تم اسے پاؤ یا شر ہے جس سے تم بچائے جاؤ اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔

الٰہی ونور ایمان آپ کی حمایت کرے اعدا خائب وخاسر رہیں خواب سوم بالکل اس کے مشابہ ہے جو اس فقیر نے ۱۳۰۵ میں زمانہ تصنیف تجلی الیقین میں دیکھا تھا اس کتاب کے آخر میں اسے پائے گا وہیں سے تعبیر آپ کو ظاہر ہو گی مولی تعالیٰ آپ کو ان شاء اللہ تعالیٰ وہابیوں اور بد مذہبوں پر غالب ومظفر رکھے گا اور ان کے فتنے آپ کے ہاتھوں بند ہوں گے اور ان کا حملہ آپ پر نہ چلے گا عصر کی نماز سب نمازوں سے افضل ہے اور جماعت دین کی برکت اور دعا ردّ بلا اور دلائل کی منزل اللہ تعالیٰ کی رحمتیں درود دین برکتیں سلام۔ اور سلام عرض کرنا محبت وتعظیم حضور اقدس ﷺ پر دلیل ہے جو عین ایمان ہے اور بارش رحمت الٰہی ہے اور نیاز ختم دلائل باعث برکات ہے اور نیاز کا شیریں ہونا میٹھی مراد ہے اور دوڑنا جلدی کرنا ہے اس کے باعث پاؤں پھسلنا اور کیچڑ لگنا اشارہ ہے کہ جلدی نہ چاہیے اس سے لغزش ہوتی ہے مثلاً جلّ و علا کی جگہ (ج) اور ﷺ کی جگہ لکھنا یہ بھی جلدی ہی کی باعث ہے اور لغزش ہے اور کھڑا ہو جانا لغزش کا دور ہونا ہے بہر حال خواب سراسر برکت ہے۔

ج اب چہارم میں نماز مغرب مراد پوری ہونا ہے کہ وہ انتہائی نہار پر ہے باقی خواب ظاہر ہے کہ ان شاء اللہ الکریم آپ کو شیطان لعین دینِ حق سے نہ پھیر سکے گا مولیٰ عزوجل حق پر قائم رکھے گا۔ واللہ الحمد واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

شمشیرِ بے نیام قادر الکلام مفکرِ اسلام خطیبِ پاکستان

علامہ مولانا محمد صدیق ملتانی صاحب

کی دیگر بہترین کتب

اس کتاب کا دوسرا نام ایٹم بم ہے یہ وہ کتاب ہے جس نے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر کئی بد مذہب راہ راست پر آگئے ہیں اس کتاب میں گستاخان رسول و گستاخان صحابہ و گستاخان اھل بیت پر کاری ضرب لگائی ہے ان پر ایسے سوالات کئے گئے ہیں جنکا جواب آج تک نہیں دیا گیا یہ باطل فرقوں کے رد میں لا جواب کتاب ہے۔

اس کتاب میں غزوۂ بدر بیان کیا گیا ہے نئی نسل کے ذہنوں میں جہاد کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے یہ کتاب ایک عظیم سرمایہ ہے مسلمانوں کو ان کے اسلاف کے مجاہدانہ کارناموں سے واقف کرانے کے لئے ایک عجیب کوشش ہے جہاد کی فضیلت اور ضرورت کو ذہن نشین کرانے کی سعی بلیغ ہے۔

یہ کتاب بین الاقوامی حالات کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو سرے سے خدا کی ہستی کے منکر ہیں اور اس جہاں کی نمود و نمائش کو زمانے کی پیداوار سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے یہ کتاب مشعل راہ بلکہ روشنی کا مینار ہے اس کتاب میں توحید باری تعالیٰ کے عقلی دلائل پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کے آفاقی، نفسی اور عقلی دلائل قابل ستائش ہیں

خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین فضائل اور خصائل عطا کئے ان کے علاوہ کچھ آپکی خصوصیات ہیں آپ کے خصائص کو آٹھ اقسام پر منقسم کر کے اُن پر بحث کی گی ہے مختلف ابحاث میں معترضین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے جن سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے قاری کے سینے میں الفت رسول کا دریا موجزن ہوتا ہے

یہ کتاب اصلاح معاشرہ کی غرض سے لکھی گئی ہے اس کتاب میں پردے کی اہمیت پر بڑا زور دیا گیا ہے کیونکہ بے پردگی اور عریانی دعوت گناہ کا موجب ہے اس کتاب میں معاشرے کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کیا گیا ہے معاشرہ میں جو برائیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو دور کرنے کے طریقوں پر بحث کی گئی ہے

ارکان نماز میں سے اہم رکن سجدہ ہے اکثر نمازی سجدہ خلاف سنت کرتے ہیں اس کتاب میں سجدہ کا صحیح طریقہ بیان کیا گیا ہے سجدے کے فوائد اور حکمتوں پر حسین تبصرہ ہے حضور ﷺ لمبے لمبے سجدے کیوں کرتے تھے اس میں کیا راز تھا مکمل بحث کی گئی ہے سجدہ کی ابتداء اور انتہا بیان کی گئی ہے ایک سجدہ ہی ایسا رکن نماز ہے جو بندہ کو خدا کے قریب کر دیتا ہے پاکستان میں اپنے موضوع کی یہ پہلی کتاب ہے

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

صاحب طرز ادیب، شعلہ نوا خطیب اور صدارتی ایوارڈ یافتہ سیرت نگار

فقیر محمد ندیم باری

کی آسان، مختصر، منفرد، مستند، شہرہ آفاق کتب سیرت

اخلاق رسول

ابتدائی، بنیادی اور تعارفی صدارتی ایوارڈ یافتہ کتاب سیرت۔ دور جدید اور نسل نو کے تقاضوں کے عین مطابق۔ رسول پاک ﷺ کے اخلاقی اوصاف کا بیان، قرآن حدیث اور سنت کی روشنی میں اور بالترتیب حروف ابجد اردو میں ستائیس ایڈیشن کے بعد انگلش اور متعدد دیگر قومی زبانوں میں تراجم اسکی انتہائی مقبولیت کی روشن دلیل ہیں۔

انگریزی ترجمہ

"MUHAMMAD-THE BEST OF MUMANITY"

محمد ﷺ معلم اخلاق

شہرہ آفاق کتاب سیرت "اخلاق رسول ﷺ" کا دوسرا حصہ۔ رسول پاک ﷺ کے مزید اوصاف حمیدہ کا ذکر جمیل۔ جناب ندیم باری کے منفرد اور موثر انداز میں ثانوی کتاب سیرت ایک انتہائی خوبصورت پیشکش جس کے مطالعے کے بغیر "اخلاق رسول ﷺ" کا لطف مکمل نہیں ہوتا۔ یہ کتب نئی نسل کی کردار سازی کیلئے نصاب کا درجہ رکھتی ہیں۔

محمد ﷺ سب سے اچھے

خلا باز، امن پسند، لیڈر، آرکیٹیکٹ، ٹاؤن پلانر، سفارتکار، ایڈمنسٹریٹر، کمانڈر، معیشت ساز، ضامن، ویمن رائٹس و محافظ ہیومن رائٹس وغیرہ۔ ان عنوانات سے ظاہر ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں ہمارے راہبر و رہنما رسول پاک ﷺ ہیں۔ جدید اصطلاحات میں آج کے اہم ترین موضوعات پر مشتمل ایک تازہ کتاب سیرت۔

اس نایاب کتاب کا انگریزی ترجمہ "BEST OF THE BEST" کے عنوان سے جناب عبد الباسط سہیل ڈی سی او سکر کے قلم سے دستیاب ہے۔ جسے یورپ میں ہاتھوں ہاتھ لیا جا رہا ہے۔ اور اس کے بین الاقوامی زبانوں میں مسلسل تراجم ہو رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ دور جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ انتہائی اہم اور مفید کتاب سیرت ہے۔

ادب رسول پاک

اس دور میں کہ جب ہر کس و ناکس کو دعویٰ عشق رسول ﷺ ہے۔ سارے زمانے کو ادب و احترام رسول ﷺ سے آگاہ کرنے کی مبارک کاوش، اس اہم ترین موضوع پر شاید پہلے سے ایسی کتاب موجود نہیں اسلئے اس کا مطالعہ ہر مسلمان پر فرض ہے اور ہر گھر میں موجود ہونا لازمی ہے

(زیر طبع)

محبت و اطاعت رسول

بے زبان جانوروں اور بے جان چیزوں کی محبت رسول ﷺ کا بیان جو صرف اور صرف اطاعت سے اپنے عشق رسول ﷺ کا اظہار کرتی ہیں زبانی کلامی دعوے کرنے والے انسانوں کیلئے انتہائی سبق آموز کتاب جناب ندیم باری کے پر تاثیر اور عقیدت گزار قلم سے ایک خلق گر انتہائی دلچسپ کتاب سیرت۔ اس موضوع پر بالکل نئی اور نادر کتاب ایمان کی تازگی کیلئے انتہائی موزوں۔

☎ 041-626046

ہماری مطبوعات

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد